سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار، 8۔ جنوری، 1995ء

(یک شنبہ، 6۔ شعبان المعظم، 1415ھ)

جلد: 16 ۔ شمارہ:1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 4)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1

چیئرمینوں کا پینل۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مال) ---------- 2

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 29

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 53

اراکین اسمبلی کی رخصت ---------- 59

مسئلہ استحقاق۔

ماسٹر آف منٹ لاہور کا رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک ---------- 67

قائم مقام قائد حزب اختلاف کو اجلاس میں شرکت سے روکنے کے لیے اشتہاری ملزم قرار دینا ---------- 74

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Altaf Hussain,** *Governor of the Punjab* hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Sunday, the 8th January, 1995 at 3.00 p. m. in the Assembly Chambers Lahore.

LAHORE,
The 29th Dec, 1995

MUHAMMAD ALTAF HUSSAIN
Governor of the Punjab"

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولہواں اجلاس

اتوار، 8۔ جنوری 1995ء

(یک شنبہ، 6۔ شعبان المعظم، 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں سہ پہر 3:00 بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ
الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي
الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ
فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا
السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ
مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ
وَلَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④

سورہ سبا آیات 1 تا

سب تعریف (اللہ) کو (سزاوار) ہے (جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی) وہ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا (اور) خبردار ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس پر چڑھتا ہے سب اس کو معلوم ہے اور وہ مہربان (اور) بخشنے والا ہے اور کافر کہتے ہیں کہ (قیامت کی) گھڑی ہم پر نہیں آئے گی کہہ دو کیوں نہیں آئے گی۔ میرے پروردگار کی قسم وہ تم پر ضرور آ کر رہے گی (وہ پروردگار) غیب کا جاننے والا (ہے) ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں (نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز اس سے چھوٹی یا بڑی نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔ اس لیے کہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو بدلہ دے۔ یہی ہیں جن کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

وما علینا الا البلاغ ٥

چیئرمینوں کا پینل

جناب ڈپٹی سپیکر: پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جائے۔

سیکرٹری اسمبلی: قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے قاعدہ۔ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم مندرجہ ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱۔ میاں محمد افضل حیات، پی پی۔ ۹۷

۲۔ سید ظفر علی شاہ، پی پی۔ 1

۳۔ چودھری محمد منیر اظہر، پی پی۔ ۱۸۵

۴۔ لالہ مہر لال بھیل، غیر مسلم نشست

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

چودھری شوکت داؤد: کورم نہیں ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشان دہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے ---- کورم نہیں ہے، پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ ہوگئے ہیں۔ گنتی کی جائے ---- کورم نہیں ہے آدھے گھنٹے کے لیے ہاؤس adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(کورم کی نشان دہی پر تیس منٹ کے وقفے کے بعد)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے--- جو حضرات لابی میں تشریف رکھتے ہیں وہ اندر آجائیں۔

جناب عمران مسعود: جناب سپیکر! کیا لابی سے بلانا آپ کے فرائض میں شامل ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں دونوں طرف کے معزز ممبران کو کہہ رہا ہوں۔

(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے ۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال میں نے pending رکھا ہے۔ دوسرا سوال رانا محمد فاروق سعید خان کا ہے۔

رانا محمد فاروق سعید خان، سوال نمبر 600

نرسریوں کے ٹھیکے کی رقوم کی تفصیل

*600۔ **رانا محمد فاروق سعید خان** ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی آئی جی فیصل آباد ڈپٹی کمشنر، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر، ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر، ایڈیشنل ایس پی اور ڈی ایس پی (لیگل) کے بنگلوں سے ملحقہ اراضی پر نرسریاں قائم ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افسران ہر سال باقاعدگی سے اپنے اپنے بنگلوں سے ملحقہ اراضی میں قائم نرسریوں کو ٹھیکے پر نیلام کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آیا مذکورہ افسران نرسریوں کے ٹھیکے کی رقوم سرکاری خزانہ میں جمع کرواتے ہیں۔ اگر ہاں تو گزشتہ دس سالوں کی ترتیب وار تفصیلات کیا ہیں۔ اگر نہیں تو کیا حکومت متذکرہ افسران کے خلاف سرکاری رقوم کو خورد برد کرنے کے الزام میں کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) غلط ہے۔ سرکاری بنگلوں کے ساتھ ملحقہ زرعی اراضی نہیں بلکہ وہ پرانے بنگلوں کے وسیع وعریض لان ہیں جن کی زیبائش اور خوبصورتی کے لئے پھول اور زیبائشی پودے لگائے گئے ہیں۔ اس بارے میں چٹھی نمبری (سی ایس پی) 22/36/57 ایس سی مورخہ 7 مئی 1958ء (ضمیمہ الف) کا حوالہ دیتے ہوئے اطلاعاً عرض ہے کہ ان اراضیات جو کہ رہائشی مکانات کے ساتھ وابستہ ہیں کے انتظام وغیرہ کے لئے کوئی سرکاری ملازم کام نہ کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کی تنخواہ متعلقہ افسر کو دینا پڑتی۔ لہذا جملہ بنگلہ جات میں لگی ہوئی پھلواڑیوں میں افسران کے پرائیویٹ (نجی ملازم (مالی) کام کرتے ہیں اور اس طرح حکومت کو کسی قسم کا کوئی خرچہ برداشت نہ کرنا پڑتا ہے لہذا افسران متعلقہ کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کا جواز نہ ہے۔ اس قسم کا پہلے بھی

ایک استفسار سال 84-1983,85-1984ء میں ہو چکا ہے جس کے بارے میں ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ سال 1987ء (ضمیمہ ب) میں اس طرح کے مسائل زیر غور آئے جو کہ چٹھی مندرجہ بالا کی رو سے نمٹائے گئے اور اس وقت بھی جو مسئلہ در پیش آیا اس کو ڈراپ کیا گیا۔ ضمیمہ جات "الف" اور "ب" ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟۔۔۔ کوئی نہیں۔ اب سید تابش الوری کا سوال نمبر 472 لیتے ہیں۔

سید تابش الوری: سوال نمبر 472

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*472۔ **سید تابش الوری:** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لئے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان):

(الف) جولائی 1993ء سے اپریل 1994ء تک صوبہ پنجاب کے محکمہ مال میں بابت بدعنوانی و رشوت ستانی کل شکایات 350 موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے بدعنوانی کی 222 شکایات اور رشوت ستانی کی 128 شکایات ہیں۔ کل شکایات پر رقم کا معاملہ -/3508707 روپے ہے جبکہ بدعنوانی کی شکایات پر رقم کا معاملہ 1693217 روپے ہے اور رشوت ستانی کی شکایات پر 18154901 روپے ہے۔

(ب) بدعنوانی کی کل 222 درخواستوں میں سے 131 پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے اور 70 پر محکمہ رشوت ستانی میں کارروائی ہو رہی ہے۔ 11 پر پرچہ درج ہو چکا ہے اور 10 داخل دفتر کر دی گئی ہیں۔ رشوت ستانی کی 128 درخواستوں میں سے 31 پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے 59 پر محکمہ رشوت ستانی میں کارروائی ہو رہی ہے 23 پر پرچہ درج ہو چکا ہے اور 15 داخل دفتر کر دی گئی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سید تابش الوری ، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اپریل 1994ء سے اب تک کتنی شکایات موصول ہوئی ہیں؟

وزیر مال ، جناب سپیکر! اس کے لیے تو معزز ممبر fresh question دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے اس کے لیے fresh question دیا جائے کیونکہ آپ نے پوچھا تھا جولائی 1993ء سے اپریل 1994ء تک۔۔۔

سید تابش الوری ، نہیں۔ جناب میں نے پوچھا تھا کہ جولائی 1993ء سے اب تک۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرا خیال ہے کہ اب تک سے مراد وہ وقت ہے جب انہوں نے جواب دیا ہے۔ اس وقت اپریل ہو گا۔ لہذا انہوں نے اس وقت تک کا جواب دے دیا ہے۔

سید تابش الوری ، جناب آپ کی رولنگ موجود ہے کہ جب جواب دیا جائے تو upto-date ہونا چاہیے کیونکہ سوالات ایک ایک سال پہلے کے ہوتے ہیں۔ وزیر موصوف اپریل 1994ء تک کی بات کر رہے ہیں اپریل سے لے کر اب تک ان کو تو upto-date ہونا چاہیے ۔ یہ تو وزیر ہیں اگر کوئی دفتر کا اہلکار ہوتا تو پھر یہ مان لیا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ میری بات سنیں۔ یہ جواب جب آپ نے مانگا اور انہوں نے اس کا جواب دیا تو اس وقت اپریل 1994ء ہو گا لہذا انہوں نے اس وقت تک جواب دے دیا۔ یہ ایک figures کا مسئلہ ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اس کے لیے سارے پنجاب سے figures collect کرنے ہوتے ہیں۔ یہ ایسے نہیں ہو سکتا۔

سید تابش الوری ، جناب والا! وزیر صاحب کو کل بریف کیا گیا ہو گا۔ لہذا انہیں latest position معلوم ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ تابش الوری صاحب ایسے نہیں۔ I rule it out.

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ جو بدعنوانی کی شکایت میں 1693217 روپے کا ذکر کیا گیا ہے اس ساری کی ساری رقم کی recovery بھی ہو چکی ہے یا اس میں سے ایک پیسہ بھی ابھی تک recover نہیں ہوا؟

وزیر مال ، جناب سپیکر! میں نے اپنے جواب میں عرض کیا ہے کہ محکمانہ کارروائی جاری ہے ' ابھی ہو

رہی ہے۔ یہ رقم recoverable ہے جیسے ہی ان پر charge prove ہو جاتا ہے یہ انشاء اللہ recover ہو جائے گی۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں معذرت چاہتا ہوں کہ شاید میں اپنا ضمنی سوال clear نہیں کر سکا۔ میں ان کی کارروائی کے بارے میں نہیں پوچھ رہا۔ وہ میرا اگلا سوال ہے کہ بدعنوانی کے مقدمات میں کتنے افسران مطلق ہوئے ہیں؟ وہ تعداد بھی میں پوچھ رہا ہوں ۔ اس سے پہلے میں رقم کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ یہ سرکاری رقم جو بدعنوانی کے سلسلے میں آئی ہے اس میں سے کتنی رقم انہوں نے recover کی ہے یا پھر سرے سے recovery ہوئی ہی نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، ظفر علی شاہ صاحب کا یہ سوال ہے کہ اگر اس میں کوئی recovery ہوئی ہے تو وہ کتنی ہے؟ یا ہوئی ہی نہیں ہے؟

وزیر مال، جناب والا! ایسا ہے کہ چونکہ ابھی کچھ معاملات کی محکمانہ طور پر انکوائریاں جاری ہیں۔ اس میں کچھ معاملات pending ہیں۔ کچھ ہائی کورٹ میں writs ہو گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی اس مرحلے پر آپ صحیح figures نہیں بتا سکتے ۔

وزیر مال ، جی ہاں ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ 128 رشوت ستانی کی شکایات میں کتنے لوگ گرفتار کیے گئے اور کتنے لوگ مطلق کیے گئے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر مال صاحب میرے خیال میں آپ نے یہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہوئی ہے؟

وزیر مال، جی ہاں یہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہوئی ہے۔

سید تابش الوری، جناب اس میں یہ نہیں لکھا ہوا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! معزز سپیکر کے آفس نے حکومت کو یا حکومت کے وزیر کو اس طرح feeding شروع کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں شاہ صاحب یہ feeding نہیں ہے۔ بلکہ یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، نہیں جناب اِس کا اُس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا ' پچھلے سے پچھلے وقفہ سوالات میں بھی جب وزیر صاحب کے سوالات کا وقت آیا تو وہاں بھی کچھ ایسا ہی مسئلہ پیدا ہو گیا تھا اس دفعہ بھی وہی بات ہو رہی ہے کہ اتنا straight forward اور اتنا سادہ ساضمنی سوال کیا گیا ہے اور صرف یہ پوچھا گیا ہے کہ کتنے گرفتار ہوئے اور کتنے مطلق ہوئے بس صرف اس کا اتنا جواب دے دیں ۔ ایوان کی میز پر انفرمیشن رکھی گئی ہے اس میں دیکھ لیا جائے اس میں یہ چیز موجود نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھ لیں میرے خیال میں جب یہاں لکھا گیا ہے تو لازمی ہو گا۔ جو میرا تجربہ کہتا ہے اس میں یہ ضرور ہو گا۔

میاں فضل حق ، جناب والا! میری درخواست ہو گی کہ اس کو پڑھ لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سیکرٹری صاحب! جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے وہ دیکھیں۔

میاں فضل حق، جناب والا! جو ایوان میں رکھا گیا ہے وہ تو ابھی ردی کی ٹوکری میں سے اٹھایا ہے۔

I am telling you the truth It was lying there

سید تابش الوری ، جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے اس کی ایک کاپی تو وزیر موصوف کے پاس ہو گی اسی سے دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے اس میں مطلق وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے تو آیا آپ اس بارے میں بتا سکتے ہیں؟

وزیر مال ، جناب والا! اس بارے میں میں اس وقت تو نہیں بتا سکتا۔ آپ مجھے ایک دو دن دے دیں تو میں اس کے اعداد و شمار حاصل کر کے آپ کو بتا دوں گا۔

میاں فضل حق ، جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو اس پر میں عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،بات سنیں۔

میاں فضل حق ، جناب والا ! اس سوال کے اس portion کو pending کر دیا جائے اور اسی اجلاس میں کوئی ٹائم دے دیا جائے جس میں یہ بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ مجھے دو دن دے دیے جائیں۔ میں ایوان میں بتا دوں

گا۔

میاں فضل حق ، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ جی شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد ،جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ رشوت ستانی کی 128 درخواستوں میں سے 31 پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔ کیا وزیرموصوف فرمائیں گے کہ کتنے عرصے سے یہ کارروائی ہو رہی ہے؟ یہ کہیں کشمیر کمیٹی کی طرح تو نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ 31 درخواستوں پر کب سے کارروائی جاری ہے؟

وزیر تعلیم ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر ،ریاض فتیانہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر تعلیم ، جناب والا! ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ ایک سوال پر تین سے چار ضمنی سوال ہوتے ہیں۔ اب اپوزیشن والے تو بلاوجہ توڑ مروڑ کر معاملے کو الجھانا چاہتے ہیں ورنہ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ روایت کے مطابق اب اگلا سوال آنا چاہیے تھا۔

چودھری شوکت داؤد ، میرا دل کردا اے میں صدقے جاواں انھاں دی ادا تے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ نواب زادہ صاحب ۔

وزیر مال ، جناب والا! میں نے دو دن کا ٹائم مانگا ہے کہ ان دو دنوں میں مطل ہونے والوں کے بارے میں تفصیل بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، لہٰذا اس پر یہی فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ ان کے بارے میں دو دن تک تفصیل سے جواب دیں۔

وزیر مال ، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ اب ہم نے اس کو دو دن تک pending کر لیا ہے ۔ دو دن کے بعد اس کا تمام جواب تفصیل سے دیں۔

سید تابش الوری ، اس کو pending کر لیا جائے لیکن میرا ایک سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا اور سوال ہے؟

سید تابش الوری ، جی میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،جب ہم نے اس کو دو دن تک pending ہی کر لیا ہے تو اب مسئلہ ہی ختم ہوا۔

سید تابش الوری ، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی اگلا سوال رانا محمد فاروق سعید خان صاحب کا ہے سوال نمبر 602۔

رانا محمد فاروق سعید خان، سوال نمبر 602

شاپنگ پلازہ کی تعمیر

*602۔ رانا محمد فاروق سعید خان ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کمشنر فیصل آباد ڈی آئی جی' ڈپٹی کمشنر' ایس ایس پی' اے ڈی سی جی' ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر اور ایڈیشنل ایس۔پی کے رہائشی بنگلے کس کس سال تعمیر کئے گئے ان کا ترتیب وار الگ الگ رقبہ کتنا ہے تفصیلاً بتایا جائے۔

(ب) کیا حکومت مستقبل قریب میں متذکرہ بنگلوں کی جگہ شاپنگ پلازہ تعمیر کرنے کی کوئی سکیم تیار کر رہی ہے اگر ہاں تو اس پر عملدرآمد کی کب تک توقع ہے؟

رانا محمد فاروق سعید خان ، جناب والا! پچھلے سوال پر بھی مجھے کوئی ضمنی سوال نہیں کرنے دیا اور آپ نے تابش الوری صاحب کا سوال پکارا ہے۔

وزیر مال ، جناب والا! ابھی آپ نے سوال نمبر 602 پکارا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ابھی 602 چل رہا ہے۔

رانا محمد فاروق سعید خان ،جناب والا! ابھی تک سوال نمبر 600 تو طے ہی نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، پہلے اسی سوال یعنی 602 کو لے لیتے ہیں۔ وزیر مال جواب دیتے ہیں اس کے بعد ضمنی سوال کر لینا۔ جی منسٹر صاحب اب آپ 602 کا جواب پڑھیں۔

وزیر مال (نواب زادہ منصور احمد خان)،

(الف) محکمہ مال صرف کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کی رہائش گاہوں کی تعمیر کا ذمہ دار ہے بہر حال محترم ممبر صوبائی اسمبلی اور ایوان کی اطلاع کے لیے دوسرے محکموں کی رہائش گاہوں کے بارے میں بھی تفصیلات کمشنر صاحب فیصل آباد سے حاصل کی گئی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) کمشنر صاحب کی رہائش گاہ 1982ء سے پہلے اسے ڈی سی کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی جو 1930ء میں تعمیر ہوئی تھی اور جس کا رقبہ 8 38 ایکڑ ہے۔ 1982ء میں فیصل آباد کو ڈویژن کا درجہ دینے کے بعد اس عمارت میں اضافی تعمیرات ہوئیں اور تزئین و مرمت کی گئی۔

(۲) ڈی۔آئی۔جی صاحب کی رہائش گاہ پہلے ایس۔پی صاحب کی رہائش گاہ تھی آج کل یہاں ڈی۔آئی۔جی صاحب مقیم ہیں۔۔ یہ عمارت 1899ء میں تعمیر ہوئی اس کا رقبہ 9.27 ایکڑ ہے۔

(۳) ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کی رہائش گاہ 1896ء میں تعمیر ہوئی جس کا کل رقبہ 11.57 ایکڑ ہے۔

(۴) ایس۔ایس۔پی صاحب کی رہائش گاہ 1983ء میں تعمیر ہوئی اس کا رقبہ 1 23 ایکڑ ہے۔

(۵) اے۔ڈی۔سی۔جی صاحب کی رہائش گاہ پہلے محکمہ انہار کا ریسٹ ہاوس تھا۔ جس کو اے۔ڈی۔سی۔جی صاحب کی رہائش گاہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس کا رقبہ 12.12 ایکڑ ہے۔

چودھری محمد اقبال : پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا جس طرح وزیر موصوف پڑھ رہے ہیں اس طرح تو زیادہ سے زیادہ وقت لگ جائے گا اتنے ٹائم میں مزید سوال ہو جائیں گے براہ کرم اس کو taken as read کر لیں۔

وزیر مال : جناب والا! یہ کس طرح پتا چلے گا کہ یہ کتنا اہم سوال کیا گیا ہے اور اس کا کیا جواب دیا گیا ہے یہ taken as read نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ اصل میں اس کو ایسے تصور کر لیں تو پتا نہیں چلے گا اس لیے ان کو پڑھ لینے دیں۔

وزیر مال : جناب والا! یہ کچھ سنجیدہ ہو جائیں تو پھر میں یہ پڑھوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ ہاؤس کو سنجیدگی درکار ہے۔ جی نوابزادہ صاحب

وزیر مال : شکریہ۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر یعنی کہ ڈی۔ایچ۔او کی رہائش گاہ سے پہلے سول سرجن صاحب کی

رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔۔۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! ابھی وزیر موصوف جو جواب پڑھ رہے ہیں اور کچھ حصہ پڑھا بھی ہے اس میں ڈی۔آئی۔جی صاحب لکھا ہے اس کے بعد ایس۔ایس۔پی صاحب لکھا ہے کمشنر صاحب لکھا ہے اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کے ساتھ کچھ نہیں لکھا اور وزیر مال کے ساتھ بھی صرف وزیر مال لکھا ہوا ہے وہ صاحب نہیں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا صاحب کا لفظ صرف پولیس افسران اور ایڈمنسٹریشن کے افسران کے ساتھ لکھا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر بڑا اہم ہے۔ میں پہلے ہی اس کا نوٹس لے رہا تھا اور میں نے شمار کیا ہوا ہے کہ اس سوال میں دس جگہ پر صاحب صاحب صاحب لکھا ہوا ہے اور محترم ممبر صوبائی اسمبلی لکھا ہے وزیر مال کو بھی لکھا ہے۔ ہمارے ملک میں صاحب لکھنا متروک ہے۔ صاحب چلے گئے۔ اب صاحب لفظ غلط استعمال ہے لکھا جا نہیں سکتا۔ لہذا اب میں یہ رولنگ دیتا ہوں کہ آئندہ پنجاب اسمبلی میں کسی نام کے ساتھ صاحب کا لفظ نہیں لکھنا چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید ظفر علی شاہ، صاحب جی اج تاں تساں کمال ہی کر دتا اے۔

وزیر مال، ٹھیک ہے جی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ صاحب نہیں لگانا تو اب میں وہیں سے پڑھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ صاحب کے بغیر پڑھیں۔

وزیر مال، صاحب کاٹ دیا گیا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جہاں تک آپ نے پڑھا ہے وہاں سے آگے پڑھیں۔ آرڈر پلیز I call the House to order.

چودھری محمد اقبال، جناب والا! وزیر موصوف ہمیں پڑھا رہے ہیں یا سوال کا جواب دے رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ وزیر مال ہیں۔۔۔

وزیر مال، جناب والا! یہ طے ہوا ہے کہ جہاں تک میں پڑھ چکا ہوں وہ نہیں پڑھنا بلکہ اس سے آگے پڑھنا ہے۔ اے۔ ڈی۔ سی کی رہائش گاہ جو پہلے محکمہ انہار کا ریسٹ ہاؤس تھا جس کو اے۔ڈی۔سی۔جی

کی رہائش گاہ میں تبدیل کر دیا گیا جس کا رقبہ 12.12 ایکڑ ہے۔

نمبر 6 ۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کی رہائش گاہ پہلے سول سرجن کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی جو 1899ء میں تعمیر ہوئی۔ اس کا رقبہ 6.91 ایکڑ ہے۔

نمبر 7۔ ایڈیشنل ایس پی کی رہائش گاہ 1930ء میں تعمیر ہوئی اور اس کا رقبہ 4.22 ایکڑ ہے ۔

(ب) ایسی کوئی تجویز تا حال حکومت کے زیر غور نہ ہے ۔

میاں فضل حق ، جناب والا! سوال کی جو پہلی شق ہے اس میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ فیصل آباد کو ڈویژن کا درجہ دینے کے بعد اس عمارت میں اضافی تعمیرات کی گئیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کتنی تعمیرات کی گئیں اور ان پر جو خرچ آیا وہ کتنا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کو سمجھ آئی ہے؟

وزیر مال ، ویسے سمجھ بھی نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ ان کو سمجھ نہیں آ سکی آپ دوبارہ ضمنی سوال کر دیں۔

میاں فضل حق ، جناب والا! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ اس بلڈنگ میں ایڈیشنل کنسٹرکشن کی گئی اور اس کی مرمت بھی کی گئی۔ میرا سوال یہ ہے کہ کنسٹرکشن اور مرمت پر کل کتنا خرچ ہوا؟

چودھری خادم حسین ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جس سوال میں اعداد و شمار مطلوب ہوں گے اس کے لیے نئے سوال کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا اس سوال پر ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس ضمنی سوال کو رول آوٹ کریں۔

میاں فضل حق ، میں نہیں سمجھتا کہ چودھری صاحب وزیر موصوف کا دفاع کر رہے ہیں۔ میرا تو سوال بڑا straight forward اور سادہ ہے۔ اب اس طرح سے اگر سوال پینڈنگ ہوتے رہے تو ان کا نام منسٹر پینڈنگ نہ پڑ جائے۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ سمجھ نہیں آئی۔ غور طلب بات ہے ویسے میری سمجھ میں بات آ گئی ہے۔ اگر ان کی سمجھ میں آتی تو ادھر نہ بیٹھے ہوتے ادھر بیٹھے ہوتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے سید ظفر علی شاہ صاحب!

میاں فضل حق ، جناب والا! میں نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس پر کیا جواب آیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کا مطلب یہ سمجھا کریں کہ جب رولنگ نہ آئے تو وہ بات آپ کی favour میں چلی جاتی ہے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! سوال کرنے والے معزز رکن کے دو سوال ہیں ایک سوال نمبر 600 اور دوسرا سوال نمبر 602 ہے۔ یہ دونوں آپس میں inter-linked ہیں ۔ اب میرا ضمنی سوال اس سوال اور پچھلے سوال کے حوالے سے ہے۔ پھر آپ یہ نہ کہیں کہ وہ ابھی پڑھا نہیں گیا یا اس کا جواب نہیں آیا یا تو اس کو بھی پڑھ لیں---

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کا جواب پڑھا گیا ہے ضمنی سوال پینڈنگ ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں پھر عرض کرتا ہوں کہ سوال نمبر 600 کا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ڈی آئی جی فیصل آباد ، ڈپٹی کمشنر ، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ، ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ، ایڈیشنل ایس پی اور ڈی ایس پی لیگل کے بنگلوں سے ملحقہ اراضی پر نرسریاں قائم ہیں ؛ جس کا جواب معزز وزیر نے دیا ہے کہ یہ درست ہے اور جز (ب) میں اس کا تعداد ہے اور ابھی سوال نمبر 602 کی جو تفصیل آئی ہے اس کے مطابق ہر ایک معزز آفیسر کا جو بنگلہ ہے وہ مغلیہ خاندان کے شہزادوں کی طرح پچاس پچاس کنال پر مشتمل ہے۔ اب جس معزز رکن نے سوال کیا ہے اور جس کو وزیر موصوف نے درست قرار دیا ہے کہ وہاں پر نرسریاں بنائی گئیں ہیں اور وہ نیلام ہوتی ہیں۔ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ وہ رقم کس مد میں جاتی ہے ۔ ایک تو جناب والا! اس بات کا جواب دیں اور جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ یا پنجاب حکومت اس بارے میں غور کر رہی ہے کہ اس دور میں جب کہ عام آدمی کو سر چھپانے کے لیے تین مرلے کی جگہ بھی نہیں مل رہی ۔ ان آفیسرز یا بیورو کریسی کو جو انگریزوں کے وقت سے چلی آ رہی ہے ان کی رہائش گاہوں کے رقبے کو کم کر کے ایک یا دو کنال کر دیا جائے۔ باقی اراضی گورنمنٹ کے تصرف میں لے آئیں یا ان لوگوں کو دے دی جائے جن کے پاس رہائش کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے ۔ حکومت کے پاس ایسی کوئی تجویز زیر غور ہے یا نہیں ہے؟

وزیر مال ، جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض کروں گا جہاں تک سوال نمبر 600 کا تعلق ہے وہ گزر

چکا ہے ۔ اس پر اس وقت کوئی ضمنی سوال نہیں آیا ۔ جب وہ سوال ختم ہوگیا تو اس کے بعد آپ نے ایک اور سوال کے لیے کہا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ تو بہت اچھی بات کر رہے ہیں گورنمنٹ کی پالیسی کے متعلق پوچھ رہے ہیں آپ اس پر حکومت کا نقطۂ نظر بڑی اچھی طرح سے بیان کر سکتے ہیں؟

وزیر مال ، جناب والا! جہاں تک ان کے سوال کے دوسرے حصے کا تعلق ہے اس کا جواب میں عرض کرتا ہوں۔ کیونکہ پہلا سوال تو گزر گیا اس وقت انہوں نے سوال نہیں پوچھا ۔ حالانکہ آپ نے واضح طور پر پوچھا کہ کوئی ضمنی سوال ؟ لیکن اس وقت یہ نہیں بولے اب یہ بول رہے ہیں وہ وقت تو اب گزر گیا ان کا یہ جو دوسرا سوال ہے کہ ان افسران کے لیے اتنا بڑا علاقہ رہائش گاہوں کے لیے کیوں مختص کیا گیا ہے اور حکومت نے اس سلسلے میں کیا پالیسی بنا رکھی ہے ؟ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے دور میں مثال کے طور پر کمشنر راولپنڈی کی رہائش گاہ میں سے زمین کو کم کر کے وہاں پر مجسٹریٹ کالونی بنائی گئی ہے اور اسی طرح ڈی سی فیصل آباد کی رہائش گاہ میں سے رقبے کو کم کرکے وہاں پر لیڈیز کلب بنایا گیا ہے اسی طرح اس قسم کی کافی مثالیں موجود ہیں اے سی فیصل آباد کی رہائش گاہ میں سے سرکٹ ہاؤس بنایا گیاہے۔ حقیقت میں حکومت پنجاب یعنی موجودہ حکومت اس کے بارے میں ایک پالیسی بھی بنا رہی ہے کہ ان رقبہ جات کو کم کر کے کیا سکیمیں شروع کی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر موصوف نے بتا دیا ہے کہ واقعی رہائش گاہ کے لیے زمینیں زیادہ ہیں گورنمنٹ ان کو کم کر رہی ہے ظفر علی شاہ صاحب کی بات جائز تھی ۔ گورنمنٹ بھی اس پالیسی پر عمل کر رہی ہے اور کوئی بات ہے؟

سید تابش الوری ، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ سرکاری سکیم کے تحت ایک کنال اور دو کنال سے زیادہ بنگلہ بنانے پر پابندی ہے ایسی صورت میں 1983ء میں یہ 1.23 ایکڑ پر بنگلہ بنانے کے لیے کیسے اجازت ملی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس وقت 1983ء کی حکومت نے اس کی کیسے اجازت دی۔

وزیر مال ، جناب والا! یہ 1983ء کی بات ہے ہر حکومت کی اپنی پالیسی ہوتی ہے میں نے عرض کیا ہے کہ اس حکومت کی یہ پالیسی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان حکومتوں کی کوئی پالیسی نہیں تھی۔ میرے خیال میں مارشل لاء کا دور تھا کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔

وزیر مال، جی ہاں بالکل درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فاروق صاحب! کو میں اجازت دیتا ہوں کیوں کہ سوال ان کا تھا۔ باقیوں کو نہیں کیونکہ کسی نے ضمنی کیا نہیں تھا۔ فاروق صاحب اپنے سوال نمبر 600 پر ضمنی سوال کرسکتے ہیں۔ ایک ضمنی سوال کرلیں۔

رانا محمد فاروق سعید خان، وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ بنگلوں کے لان ہیں۔ میں تو وہاں پر جا کر ان کو نرسریاں دکھا سکتا ہوں جہاں پر پودے فروخت ہو رہے ہیں۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ وہاں پر لان ہیں اور ان کی رقم کہاں جارہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ disturb نہ کیجئے۔

وزیر مال، یہ سوال درست نہ ہے۔ کسی قسم کی وہاں پر نرسریاں نہیں بنائی گئیں اور قانون کے مطابق یہ ایسے ہے کہ وہ بھی افسران جنہیں کرائے پر یہ سہولت دی جاتی ہے۔ وہ ان پھلواڑیوں سے اور پھل دار درختوں سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ وہ نرسریوں کو سرعام فروخت کرتے ہیں اور پیسہ حکومت کے خزانے میں نہیں ڈالتے۔ یہ بات نہیں ہے۔ یہ درست نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ معزز ممبر کو اختیار دیتے ہیں کہ وہ وہاں پر اس کی تفتیش کرکے اس کی رپورٹ آپ کو کرے۔

وزیر مال، جی ضرور۔ وہ میری معاونت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا اسمبلی بھی اس کی اجازت دیتی ہے؛ میں آپ کو اس سوال کے بارے میں انچارج بناتا ہوں کہ آپ وہاں پر اپنی پوری investigation کریں اور وزیر مال کو رپورٹ پیش کریں۔ ٹھیک ہے جی۔

رانا محمد فاروق سعید خان، بڑی مہربانی جناب۔

صاحب زادہ محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

صاحب زادہ محمد فضل کریم، جناب والا! میں اس میں یہ عرض کروں گا۔ جیسا کہ میرے بھائی نے فرمایا کہ وہاں پر نرسریاں اور حقیقت ہے کہ وہاں پر نرسریاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان نرسریوں کی آمدن کن شخصیات کے پاس جاتی ہیں۔ وہ کمیٹی جن شخصیات کے پاس اس کی آمدن جاتی ہے اس کے متعلق تحقیقات ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ وہی بات ہو گئی۔ اسی لیے ان کو اس کا انچارج بنایا گیا ہے وہ اس کی پوری رپورٹ دیں گے۔

سید محمد عارف حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ سید محمد عارف حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر۔

سید محمد عارف حسین شاہ، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ فقط یہاں پر فیصل آباد کے میرے جتنے بھی دوست ہیں اراکین اسمبلی۔ فیصل آباد شہر کے کم از کم جو دوست ہیں ان سب کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ کمیٹی فقط ایک رکن پر مشتمل نہ ہو۔ اپوزیشن کے ارکان کو بھی شامل کیا جائے اور اس طرف کے اراکین کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب اگلی کمیٹی بنائیں گے تو اس میں شامل کریں گے۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

میاں عمران مسعود، شکریہ۔ جناب والا! ابھی سپیکر صاحب نے فرمایا کہ ڈی سی فیصل آباد اور کمشنر راولپنڈی کے جو بڑے بڑے گھر تھے ان کو curtail کرکے وہاں مجسٹریٹس کے لیے کالونیاں بنائی گئیں اور انہوں نے کہا کہ کسی بھی گھر میں کوئی ٹھیکہ یا نرسری نہیں چل رہی۔ جناب والا! چونکہ میرا تعلق گجرات شہر سے ہے' میں ان کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ ڈی سی گجرات کی کوٹھی بہت ہی بڑی ہے۔ وہاں پر جو پلاٹ خالی ہے وہاں پر نرسری کا ٹھیکہ دیا گیا ہے اور میں نے آج سے پہلے پچھلے سال بھی اس ہاؤس میں سوال put کیا تھا۔ کہ اس نرسری کا جو ٹھیکہ ہے وہ کہاں جاتا ہے؟ اس کا مجھے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ جناب والا! ایک تو اس نرسری کا ٹھیکہ ڈی سی صاحب کی جیب میں براہ راست جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ وہاں پر جتنی بھی سبزی اگاتے ہیں انہوں نے بھینسیں پال رکھی ہیں اس کا

دودھ بلبر بکتا ہے۔ لہٰذا میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحب اور آپ کی بھی میں توجہ چاہوں گا کہ وہ اس کا سختی سے نوٹس لیں کیونکہ ڈی سی صاحبان پبلک سرونٹس ہیں۔ یہ لوگ پبلک کے فائدے کے لیے وہاں تعینات کیے جاتے ہیں ۔ نہ کہ یہ اپنی جیبیں بھریں۔ جناب والا! آپ اس چیز کا سختی سے نوٹس لیں اور منسٹر صاحب سے اس بات کی وضاحت بھی آپ لیں۔ کہ اس بارے میں یہ بات ان کے نوٹس میں ہے یا نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر موصوف نے جواب میں بھی اس چیز پر زور دیا ہے جو کہ تحریری بھی ہے اور زبانی بھی ہے۔ کہ وہ ذاتی ملازم رکھے گئے ہیں ان کا خرچہ کوئی برداشت نہیں کرتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر وہ اپنے گھروں کو بھی ہوٹل بنا دیں۔ یا کسی اور مقصد کے لیے کرانے پر بھی دے سکتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ سرکاری اراضی کو یا سرکاری عمارت کو کوئی اپنی مرضی سے جیسے چاہے تصرف میں لائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ضرور ایک کمیٹی بننی چاہئے اور تحقیقات ہونی چاہئے۔ یہ تحریک استحقاق کے طور پر بھی معاملہ ہاؤس میں آسکتا ہے۔ کیونکہ صریحاً غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ میرے خیال میں آگے چلیں۔ یہ سوالات بڑے ضروری ہوتے ہیں۔ جی للہ مہر لال بھیل صاحب۔

جناب للہ مہر لال بھیل، سوال نمبر 625

اقلیتی جناح آبادیوں میں پینے کے پانی کی فراہمی

*625۔ **جناب للہ مہر لال بھیل**، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ بہاولپور ڈویژن کی اقلیتی جناح آبادیوں میں انسانوں اور جانوروں کے پینے کے پانی کی شدید قلت ہے جس کی وجہ سے وہاں کے عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اقلیتی جناح آبادیوں میں ایم پی اے فنڈ اور ضلع کونسل فنڈ سے پختہ تالاب بھی بنائے گئے ہیں جو پانی کی عدم دستیابی کے باعث ٹوٹ پھوٹ رہے

ہیں۔

(ج) اگر جزِ ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ اقلیتی جناح آبادیوں میں انسانوں اور جانوروں کے لئے پینے کے پانی کا بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں انسانوں اور جانوروں کے پینے کے پانی کی قلت ہے۔ضلع بہاولپور میں بارشوں کی کمی کی وجہ سے نہروں میں پانی کی قلت ہے اور خاص کر چولستانی علاقوں میں شدید قلت ہے اور ضلع رحیم یار خان کی جناح آبادیاں اصل آبادی سے ہٹ کر رقبہ بقایا سرکار ریت کے ٹیلوں پر بنائی گئی ہیں اور اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ کہ یہ نشیبی علاقوں میں نہ ہوں کیونکہ بارش کے دنوں میں نشیبی علاقوں میں پانی کھڑا ہونے کی وجہ سے مشکلات میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔جبکہ ضلع بہاولنگر میں کوئی اقلیتی جناح آبادی نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ اقلیتی جناح آبادیوں میں ایم پی اے اور ضلع کونسل کے فنڈز سے پختہ تالاب بنائے گئے تھے کچھ مقامات پر عوام کو پانی کی قلت کا سامنا ہے۔ان آبادیوں میں پانی کی عدم دستیابی کے باعث پختہ تالابوں کی ٹوٹ پھوٹ کے متعلق کسی خاص موضع/ چک سے کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے ضلع بہاولپور میں محکمہ انہار حتی الوسع کوشش کر رہا ہے کہ چولستانی علاقہ کی نہروں میں زیادہ سے زیادہ پانی مہیا کیا جائے۔

(ج) اگر حکومت فنڈز مہیا کرے تو پینے کے لئے پانی کی مزید ڈگیاں تعمیر کرائی جا سکتی ہیں۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ایس اے حمید، پہلے بھی معزز ممبران نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ ان سوالوں کو taken as read سمجھا جائے۔ وزیر موصوف جس طریقے سے پڑھ رہے ہیں۔ اس طریقے سے تو ایک سوال بھی ختم نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں جو چھوٹا سا جواب ہوتا ہے۔ وہ پڑھ لیا جائے تاکہ تمام ممبران کی سمجھ میں آجائے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! پھر یہ اپنی پڑھنے کی رفتار کو ٹھیک کریں۔ یہ تو بالکل آہستہ آہستہ پڑھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو قدرتی رفتار ہوتی ہے اس کو کیسے ٹھیک کیا جائے؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! یہ قدرتی رفتار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک آدمی تیز پڑھتا ہے دوسرا مدھم پڑھتا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! کیا ان کو بریکیں لگتی ہیں؟

وزیر مال، جناب میں تو بڑا تیز پڑھ رہا ہوں۔ فل سپیڈ سے پڑھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

لالہ مہر لال بھیل، جناب والا! اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہ جتنی بھی ہماری جناح آبادیاں بنی ہیں۔ وہ ملحقہ آبادی میں ہیں اور یہ تشبیح دے رہے ہیں چولستان میں۔ تو ہمارے لیے پینے کا پانی نہروں میں نہیں ہے۔ لوگوں کے لیے، آبادی کے لیے، فصل بونے کے لیے پانی مہیا ہے اور ہمارے لیے صرف پینے کے پانی کے لیے نہروں میں پانی نہیں ہے۔ تو یہ سوال غلط دیا گیا ہے۔ اس کو درست کرکے میرے سوال کا جواب دیا جائے۔ جتنی بھی ہماری رحیم یار خان میں، بہاولپور میں کالونیاں ہیں، وہ سب آبادی ایریے میں ہیں کالونیز ایریے میں ہیں اور یہ چولستان کا ذکر کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ کالونی ایریا میں چاہتے ہیں؟

جناب لالہ مہر لال بھیل، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا سوال یہ ہے کہ چولستانی علاقہ کی بجائے کالونی ایریا میں پینے کے پانی کی ڈگیوں کا کوئی مسئلہ حل کیا جائے۔

وزیر مال، اس میں عرض یہ ہے کہ ممبر موصوف نے جو فرمایا ہے یہ واقعی ان کا سوال غلط ہے اور وہ غلط یوں ہے کہ یہ محکمہ مال سے متعلق نہیں ہے۔ ہم نے تو ان کی سہولت کے لیے جواب دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کے پاس آئیں گے تو آپ ان کو گائیڈ کیجئے گا۔

وزیر مال، میں انھیں بالکل گائیڈ کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ لالہ صاحب! آپ ان کو چیمبر میں ملیں۔ وہ اس میں آپ کی پوری guidance کریں گے۔

جناب لالہ مہر لال بھیل، جناب والا! یہ آبادیاں سات مرلہ سکیم پر ہیں اور سات مرلہ سکیم کا رقبہ محکمہ مال سے تعلق رکھتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ یہ سب بتا دیں گے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! نواب زادہ منصور علی خان صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ میرا محکمہ نہیں۔ میں تو جواب دے کر ان پر مہربانی کر رہا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حکومت پنجاب کو چاہیے تھا کہ جو متعلقہ وزیر تھے' یا جو متعلقہ منسٹری تھی تو وہ اس کا جواب دیتے۔ چونکہ وزیر موصوف نے جواب دینے کی ذمہ داری لے لی ہے تو میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تو سمجھ لگ رہی تھی کہ پنجاب کے اکثریتی طبقے کے ساتھ نان ڈویلپمنٹ فنڈز نہ دے کر کیا ہو رہا ہے۔ یہ اقلیتی بھائیوں سے اس قسم کا سلوک کہ ان کی آبادیوں میں نہ انھیں اور نہ ان کے جانوروں کو پانی مہیا کیا جا رہا ہے جس کی تائید ہمیں اس جواب میں ملتی ہے۔ کیا یہ پنجاب حکومت کی پالیسی کا حصہ ہے کہ پنجاب میں بسنے والے اقلیتی بھائیوں' جن کو ہمارے آئین نے تحفظ دیا ہے اس کی خلاف ورزی کر کے ان کو تنگ کیا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیر مال، یہ سوال محکمہ مال کے متعلق نہیں ہے' میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ لیکن میں ممبر موصوف کو مطمئن کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب کو بھی مطمئن کریں۔

وزیر مال، انھیں بھی بالکل مطمئن کروں گا۔ اپنے مہربان ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مقصد یہ ہے کہ آپ آئین کی کوئی پامالی نہیں کر رہے۔ آئین کے مطابق سب کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر مال، بالکل' ہم کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کو مطمئن کروں گا۔ یہ کیسے نہیں ہوں گے مطمئن؟ بالکل مطمئن ہوں گے۔ آپ فکر ہی نہ کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں ایوان کا اطمینان چاہتا ہوں۔ آپ کا اطمینان چاہتا ہوں۔ ان سے

مطمئن نہ ہوا تو نواب زادہ صاحب کو اسلام آباد میں مل لوں گا۔ لیکن یہ ہے کہ اس کے بارے میں وہ اپنی حکومت کی پالیسی بتائیں۔ چونکہ وہ ممبر آف دی کیبنٹ ہیں۔ میرا سوال اقلیتی حوالے سے تھا۔

وزیر مال، جناب' میں چیمبر میں انھیں بلا کے چائے بھی پیش کروں گا اور پالیسی بھی پوری بتاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بھی آپ جا سکتے ہیں کہ ہماری حکومت آئین کے اندر بلا رنگ و تفریق اقلیت و اکثریت سب کی خدمت کر رہی ہے۔

وزیر مال، جی بالکل۔ میں نے اسی طرح ہی عرض کیا ہے۔ یہ میری بات سمجھ نہیں سکے۔ آپ کی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ارشد عمران سلہری صاحب۔ سوال نمبر 820

نواب مظفر علی قزلباش کی اراضی کی خرید و فروخت

*820- جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ نواب مظفر علی قزلباش کی جاگیر رکھ کھمبہ تحصیل و ضلع لاہور کے گیارہ مواضعات کی فردیں زرعی اصلاحات میں نہ تو حکومت نے اور نہ ہی نواب صاحب نے اپنے کسی ڈیکلریشن میں اپنے پاس رکھیں لیکن اس کے باوجود مذکورہ مواضعات میں صدیوں سے آباد مکینوں کو نواب صاحب کے خاندان کے چند افراد اپنی ملکیت ظاہر کر کے انہیں بے گھر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ 1971ء میں نواب مظفر علی قزلباش کا ملکیتی رقبہ 653 کنال 18 مرلے تھا مگر انہوں نے 19- اپریل 1977ء کو بذریعہ انتقال نمبر 676 مواضعات کا غیر ممکن رقبہ چھوڑ دیا اور باقی ماندہ 211 کنال 12 مرلے پر مشتمل رقبہ اپنی بیٹی مسماۃ افسر سلطان کے نام ہبہ کر دیا تھا جو کہ بلا استحقاق اور غیر قانونی تھا مگر افسر سلطان نے مذکورہ ہبہ کردہ رقبہ تاج النساء نامی عورت کے ہاتھوں فروخت کر دیا جس نے اسے پروین سلطان نامی عورت سے تبادلہ کر لیا اس طرح مذکورہ مواضعات کی اراضی رکھ کھمبہ تحصیل و ضلع لاہور بلاجواز غیر قانونی طور پر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہو گئی۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ مذکورہ اراضی پر غریب لوگ صدیوں سے نسل در نسل رہائشی مکان

تعمیر کر کے آباد ہیں اور اس اراضی پر مسجد بجلی قبرستان وغیرہ کی سہولیات بھی موجود ہیں جب کہ مذکورہ 211 کنال 12 مرلے کا رقبہ کسی بھی ڈیکریشن میں نواب مظفر علی قزلباش کے تصرف یا قبضہ میں نہیں آیا اور بلا استحقاق و قانون مختلف ہاتھوں میں فروخت ہوتا رہا۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اراضی کی ناجائز بلا استحقاق و غیر قانونی خرید و فروختگان کے خلاف کارروائی کرنے اور مکینوں کو بے گھر ہونے سے بچانے کے لئے مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس کو treated as read سمجھ لیں۔ کیونکہ یہ جواب کافی لمبا ہے یا اس کو پڑھنا ہے؟

وزیر مال، پڑھنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب زادہ صاحب چاہتے ہیں کہ پڑھنا ہے۔ جب وزیر بضد ہوں کہ انھوں نے پڑھنا ہے تو کیا کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو وزیر کی طرف سے ہوتا ہے کہ اس کو پڑھا گیا تصور کر لیا جائے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! وزیر موصوف بڑی تیاری کر کے آئے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ جوابات کو نہ پڑھیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات یہ ہے کہ یہ ان کی طرف سے خواہش ہوتی ہے کہ اس کو پڑھا گیا سمجھ لیا جائے۔ اگر وہ کہیں کہ انھوں نے پڑھنا ہے اور پالیسی بتانی ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

میاں عمران مسعود، وہ اتنی سست رفتاری سے پڑھ رہے ہیں کہ ایوان کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ انھیں چاہیے کہ وہ ذرا حتے کو صحیح کش لگائیں۔

وزیر مال، (الف) یہ درست ہے کہ نواب مظفر علی خان قزلباش بروئے۔۔۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! سوال کے محرک کہہ رہے ہیں کہ وہ مطمئن ہیں۔ پڑھا گیا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن سپیکر نے بھی تو satisfy ہونا ہوتا ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! آپ کو چیمبر میں satisfy کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر میں نے ہی یہ سوال نہ پڑھا ہو تو مجھے کیسے پتا چلے گا۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ جواب پڑھا جائے۔ آپ پڑھیں۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ایس اے حمید پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ مقدس ایوان ہے۔ اس کا کوئی تقدس ہے' کوئی طریق کار ہونا چاہیے۔ جس طور پر وزیر موصوف پڑھ رہے ہیں' کیا یہ وزیر لگتے ہیں؟ کیا یہ معلوم دیتے ہیں؟ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم یہ مناسب رفتار سے جواب پڑھیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں "ہے' ہائے' اوئے"۔ یہ کوئی طریقہ نہیں۔ یہ ایوان ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات سنیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نواب زادہ صاحب شرارتی آدمی نہیں ہیں۔ بڑے شریف ہیں' ان کے والد بڑے شریف ہیں۔ ان کا پڑھنے کا قدرتی انداز یہی ہے جس کو آپ یوں محسوس کر رہے ہیں۔ نواب زادہ صاحب! میرے خیال میں آپ کا ٹھیک انداز ہے۔

وزیر مال، میں تیز پڑھ رہا ہوں۔ پھر رکاوٹ بیچ میں آجاتی ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! آپ نے ابھی فرمایا کہ نواب زادہ صاحب شرارتی نہیں ہے۔ آپ نوٹس لیں کہ ان کے دائیں بائیں جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ بہت شرارتی ہیں۔

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ نواب مظفر علی خان قزلباش بروئے ریونیو ریکارڈ موضع رکھ کھمبہ تحصیل (سٹی) ضلع لاہور میں منجملہ چھتیس (36) آبادی ہائے کا مالک اراضی تھا بوقت زرعی اصلاحات نواب صاحب نے مذکورہ رقبہ زیر آبادی ہائے کو اپنے ڈیکلریشن میں ظاہر کیا تھا مگر جناب ڈپٹی لینڈ کمشنر (ڈی۔سی) صاحب نے بوقت منظوری رقبہ زیر بحث کو بوجہ ہونے زیر آبادی ملکیت سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا کیونکہ رقبہ لینڈ کی صفت میں نہ آتا تھا۔ اور یہ بھی درست ہے کہ قابضین نسل در نسل سال ہا سال سے ان آبادیوں پر قابض چلے آرہے ہیں اور ابھی تک کسی کو بھی اراضی مذکورہ سے بیدخل نہ کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سال 1977ء میں نواب مظفر علی خان قزلباش کا کل رقبہ دیہہ ہذا 653 کنال 18

مرلے تھا۔یہ بھی درست ہے کہ 19 اپریل 1977ء کو بذریعہ انتقال نمبر 676 اراضی تعدادی 211 کنال 12 مرلے نواب مظفر علی خان نے بحق مسماۃ افسر سلطان دختر کو ہبہ کیا تھا۔یہ بھی درست ہے کہ مسماۃ افسر سلطان نے بروئے انتقال نمبر 911 اراضی مذکورہ بحق تاج النساء بیع کر دی تھی یہ بھی درست ہے کہ بروئے انتقال 1820 رقبہ مذکورہ مسماۃ تاج النساء نے بحق پروین سلطان تبادلہ کر لیا ہے یہ بھی درست ہے کہ اراضی زیر بحث مختلف اشخاص کے نام منتقل ہوتی رہی ہے جو قانونی اور جائز تھی۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ اراضی پر لوگ نسل در نسل سال ہا سال سے رہائش اختیار کئے ہوئے ہیں اور مسجد۔قبرستان وغیرہ کی سہولیات بھی موجود ہیں مگر یہ غلط ہے کہ اراضی تعدادی 211 کنال 12 مرلے نواب مظفر علی خان قزلباش نے اپنے ڈیکلریشن میں ظاہر نہ کی تھی مگر زیر بحث اراضی بوجہ ہونے زیر آبادی نواب صاحب کی حد ملکیت سے مستثنیٰ رہی اور مالک اراضی بھی نواب صاحب رہے اس لئے رقبہ مذکورہ کو ٹرانسفر کرنا ان کا استحقاق اور جائز حق تھا۔

(د) جز مذکورہ کا جواب مفصل (جز "ج") میں دیا جا چکا ہے اس لئے منقلی رقبہ بھی حسب ضابطہ درست اور جائز تھی' بروئے ریکارڈ رقبہ مذکورہ ملکیت سرکار نہ ہے۔ اس لئے حقوق مالکانہ دینے کی کوئی کارروائی زیر غور نہ ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ۔ جناب والا! وزیر موصوف نے یہ جواب تقریباً بیس منٹ میں پڑھا ہے تو میری آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ یہ جواب جو اہلکاروں نے یا محکمے نے بھیجا ہے اسے آپ سمجھتے ہیں یا حلفاً کہتے ہیں کہ یہ درست ہے؟ اس کے بعد میں ضمنی سوال میں پوچھوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ وزیر مال صاحب! اس سوال کا جواب جو آپ نے پڑھا ہے کیا یہ درست ہے؟

وزیر مال ۔ جناب والا! بالکل درست ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ۔ جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (الف) میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ درست ہے کہ نواب مظفر علی قزلباش بروئے ریونیو ریکارڈ موضع رکھ کمبہ تحصیل (سٹی) ضلع لاہور میں منجملہ 36 آبادی ہائے کا مالک اراضی تھا۔ بوقت زرعی اصلاحات نواب صاحب نے مذکورہ رقبہ زیر آبادی ہائے کو اپنے ڈیکلریشن میں ظاہر کیا تھا۔ تو میری وزیر موصوف سے یہ درخواست ہے کہ کیا وہ مجھے ڈیکلریشن کی کاپی دکھا سکتے ہیں کہ ان دیہات کے جو خسرہ نمبر تھے اس

میں وہ موجود ہے؟ اگر یہ نہیں دکھاسکتے تو میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں document کے ساتھ بات کرتا ہوں اگر اس میں میں غلط نکلا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ اگر اس میں وزیر موصوف جان بوجھ کر غلط بیانی کرتے ہیں تو پھر اس کا آپ کو نوٹس لینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ان کا سوال ہے کہ ڈیکلریشن کے بارے میں آپ کے محکمہ میں اس کا کوئی ثبوت موجود ہے؟

سردار سکندر حیات خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی۔ سردار سکندر حیات خان!

سردار سکندر حیات خان ۔ جناب والا! میرے محترم بھائی نے چیلنج کے لیے کہا ہے تو اس میں perturb ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے سوالات کے جوابات مانگے اور سوالات کے جوابات محکمے سے موصول کیے گئے تو یہ ہر چیز کو اتنا personal نہ بنالیا کریں۔ اگر وہ کسی جواب میں سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی کوتاہی ہے تو وہ مہربانی کر کے اس کو point out کریں چہ جائیکہ وہ اس کو چیلنج کریں اور اس کو کہیں کہ جناب یہ نہیں ہے تو میں یہ چیلنج کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ شکریہ۔ بات ٹھیک ہے ۔ جی!

جناب ارشد عمران سلہری ۔ جناب والا! وزیر موصوف نے جو بات کی ہے اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ میں personal نہیں ہوں ۔ میں نے سوال کرنے سے پہلے وزیر موصوف سے اسی لیے پوچھا تھا ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ارشد عمران سلہری صاحب! اس کا ایک طریقہ ہے۔ آپ سوال کرتے ہیں اور متعلقہ وزیر اس کا جواب دیتے ہیں۔ اگر وہ غلط ہے تو آپ اس پر تحریک استحقاق take up کر سکتے ہیں۔ آپ assurance کے سلسلہ میں لا سکتے ہیں۔ آپ اس کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ لیکن یہاں دوبدو تکرار مناسب نہیں ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری ۔ ٹھیک ہے جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی ضمنی سوال سید ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا ہے کہ اراضی مذکورہ

جس کے متعلق انہوں نے فرمایا ہے کہ اس پر سالہا سال سے ' صدیوں سے قابضین چلے آ رہے ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی اراضی مذکورہ سے بے دخل نہیں کیا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ اگلے آنے والے پچیس سالوں تک ان مکینوں کو جو وہاں پر رہائش پذیر ہیں وہاں پر قابضین ہیں ان کو وہاں سے بے دخل نہیں کیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آنے والے پچیس سالوں تک ؟

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب والا! میں specific پوچھ رہا ہوں۔ وہ کہہ دیں کہ پچیس سال نہیں ہم دو سال کے بعد کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ بات یہ ہے کہ آپ یہ کہیں کہ آئندہ ان کو بے دخل نہیں کیا جائے گا؟

سید ظفر علی شاہ ۔ نہیں۔ جناب! وہ ملکیت اور ہے۔ اس لیے میں نے یہ بات نہیں کی۔ ورنہ میں یہ بھی کہہ سکتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کو بے دخل تو نہیں کیا جائے گا؟

سید ظفر علی شاہ ۔ جی ہاں ' میں یہی پوچھ رہا ہوں۔

وزیر مال ۔ جناب والا! اس طرف شور بہت ہے۔ مجھ تک آواز نہیں پہنچ رہی ۔ مہربانی کر کے معزز ممبر اپنا سوال دہرا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آرڈر پلیز۔

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اراضی مذکورہ پر ' میں اس طرف نہیں جا رہا کہ اس کے مالک کون ہیں یا کون نہیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آرڈر پلیز۔ سید احمد ظفر پڈھیار صاحب ! آپ کی توجہ چاہیے۔

سید ظفر علی شاہ ۔ جناب منصور علی خان صاحب! آپ کی بھی توجہ چاہیے۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ زمین کا مالک مظفر علی قزلباش صاحب کا خاندان ہے یا گورنمنٹ ہے۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ لوگ جو وہاں پر رہائش پذیر ہیں' قابض ہیں ان کو کیا مستقبل قریب میں آئندہ ان کو بے دخل کیا جا رہا ہے یا نہیں کیا جا رہا؟ اگر کیا جا رہا ہے تو کب کیا جا رہا ہے؟

وزیر مال ۔ جناب سپیکر ! وہاں کے جو قابضین ہیں ان کا معاملہ ہائی کورٹ میں چل رہا ہے اس لئے یہ

sub judice matter ہے ۔ اس پر کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بات ٹھیک ہے۔ جی ایس اے حمید صاحب! ان کے بعد ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ نوابزادہ نصراللہ صاحب کی جو رہائش گاہ نکلسن روڈ پر ہے کیا وہ اسی رقبے میں آتی ہے اور اس کا کرایہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ اس کا اس سوال سے کیا تعلق ہے؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! رکھ کھمبہ کی تحصیل اور علاقہ یہی ہے۔ یہ بتائیں کہ وہ رہائش گاہ اسی رقبے میں آتی ہے اور وہ بھی کرائے پر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرا خیال ہے یہ تو آپ personal ہو گئے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ بتائیں کہ کیا نواب زادہ صاحب کی رہائش گاہ اسی رقبے میں آتی ہے ؟ یہ تو relevant ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس سے آپ کا مقصد کیا ہے؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! مقصد بعد میں بتا دیں گے یا پہلے بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں نہیں۔ پہلے یہ بتائیں۔ دیکھیں نوابزادہ صاحب ان کے والد ہیں۔ وہ ایک وزیر ہیں ۔ ایک سوال آیا ہے اور اس کا جواب ہے۔ آپ اس کو personal affairs کی طرف لے جائیں تو یہ ایک اچھی روایت نہیں ہو گی ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! قانون تو سب کے لئے ایک ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو جگہ ہے اس پر کس طریقے سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے ۔ یہ دیکھنا ہے کہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ آیا یہ لیز پر ہیں کرائے پر ہیں یا کس چیز پر ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، نوابزادہ صاحب! اس کے بارے میں آپ کو پتا ہے یا نہیں ہے؟

وزیر مال ، جناب والا! ان کے پہلے سوال کی تو مجھے سمجھ نہیں آئی کہ وہاں کے معاملے میں نکلسن روڈ کیسے آ گئی۔ پھر یہ علیحدہ علیحدہ جگہیں ہیں۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ اس میں نکلسن روڈ آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس میں نکلسن روڈ نہیں آتی؟

وزیر مال ، جناب والا! اس میں نکلسن روڈ نہیں آتی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب!

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شاہنواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر اوقاف ، جناب سپیکر! وقفۂ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ابھی دو منٹ رہتے ہیں۔ ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ میں ثبوت کے ساتھ ہی بات کرتا ہوں۔

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! کیا یہ قانونی طور پر اسمبلی کے قوانین میں ہے کہ وزیر صاحب یہ پوائنٹ آؤٹ کریں کہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اس پر آپ رولنگ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اصل میں ہمارے ملک میں ہر شعبہ زندگی انحطاط پذیر ہے تو آپ وہ سمجھ جائیں۔

میاں عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔

میاں عمران مسعود ، شکریہ۔ جناب والا! ابھی ہمارے محترم معزز رکن ایس اے حمید صاحب نے نوابزادہ صاحب سے ایک سوال پوچھا ہے تو انھوں نے فرمایا ہے کہ کہاں نکلسن روڈ میں نوابزادہ صاحب کی کوٹھی اور کہاں یہ سوال تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو رکھ کھمبہ ہے یہ تحصیل سٹی ضلع لاہور یہاں لکھا ہوا ہے۔ یہ انھوں نے ہی جواب دیا ہے تو کسی ایم این اے کے بارے میں یا کسی ممبر کے بارے میں اگر ایک معزز رکن کوئی سوال پوچھ لیتا ہے کہ اس کی کوٹھی اس رقبے میں شامل ہے کہ نہیں ہے؟ تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی گناہ والی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انھوں نے کہا نہیں ہے۔

میاں عمران مسعود ، ٹھیک ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کا جواب on record آ جائے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی۔ ارشد عمران سلہری صاحب ضمنی سوال۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر موصوف نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں۔

وزیر مال : جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! یہ میرا ضمنی سوال ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

نمبرداروں کو مراعات کی عطائیگی

*833۔ سید سجاد حیدر : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے مورخہ 13 ستمبر 1990ء کو نمبرداروں کے کنونشن میں ادارے کو زیادہ فعال اور مؤثر بنانے کے سلسلہ میں کچھ اقدامات کا اعلان کیا تھا اور حکومت نے اس پر عملدرآمد کے سلسلے میں بذریعہ چٹھی نمبر سی وی 1535-90/3158 مورخہ 15 اکتوبر 1990ء ہدایات بھی جاری کی تھیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو وہ اقدامات کیا تھے اور ان پر کس حد تک عمل کیا گیا ہے؟

(ج) اگر جز(ب) میں متذکرہ اقدامات پر عملدرآمد نہ ہوا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت کب تک ان پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان):

(الف) جی ہاں مورخہ 13 ستمبر 1990ء کو بمقام لاہور نمبرداروں کا ایک کنونشن منعقد ہوا تھا نمبردار کے عہدہ کو مزید بہتر اور کارآمد بنانے کے لئے سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے دیگر مراعات کے علاوہ مستحق نمبرداران جو کہ کالونی چکوک سے تعلق رکھتے ہیں اور قبل ازیں نمبرداری گرانٹ حاصل نہیں کر سکے تھے کو رقبہ سرکار ساڑھے بارہ ایکڑ فی نمبردار پٹہ پر دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اور اسی سلسلہ میں مذکورہ چٹھی نمبری سی وی 1535-90/3158 مورخہ 15۔ اکتوبر 1990ء کو جاری

کی گئی تھی۔

(ب) کالونی اضلاع سے مستقل نمبرداران کی فہرستیں اور دستیاب اراضی کی تفصیلات حاصل کی جا چکی ہیں الاٹمنٹ کا طریق کار وضع کرنے کے بارے میں اختصار نامہ جناب وزیر اعلیٰ کے زیر غور ہے اس بارے میں حتمی پالیسی کا فیصلہ ہونے کے بعد الاٹمنٹ کا کام شروع ہو گا۔

(ج) اس جز کا جواب جز "ب" کے جواب میں دے دیا گیا ہے۔

چشمہ ہیڈ کے متاثرین کو رقبہ کی فراہمی

*848- ملک غلام شبیر جوئیہ ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

چشمہ ہیڈ کی وجہ سے موضع بھکڑا۔علوالی۔پیپلاں موسیٰ والی کا رقبہ کتنا دریا بُرد ہو چکا ہے اور کتنے ٹیوب ویل و آبادیاں دریا بُرد ہو چکی ہیں۔ کیا حکومت متاثرین کے لئے کوئی متبادل انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر ہاں تو وہ متبادل انتظام کیا ہے اورکب تک کیا جائے گا؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان) ،

چشمہ ہیڈ ور کس کی وجہ سے جو رقبہ ٹیوب ویل و آبادی متاثر ہوئی ہے اسکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نام موضع	رقبہ ایکڑ	ٹیوب ویل	آبادی
بھکڑا	12652	35	561 گھرانہ
علوالی	10119	10	30 گھرانہ
پیپلاں پکا	40	—	— گھرانہ
پیپلاں کچا	—	—	—
موسیٰ والی	480	6	60 گھرانہ
میزان	23291	51	651 گھرانہ

مقامی طور پر دریا کے کٹاؤ سے آبادی و ٹیوب ویل اور رقبہ کو بچانے کے لئے بند بنائے جاتے ہیں جو عارضی انتظام ہوتا ہے دریا میں طغیانی سے ایسے بند دریا بُرد ہو جاتے ہیں دریا کے کٹاؤ سے مواضعات متذکرہ کو بچانے کے لئے مناسب انتظام محکمہ واپڈا کرتا ہے طغیانی کا نقصان عارضی ہوتا ہے اور صرف ریلیف کے طور پر امداد دی جاتی ہے جس میں نقصانات مکانات وغیرہ ادا کئے جاتے ہیں

اور عارضی طور پر لوگوں کو خیمے وغیرہ فراہم کئے جاتے ہیں۔اس وجہ سے متبادل اراضی کے لئے کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

اشتمال اراضی کے کام کی تکمیل

*871۔ سید محمد عارف حسین بخاری ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موضع دوہٹہ عظمت ضلع حافظ آباد کس تاریخ اور سال سے محکمہ اشتمال کی تحویل میں ہے۔

(ب) محکمہ اشتمال کی تحویل کے دوران وہاں پر متعین اہلکاروں کی تنخواہ و الاؤنسز پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔

(ج) اب تک اشتمال اراضی کا کام کس حد تک مکمل ہوا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ وہاں کے اکثر مالکان اراضی اشتمال نہیں کروانا چاہتے۔

(ہ) اگر جزو(د) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ گاؤں کب تک محکمہ مال کو واپس کر دیا جائے گا؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان) ،

(الف) موضع دوہٹہ عظمت کا اشتمال مورخہ 12 مئی سال 1983ء کو شروع ہوا۔

(ب) محکمہ اشتمال کی تحویل کے دوران آج تک اہلکاروں کی کل تنخواہ مع الاؤنس تقریباً 260700 روپے بنتی ہے۔

(ج) ابتدائی ریکارڈ تیار ہو رہا ہے البتہ چند با اثر زمینداروں کی طرف سے عدم تعاون کا سامنا ہے۔

(د) اس موضع کا کل رقبہ 4298 ایکڑ ہے اور کل مالکان کی تعداد 467 ہے جس میں رضامند مالکان کی تعداد 360 ہے اس طرح اس موضع میں زائد از 51 فیصد مالکان کی رضامندی پر اشتمال اراضی کرنے کی اجازت مورخہ 12 مئی 1983ء کو افسر اشتمال حافظ آباد نے دی۔جس سے پایا جاتا ہے کہ اکثریت مالکان اراضی موضع کا اشتمال کروانے کے حق میں ہیں۔

(ہ) موضع ہذا کا ابتدائی ریکارڈ تیار ہو رہا ہے اور چند ماہ تک تقسیم اراضی ہو کر کنفرم کروا دیا جائے گا کنفرمیشن کے بعد دو گرداوریاں ہونے پر مثل حقیت تیار ہو گی اور مابعد یہ موضع واپس محال کو کر دیا جائے گا۔

حبیب الرحمان اور لبیب الرحمان سے سرکاری واجبات اور اراضی کی واپسی کے اقدامات

*911- جناب ارشد عمران سلہری: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ ڈیڑھ سال قبل حسین اقبال اسسٹنٹ کمشنر قصور نے ایک عدالتی انکوائری بابت حاصل کردہ اراضیاں بذریعہ فراڈ دھوکہ دہی از ان حبیب الرحمان اور محمد یوسف عرف لبیب الرحمان اعلیٰ افسران کی تھی جس میں درج ذیل حقیقتیں ثابت ہوئیں۔

1۔ یہ کہ اراضی خود کاشت نہیں ہے بلکہ حبیب الرحمان اور لبیب الرحمان کے ۱۴عدد مجبور لاچار قیدی بطور بیگار کاشت کرتے ہیں۔

2۔ یہ کہ جعل سازی سے اراضیاں حاصل کنندگان میں محمد یوسف عرف لبیب الرحمان (سی۔ایس۔پی) بھی شامل ہے۔

3۔ یہ کہ انہوں نے جن ناموں کو استعمال کرتے ہوئے اراضیاں حاصل کی ہیں وہ ان افسران کے حقیقی بھائی سالے اور قریبی رشتہ دار ہیں۔ نیز علاقہ ہذا کا کوئی شخص ان افراد میں شامل نہ ہے۔

4۔ یہ کہ ہر دس افراد باپ بیٹا حقیقی بھائی وغیرہ ہیں جبکہ ایک خاندان ایک لاٹ کالونی قواعد کی شرط ہے

5۔ یہ کہ ناجائز حاصل کنندگان سرکاری ملازمت میں ہیں۔

6۔ یہ کہ ہر دس افراد میں سے (بار بار سمن کرنے اور اشتہار کے باوجود) یہ افسران میں صرف دو اشخاص (IN PERSON) پیش کر سکے۔

7۔ یہ کہ پیش کردہ دونوں افراد اور ان کے شناختی کارڈ جعلی ثابت ہوئے مگر اے۔سی نے قانونی کارروائی کرتے ہوئے کوئی پرچہ درج نہیں کرایا۔

8۔ یہ کہ ان کے مختار عام آفتاب ربانی نے اسسٹنٹ کمشنر کے بار بار طلب کرنے کے باوجود مختار نامہ پیش نہیں کیا کیونکہ وہ اینٹی کرپشن میں جعلی ثابت ہو چکا تھا۔

(ب) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیوں اس قدر اہمیت کے حامل مسئلہ میں بھی کالونی قواعد کو حرکت میں نہیں لایا جا سکتا۔ کیا بورڈ آف ریونیو اور ضلعی افسران مال ناکام ہو

گئے ہیں اگر واجبات سرکار اور اراضیاں واپس لی جا رہی ہیں تو یہ بتایا جائے کہ کب تک؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان):

(الف) میاں حسین افضال اسسٹنٹ کمشنر قصور نے رقبہ سرکار موضع رکھ بت کے متعلق رٹ پٹیشن نمبری 9505/91 کے تحت جو انکوائری کی تھی وہ بذریعہ چٹھی نمبر اے سی۔ 452 مورخہ 24 اپریل1993ء عدالت عالیہ لاہور کو بھیجی گئی متذکرہ رٹ پٹیشن اور انکوائری پر کوئی حتمی فیصلہ سے پہلے ہی رٹ کنندہ نے رٹ واپس لے لی اور عدالت عالیہ نے مورخہ 14 جنوری 1994ء کو یہ رٹ داخل دفتر کر دی۔

1- جیسا کہ اوپر (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ رٹ نمبر 91-9505 بغیر کسی حتمی فیصلہ کے واپس لے لی گئی ہے اس لئے انکوائری رپورٹ پر کوئی حتمی فیصلہ نہ ہوا تاہم خسرہ گرداوری کے مطابق پٹہ داران کی خود کاشت ہے۔جہاں تک بیگار کاشت منجانب 41قیدیوں کا تعلق ہے۔اس کے متعلق رپورٹ میں اسسٹنٹ کمشنر نے پیرول افسر کے بیان پر انحصار کیا جس کے مطابق عام طور پر پیرولی گھریلو یا زراعت پر کام کرنے کے لئے مہیا کئے جاتے ہیں۔

2- جیسا کہ اوپر(الف) اور(ا) میں بیان کیا گیا ہے کہ رٹ پٹیشن نمبری91-9505 کسی حتمی فیصلہ کے بغیر واپس لے لی گئی اس لئے انکوائری رپورٹ پر کوئی حتمی فیصلہ نہ ہوا تاہم خسرہ گرداوری اور جمع بندی کے اندراج کے مطابق پٹہ دار کا نام محمد یوسف ولد منظور احمد ذات جٹ درج ہے جبکہ اینٹی کرپشن کی رپورٹ کے مطابق لبیب الرحمان کی ذات شیخ ہے۔

3- پٹہ کنندگان میں سے کچھ اشخاص ان کے قریبی رشتہ دار ہیں جنہوں نے نیلام عام میں رقبہ پٹہ پر لیا اور پٹہ Well Contested تھا۔

4- کالونی قواعد کے مطابق ایک لائق فی خاندان کی شرط موجود ہے لیکن بالغ اور شادی شدہ افراد علیحدہ خاندان تصور کئے جاتے ہیں۔

5- عدالت عالیہ نے چھ پٹہ داروں کے سرکاری ملازم ہونے کے بارہ میں کوئی حتمی فیصلہ نہ دیا ہے۔البتہ رپورٹ کے مطابق دس پٹہ داران میں سے صرف دو اشخاص سرکاری

ملازم ہیں جب کہ دو پٹہ داران پاکستان ریلوے اور دو بنک ملازمین ہیں جو کہ سرکاری ملازمت کے زمرہ میں نہیں آتے۔

6۔ دوران انکوائری پیر ایس اے رشید ایڈووکیٹ چھ پٹہ داران کی طرف سے پیش ہوئے جب کہ چار پٹہ داران محمد یوسف۔ محمد پرویز شاہد اور عبدالستار خود پیش ہوئے جب کہ ایک پٹہ دار شمشاد اختر سج پر گیا ہوا تھا۔

7۔ محمد رفیق اسسٹنٹ ڈائریکٹر اینٹی کرپشن فرید کوٹ ہاؤس نے مقدمہ نمبر 147-93 مورخہ 9 جون 1993ء برخلاف محمد یوسف۔ محمد پرویز اور آفتاب ربانی تھانہ مزنگ میں درج کروایا جس کی بابت محمد یوسف اور آفتاب ربانی نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ نمبر 13207-93 دائر کی ہوئی ہے اور چونکہ ابھی تک رٹ پٹیشن عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے اس لئے مزید کارروائی عدالت عالیہ کے حتمی فیصلہ کے بعد ہو گی۔

8۔ اینٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ میں آفتاب ربانی کے مختار نامہ کے حقیقی یا جعلی ہونے کے بارے میں محکمہ مال کوئی تبصرہ کرنے کی پوزیشن میں نہ ہے اور نہ ہی اس بارہ میں محکمہ مال کو کوئی علم ہے۔

(ب) سوال کے مندرجات میں جو نکات اٹھائے گئے ہیں ان کے مطابق عدالت عالیہ لاہور میں چار عدد رٹ پٹیشن نمبری 15909/94,13207-93,3224/87 اور 3350/94 زیر سماعت ہیں۔اس لئے عدالت عالیہ لاہور کے حتمی فیصلہ تک کوئی قانونی قدم اٹھانا مناسب خیال نہیں کیا جا سکتا۔

ایزاد شدہ فیس کی واپسی

*935۔ **ملک سلیم اقبال** ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۹۰ء کو نمبرداروں کو تین فیصد کی بجائے چھ فیصد نمبرداری فیس دینے کا اعلان کیا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ کالونیز ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مورخہ ۱۰۔اکتوبر ۱۹۹۰ء کو بذریعہ چٹھی نمبر ۹۰۔۲۱۵۸ یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ نمبرداروں کو تین کی بجائے چھ فیصد نمبرداری فیس ادا کر دی جائے۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ اب حکومت نے ایزاد شدہ تین فیصد فیس واپس لینے کے احکام

جاری کر دیے ہیں اگر ایسا ہے تو ایزاد شدہ فیس واپس لینے کے احکام جاری کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) جی ہاں۔وزیر اعلیٰ نے لاہور میں نمبرداران کے کنونشن منعقدہ ۱۳ ستمبر ۱۹۹۰ء کو آبیانہ کی وصول شدہ رقم پر نمبرداری کمیشن تین فیصد سے بڑھا کر چھ فیصد کرنے کا اعلان کیا تھا۔

(ب) چٹھی مذکورہ میں دیگر فیصلہ جات کے علاوہ فیصلہ مذکورہ سے محکمہ انہار کو مطلع کیا گیا تھا تاکہ متعلقہ قانون میں ترمیم کر کے اس پر عملدرآمد کیا جائے۔

(ج) اس حد تک حقیقت ہے کہ چند نمبرداران نے قوانین متعلقہ میں ترمیم سے قبل ایسی رقوم از خود وصول شدہ سے وضع کر لی تھیں محکمہ آڈٹ نے اس پر اعتراض کیا ہے اس بارے میں اب محکمہ انہار نے فصل خریف 1990ء سے اس رعائت کے بارے میں نوٹیفکیشن مورخہ 29 مارچ 1994ء کو جاری کر دیا ہے اس لیے فصل مذکورہ سے ایسی منہائی کو Regularise کر دیا گیا ہے۔

معذور شخص کے لیے غسلخانہ وغیرہ تعمیر نہ کرنے کی وجوہات

*985- **راجہ جاوید اخلاص**: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1988ء میں صدر پاکستان نے ایک معذور شخص سید رسول ساکن کوٹ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کو غسلخانہ اور لیٹرین وغیرہ کی تعمیر کے لیے پچاس ہزار روپے بطور گرانٹ دیے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موقع پر کام بھی شروع ہوا اور کچھ رقم خرچ بھی ہوئی لیکن چھ سال گزرنے کے باوجود کام مکمل نہیں ہوا۔اگر ہاں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور اسسٹنٹ کمشنر گوجر خان نے کمیٹی کو کتنی رقم جاری کی۔

(ج) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بقایا رقم کب تک خرچ ہو گی اور کام کتنے عرصہ میں مکمل کیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ صدر پاکستان نے ایک شخص سید رسول ساکن کوٹ کو برائے تعمیر

کنواں بمعہ موٹر اور غسل خانہ تعمیر کرنے کے لئے گرانٹ دی تھی۔

(ب) مذکورہ بالا منصوبہ کے لئے اس وقت کے اسسٹنٹ کمشنر خالد حنیف صاحب نے ایک کمیٹی مشتمل بر اعجاز حسین چیئرمین یونین کونسل سید محمد امین۔حاجی جلال دین ساکن کونٹ اور سب انجینئر پروونشل بلڈنگ سب ڈویژن گوجر خان تشکیل دی تھی اس کمیٹی نے کنویں کی تعمیر کا ٹھیکہ مبلغ 25500 روپے کے عوض محمد حسین نامی ٹھیکیدار کو دیا۔جس نے کنویں کی تعمیر مکمل کر دی ہے۔اور محمد حسین کو کنویں کی تعمیر کے لئے 20000 روپے ادا ہو چکے ہیں جب کہ غسل خانہ کی تعمیر کا کام بعوض 24500 روپے سید احمد نامی کو دیا تھا۔

(ج) سلیم رضا سب انجینئر پروونشل بلڈنگ سب ڈویژن گوجر خان کے ذمہ غسل خانہ کی تعمیر کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی اور اس نے کام مورخہ 27 جولائی 1994ء کو مکمل کر دیا تھا۔

غیر قانونی کاشت کار قابضین کی تعداد

*1068۔ جناب محمود حیات خان : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبے میں حکومت کی جملہ اراضی پر غیر قانونی کاشتکار قابضین کی تعداد کیا ہے ان کے نام وپتے کیا ہیں اور یہ کتنے عرصے سے بلا اختیار سرکاری اراضی پر کاشت کرتے چلے آرہے ہیں۔

(ب) متذکرہ غیر قانونی قابضین کاشتکاروں پر محکمہ مال نے کتنا کتنا تاوان / لگان عائد کیا ان میں سے کتنے لوگوں سے وصولی ہوئی۔کتنوں کے خلاف کارروائی زیرغور ہے اور کتنے باقیدار ہیں۔

(ج) حکومت غیر قانونی قابضین کاشتکاروں کے خلاف نادہندگی کی صورت میں کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان) :

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ اس وقت تقریباً صوبہ پنجاب کی زرعی اراضی تعدادی 1130051 ایکڑ 3 کنال 7 مرلہ پر 45576 ناجائز قابضین ہیں جہاں تک ان لوگوں کے نام اور پتہ کا تعلق ہے یہ ایک لمبی فہرست ہے جو سوال کے ساتھ منسلک نہیں کی جا سکتی البتہ یہ فہرست وزیر مال کے چیمبر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(ب) غیر قانونی قابضین کے خلاف محکمہ مال / نو آبادیات نے مبلغ 3,90,63,179 روپے تاوان عائد کیا جس میں سے مبلغ -/1,02,54,243 روپے لگان اور تاوان ان ناجائز کاشتکاروں سے وصول کر لیا ہے اور بقیہ رقم مبلغ -/1.88.08,936 روپے وصول کرنے کے لیے ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی جاری ہے۔

(ج) حکومت غیر قانونی قابضین کے خلاف کالونی ایکٹ کی دفعہ 32/34 کے تحت کارروائی کر کے ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی خالی کروا کر ان پر بھاری تاوان بشرح 40 گنا مالیہ یا دو گنا بازاری لگان جو بھی زائد ہو وصولی کرنی ہے۔بیدخلی و وصولی لگان کی کارروائی ابھی جاری ہے۔ سرکاری اراضی زیر ناجائز قابضین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناح آباد سکیم کے تحت پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*1070- جناب محمود حیات خان : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جناح آباد سکیم کے تحت اب تک صوبے میں کن شہروں / اضلاع میں کتنے رقبے کے پلاٹ کن افراد کو الاٹ کئے گئے ان کے نام اور پتے کیا ہیں اور کل کتنے پلاٹ جناح آباد میں موجود تھے ان میں سے کتنے پلاٹ الاٹ ہونے اور کتنے بقایا ہیں کتنے پلاٹوں کا موقع پر قبضہ دلایا جا چکا ہے تفصیل رقبہ الاٹمنٹ و قبضہ بتائی جائے۔

(ب) متذکرہ الاٹ کردہ پلاٹوں میں سے کتنے افراد کو بذریعہ قرعہ اندازی اور کتنے افراد کو کن کی سفارش پر الاٹمنٹ دی گئی ان میں سے کتنے عوامی نمائندگان ہیں ایسے تمام افسران و عوامی نمائندگان و مجاز اتھارٹی کے نام کیا ہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) جناح آبادی سکیم کے تحت غیر مالکان کے لئے دیہی علاقہ جات میں صوبے کے 34اضلاع میں سے 30 اضلاع میں سات مرلے کے 8.74لاکھ پلاٹ مختص کئے گئے جو تمام کے تمام مستحق افراد کو الاٹ کئے جا چکے ہیں اور کوئی پلاٹ بقایا نہ ہے اور تمام الاٹیوں کو موقع پر قبضہ دلایا جا چکا ہے۔(ان کی ضلع وارتفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) الاٹیوں کے نام و پتہ جات بتانے کے لئے بہت وقت چاہئے کل 53932 ایکڑ رقبے پر پلاٹ الاٹ کئے گئے۔

(ب) قرعہ اندازی نہیں ہوئی یہ الاٹمنٹ بذریعہ الاٹمنٹ کمیٹی ہوئی ہے یہ الاٹمنٹ کمیٹی جناح آبادی

رولز 1986ء کے پیرا نمبر 5 کے تحت تشکیل دی جاتی ہے الاٹمنٹ کمیٹی کی سفارش پر افسران میں اسسٹنٹ کمشنر حلقہ حکم الاٹمنٹ (سند) اپنے دستخط سے جاری کرتا ہے افسران میں اسسٹنٹ کمشنر حلقہ اور باقی تمام عوامی نمائندے ہوتے ہیں مجاز اتھارٹی موقعہ متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر ہی ہوتا ہے تمام افسران و عوامی نمائندگان و مجاز اتھارٹی کے نام بتانے کے لئے بہت وقت چاہیے لیکن کسی خاص علاقہ کے رہائشی لوگوں کے کوائف مطلوب ہوں تو مہیا کئے جا سکتے ہیں۔

قانون گوئی کے مواضعات میں فراڈ کی تفصیلات

*1140۔ سردار امجد حمید خان دستی، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال مظفر گڑھ کے حلقہ تعیری کی قانون گوئی کے مواضعات تعیری، سنکی اور روہاڑی میں جعلسازوں نے سرکاری رقوم میں تقریباً 9 لاکھ روپے کا فراڈ کیا۔ جسے سرکاری خزانہ میں جمع نہیں کرایا گیا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ اس فراڈ کی تحقیقات کرائی گئی تھیں جس سے یہ ثابت ہو گیا تھا کہ واقعی 9 لاکھ روپے کا فراڈ کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں ملزمان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان)،

(الف) پڑتال ریکارڈ کے مطابق مبلغ -/1214897 روپے (فیس انتقالات) داخل شدہ نہ پائی گئی۔

(ب) رپورٹ پڑتال کے مطابق مبلغ -/1214894 روپے فیس سرکاری بسلسلہ تصدیق انتقالات داخل خزانہ سرکار نہ پائے گئے۔

(ج) رقم مندرجہ پیرا نمبر 2-1 میں سے مبلغ -/970636 روپے داخل خزانہ سرکار کرائی جا چکی ہے۔ بقیہ رقم کے ادخال کے لیے کارروائی کی جارہی ہے۔ الزام علیہان کو چارج شیٹ کر دیا گیا ہے۔ انکوائری رپورٹ موصول ہونے پر حتمی فیصلہ کر دیا جائے گا۔

سیلاب سے متاثرین کے نقصان کا ازالہ

*1146۔ چودھری محمد اسلم، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سیلاب 1992ء کے باعث ضلع منڈی بہاؤالدین کے کتنے دیہات متاثر ہوئے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ رسول' ڈھپئی۔ کوٹیرہ۔ سموں پور۔ واڑہ بالیاں۔ بوڑہ۔ نواں لوک۔ کوٹلی افغان شہانہلوک۔ مونگ۔ میر غانی۔ گڑھا ہاشم۔ گڑھی گوھر۔ گڑھی لطف۔ نوتھے۔ کوٹ جالی۔ کالووالی۔ شہیداں والی۔ چک فتح شاہ۔ لکھنے والا۔ کھیوہ۔ آہلہ۔ کوٹ بھورانہ کے دیہاتوں میں 5 تا 16 فٹ تک سیلابی پانی بھر گیا تھا۔ جس کی وجہ سے کئی قیمتی جانیں۔ مال مویشی' سامان' فصلیں' درختوں' سڑکیں اور مکانات۔ گھیاں' نالیاں سکولوں اور ہسپتالوں کی عمارات دریا بُرد ہو گئیں۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ دیہات کے متاثرین کے نقصان کا ازالہ کرنے کے لئے آیا حکومت کے زیر غور کوئی تجویز یا سکیم ہے اگر ہاں تو تفصیلاً بتایا جائے۔ اگر نہیں تو کیا حکومت آئندہ ان متاثرین کی بحالی کے سلسلے میں کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) 1992ء کے سیلاب کی وجہ سے ضلع منڈی بہاؤالدین کے ۳۹ دیہات متاثر ہوئے ان میں سے سب ڈویژن منڈی بہاؤالدین کے 25 دیہات تھے اور سب ڈویژن ملکوال کے 14 دیہات تھے۔

(ب) یہ درست ہے کہ رسول۔ ڈھپئی۔ کوٹیرہ۔ سموں پور۔ واڑہ بالیاں۔ بوڑہ' نواں کوٹ۔ کوٹلی افغاناں۔ شہانہلوک۔ مونگ میرغانی۔ گڑھا ہاشم۔ گڑھی گوہر۔ گڑھی لطف۔ نوتھے۔ کوٹ جالیاں۔ کالووالی۔ شہیداں والی۔ چک فتح شاہ۔ لکھنے والا۔ کھیوہ۔ آہلہ۔ کوٹ بھرانہ۔ کے دیہاتوں میں ۵ تا ۱۶ فٹ تک سیلابی پانی بھر گیا اس کی وجہ سے جانی و مالی نقصان ہوا مگر کوئی رقبہ و عمارات دریا بُرد نہ ہوئیں۔ فصلوں کے نقصان کے ازالہ کے لئے گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق جن علاقوں میں نقصان کی شرح 50 فی صد یا زائد تھی ان مواضعات کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا گیا مراعات کی تفصیل جز ج کے نیچے دی گئی ہے جن علاقوں کا نقصان ۵۰ فیصد سے کم تھا ان کو مالیہ آبیانہ و عشر کی معافی نہ دی گئی۔

(ج) سیلاب کی وجہ سے 16 افراد جن میں عورتیں مرد اور لڑکیاں بھی شامل ہیں جان بحق ہوئے ان کو پچاس ہزار کفیل خاندان اور 30 ہزار غیر کفیل خاندان فی کس کے حساب سے کل چھ لاکھ دس ہزار روپے گورنمنٹ کی طرف سے بذریعہ کراس چک دیئے گئے۔ جن اصحاب کے مکانات

سیلاب میں تباہ ہوئے تھے ان کی امداد کے لئے گورنمنٹ نے ایک کروڑ نوے لاکھ روپے منڈی بہاؤالدین کے لئے دیے جن میں سے ایک کروڑ پچاسی لاکھ پچھتر ہزار روپے بذریعہ چیک لوگوں میں تقسیم کر دیئے گئے یہ رقم گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق 5 ہزار روپے فی گھر کے حساب سے تقسیم کی گئی۔سات چیک مالیتی مبلغ 35000 روپے ایسے تھے جو کہ سیلاب سے متاثرہ افراد کے نہ آنے کے باعث نہ دیئے جاسکے اور انہیں بینک میں جمع کرا دیا گیا ایک کراس چیک نمبر 92089539 مورخہ 93-1-20 جو کہ پی ایل اے نمبر 2597 حبیب بینک منڈی بہاؤالدین مالیتی 390000 روپے کا تھا اسسٹنٹ کمشنر منڈی بہاؤالدین کی طرف سے ڈپٹی کمشنر گجرات کو واپسی بھیج دیا گیا۔اس کے علاوہ سینکڑوں من آٹا چینی۔ گھی اور کافی تعداد میں رضائیاں اور دیگر سامان ضرورت جو کہ مخیر لوگوں نے دیا تھا سیلاب زدگان میں تقسیم کیا گیا۔بلاگ شدگان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تفصیل مراعات

سیلاب 1992ء میں آفت زدہ علاقہ قرار دینے سے مندرجہ ذیل مراعات کسانوں کو دی گئیں۔

1۔ معافی مالیہ ' آبیانہ و عشر وغیرہ

2۔ زرعی قرضوں کی ادائیگی ایک سال تک مؤخر کر دی گئی۔

3۔ مزید بغیر سود قرضوں کی سہولت۔

4۔ زرعی قرضوں کے سود میں کمی کی گئی۔

5۔ کسانوں کو ربیع کی فصل کے لئے بیج و کھاد کی مفت فراہمی کی گئی۔

6۔ ٹیوب ویلوں کے بجلی کے سرچارج معاف کئے گئے۔

منڈی بہاؤالدین کے ضلعی دفاتر کی عمارات کی تعمیر

*1147۔ **چودھری محمد اسلم** : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین قائم ہونے کے بعد سے اب تک ضلعی دفاتر کی عمارات نہیں بنائی گئیں اور نہ ہی اس کمپلیکس کے لئے رقبہ حاصل کیا جا سکا ہے اور نہ ہی عمارات کا نقشہ تیار ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کمپلیکس کی عدم موجودگی کے باعث عوام اور افسران کو سخت مشکلات کا

سامنا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ضلع میں کب تک کمپلیکس کی تعمیر شروع کر دی جائے گی؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) منڈی بہاؤالدین کو ضلع کا درجہ یکم جولائی 1993ء سے دیا گیا ہے۔ تمام ضروری دفاتر فوری طور پر پہلے سے موجود عمارات میں قائم کر دیئے گئے ہیں جہاں پر تمام انتظامی امور اور عوام الناس کے تمام کام بخوبی سرانجام پا رہے ہیں۔ چونکہ منڈی بہاوالدین شہر کے آس پاس سرکاری رقبہ موجود نہ ہے اس لئے پرائیویٹ رقبہ حاصل Acquire کرنے کے لئے کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن نے ایک سکیم تیار کر کے بورڈ آف ریونیو پنجاب کو بھجوائی ہے جو کہ زیر غور ہے۔ ضروری کارروائی اور حکام مجاز کی منظوری کے بعد یہ سکیم برائے منظوری و فراہمی رقم محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات P& D Deptt کو ارسال کی جائے گی۔ چونکہ یہ زمین تمام صوبائی محکمہ جات کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حاصل کی جا رہی ہے اس لئے حصول زمین کے بعد ایک ماسٹر پلان تیار کیا جائے گا جس میں مختلف محکمہ جات کی عمارات کی تعمیر کے لئے اپنے طور پر سکیمیں منظور کرائیں گے اور رقم کی فراہمی کے ساتھ ہی ڈسٹرکٹ کمپلکس کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب کا تعلق صرف محکمہ مال سے متعلق دفاتر اور رہائش گاہوں کی تعمیر سے ہے جو سکیم کی منظوری اور رقم کی فراہمی کے بعد شروع کر دی جائے گی۔

(ب) چونکہ عارضی طور پر تمام دفاتر پہلے سے موجود عمارات میں قائم کر دیئے گئے ہیں اس لئے کار سرکار خوش اسلوبی سے سر انجام دیئے جا رہے ہیں اور عوام کو کسی دقت کا سامنا نہ ہے۔ البتہ سرکاری ملازمین کو رہائش گاہوں کی وجہ سے کچھ مشکلات کا سامنا ہے۔ جنہیں وہ بہر حال خوش دلی سے برداشت کر رہے ہیں۔ چونکہ ان کو احساس ہے کہ دفاتر اور موزوں رہائش گاہوں کی تعمیر کے لئے منصوبہ بندی کرنی پڑتی ہے اور تعمیری کام میں بھی یقیناً کچھ وقت لگتا ہے۔

(ج) جز ہائے بالا کے جوابات سے یہ ظاہر ہے کہ حکومت پنجاب نے منڈی بہاؤالدین کے ضلعی دفاتر کی تعمیر کے لئے ضروری کارروائی شروع کر دی ہے اور اس کو جلد از جلد مکمل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ماسٹر پلان فیصل آباد کی تفصیلات

*1163- خواجہ محمد اسلام ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ماسٹر پلان فیصل آباد کی منظوری کس سطح پر اور کس مجاز اتھارٹی نے دی اس کی جزویات کیا ہیں۔ کل رقم کا تخمینہ کیا ہے ۔ مطلوبہ رقم کی فراہمی سے متعلق کیا انتظامات ہیں اور اس کی تکمیل کب تک ہو گی۔

(ب) متذکرہ ماسٹر پلان کی تکمیل میں کون کونسے علاقے مکان اور دکانیں آتی ہیں۔ اور جن رہائشی مکانوں / دکانوں کو بلڈوز کیا گیا ان کے متاثرین کے کمل کوائف کیا ہیں انہیں متبادل رہائش یا روزگار فراہم کیا گیا ہے اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے۔

(ج) اب تک جن رہائشی و کمرشل علاقوں کو مسمار کیا گیا ہے انہیں مسمار کرنے سے پہلے حسب ضابطہ و قانون نہ تو کوئی نوٹس دیا گیا نہ ہی متبادل جگہ فراہم کی گئی بلکہ متاثرین کو اپنا سامان نکالنے کی مہلت بھی نہ دی گئی جس سے ان لوگوں کا لاکھوں کا نقصان ہوا۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب ہاں میں ہے تو اس غیر قانونی غیر اخلاقی اور ظالمانہ اقدام کی ذمہ دار مقامی انتظامیہ کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) فیصل آباد شہر کا ماسٹر پلان وزیر اعظم پاکستان کے احکامات کے تحت مرتب کیا گیا ہے اس پر عمل درآمد مستقبل قریب میں کیا جائے گا اور یہ تقریباً پچیس سال کی ضروریات پوری کرے گا ۔ پہلے مرحلے پر 10 کروڑ روپے کی رقم حکومت نے فراہم کی ہے جس میں سے پانچ کروڑ روپے سیوریج سسٹم کی بہتری پر خرچ کیے جائیں گے جب کہ پانچ کروڑ روپے دیگر ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ ہوں گے ۔ یہ دس سالہ ماسٹر پلان ہے جو 2005ء تک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائی گا۔

(ب) اس ماسٹر پلان میں تمام شہر کا علاقہ شامل ہے اور جن ناجائز قابضین کو بے دخل کیا گیا ہے ان کو متبادل جگہ مہیا کر دی گئی ہے۔

(ج) ناجائز قابضین کی تعمیرات کو مسمار کرنے سے پیشتر جملہ قوانین کی کارروائی پوری کی گئی

ہے۔

(د) چونکہ ناجائز تعمیرات کو مسمار کرتے وقت تمام قانونی اور اخلاقی تقاضے پورے کئے گئے ہیں اس لئے غیر قانونی غیر اخلاقی اقدام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سرکاری اراضی کو پٹے پر دینے کی تفصیلات

*1235- جناب حاجی عرفان احمد ڈاہا، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ قیام پاکستان کے وقت ایک برطانوی فرم "پی سی جی اے" کو ضلع خانیوال میں سرکاری رقبہ اراضی پٹہ (لیز) پر دی گئی تھی اگر ہاں تو اس پٹے کی میعاد اور شرائط کیا تھیں نیز یہ اراضی کتنے یونٹ پر مشتمل تھی۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اراضی آٹھ ہزار یونٹ سے زیادہ ہے اگر ہاں تو یہ اراضی زرعی اصلاحات کی زد میں کیوں نہیں آئی؟

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ پٹہ کی میعاد ختم ہو چکی ہے مگر ابھی تک متذکرہ فرم اس پر قابض ہے

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت متذکرہ اراضی مستحق مزارعین میں تقسیم کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) 1921ء میں حکومت ہند نے ایک برطانوی فرم برٹش کاٹن گرووینگ ایسوسی ایشن (بی۔ سی۔ جی۔اے) کو تقریباً -/7,221 ایکٹر سرکاری اراضی 60 سال کے لئے پٹہ پر دی اس پٹہ کی شرائط کے مطابق پٹہ کی مدت کے اختتام پر کمپنی کو رقبہ مذکورہ کی خرید کے اختیار کا حق دیا گیا تھا۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ متذکرہ اراضی 8000 یونٹ سے زیادہ ہے اور مارشل لاء ریگولیشن نمبر 64 مجریہ1959ء کے تحت کمپنی کے حصہ داران سے رقبہ تعدادی 7011 ایکڑ 6 کنال واپس لے لیا گیا اور فروری 1962ء میں اس میں سے 6891 ایکڑ اور 6 کنال محکمہ زراعت کو برائے سیڈ فارم و مرکز تحقیقات زرعی اجناس منتقل کردیا گیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ متذکرہ فرم ابھی تک تمام رقبہ پر قابض ہے۔

(د) متذکرہ بالا اراضی کے مزارعین نے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 64 کی دفعہ 19 کے تحت اراضی کے مالکانہ حقوق حاصل کرنے کے لئے دعویٰ کیا جو کہ نامنظور ہوا کیونکہ متذکرہ اراضی پہلے ہی محکمہ زراعت کو منتقل ہو چکی تھی۔ اس سلسلہ میں پیروکاران سے زرعی اصلاحات کے تحت لی گئی اراضی مارشل لاء ریگولیشن نمبر 64 کے فقرہ 19 کی زد میں نہیں آتی ان مزارعین کے مقدمہ جات تمام عدالت ہائے مشمولہ عدالت عظمیٰ پاکستان سے خارج ہو چکے ہیں جن کی روشنی میں اب اس موقع پر ان مزارعین کو مالکانہ حقوق دینے کا کوئی جواز نہیں۔

تحصیلداروں کی تعیناتی

*1243۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ میں کئی تحصیلدار اپنے ہی رہائشی ضلع میں تعینات ہیں اگر ہاں تو ان تحصیلداروں کے نام اور پوسٹنگ کی تفصیلات فراہم کی جائیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ رولز کے تحت کوئی تحصیلدار اپنے ہی ضلع میں تعینات نہیں ہو سکتا اگر ہاں تو جز (الف) میں بیان کردہ تحصیلداروں کو کن وجوہات کی بناء پر اپنے ہی ضلع میں تعینات کیا گیا ہے اور کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ اس وقت 27 تحصیلدار اپنے ہی ضلع میں تعینات ہیں جن کی تفصیل پرچم "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹرانسفر پالیسی کے تحت تحصیلداروں کی اپنے ضلع میں تعیناتی میں ممانعت ہے تاہم تحصیلدار افسران جن کی ریٹائرمنٹ میں دو سال یا کم عرصہ رہ گیا ہو۔ وہ اپنے ہی رہائشی ضلع میں تعینات ہو سکتے ہیں اس وقت حکومت نے تعیناتیوں اور تبادلوں پر پابندی لگا رکھی ہے۔ جونہی یہ پابندی ختم ہوئی ان تحصیلداران کو کسی اور اضلاع میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

گاڑی کی مرمت پر خرچ کی گئی رقم کی ادائیگی

126۔ ملک مختیار احمد اعوان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اسے سی شکرگڑھ کے دفتر کے زیر استعمال کار نمبر آر آئی ایل8828 کی مرمت پر مئی 1992ء میں اس وقت کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے دس ہزار روپے کی رقم خرچ کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم کا بل پاس ہو گیا تھا اور رقم بھی ضلعی اکاؤنٹس افسر کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن وہ رقم خرچ کنندہ کو ادا کرنے کی بجائے کسی اور مد میں خرچ کر دی گئی۔

(ج) اگر رقم خرچ کنندہ کو ادا کر دی گئی ہے تو وصولی کی رسید ایوان میں پیش کی جائے اگر نہیں تو اس کی Misappropriation کا ذمہ دار کون ہے اور حکومت نے اس کے خلاف کیا تادیبی کارروائی کی ہے نیز حکومت کب تک خرچ کنندہ کو اس کی خرچ کردہ رقم ادا کر دے گی؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان) :

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) رقم کا بل پاس ہوا اور بااخذ رسید رقم ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کو ادا کر دی گئی۔

(ج) ادا کی گئی رقم کے بل کی تصدیق شدہ رسید ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر قانونی بتیوں کی تنصیب

*1276۔ چودھری محمد خالد : کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہین ہاؤسنگ سوسائٹی تحصیل کے سب رجسٹرار اور اہلکاروں نے مالان زرعی اراضی واقع ونی ضلع راولپنڈی کو پوچھے بغیر غیر قانونی طور پر زمین پر بتیاں لگا دی ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت نے سوسائٹی کے حق میں باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے اگر جاری نہیں کیا تو مذکورہ سوسائٹی کے افسران و مالکان اراضی سے زمین زبردستی کیسے acquire کر سکتے ہیں اور کیا حکومت اس سلسلہ میں ضروری نوٹیفکیشن جاری کر کے مذکورہ سوسائٹی کو زبردستی زمین acquire کرنے سے روکنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ شاہین ہاؤسنگ سوسائٹی (Welfare Pak Air Force) نے زمین موضع ونی میں مالکان سے خود خرید کی اور خرید کردہ زمین کی نشاندہی باضابطہ حاصل کی۔

(ب) کوئی نوٹیفکیشن جاری نہ ہوا ہے کیونکہ پاکستان ائیر فورس کے نمائندوں نے مالکان کے ساتھ خود سودا کیا ہے اور رقبہ حاصل کیا ہے۔ کوئی کارروائی سرکاری طور پر حصول اراضی کی نہ ہوئی ہے حکومت کا اس میں کوئی دخل نہ ہے

مشترکہ شاملات رقبہ کی منتقلی

*1279۔ ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب کے دیہی علاقوں میں کچھ مشترکہ رقبہ شاملات دیہہ ہوتا ہے۔ جس کے مالک اس گاؤں کے تمام مالکان اراضی ہوتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ مشترکہ رقبہ یعنی شاملات دیہہ تمام مالکان اراضی کی مرضی کے بغیر نہ تو فروخت ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو منتقل ہو سکتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے شاملات دیہہ میں غیر مالک کو بھی حصہ دار بنا کر یہ رقبہ ان کو منتقل کر دیا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس خلاف قانون کارروائی کو روکنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ عموماً مواضعات میں رقبہ شاملات دیہہ ہوتا ہے جس کے حقدار اس موضع کے مالکان ہوتے ہیں مگر یہ ضروری نہ ہے کہ ہر موضع میں رقبہ شاملات ہو اور اس رقبہ شاملات کے جملہ مالکان دیہہ حقدار ہوں۔ کیونکہ جن مواضعات میں رقبہ شاملات ہوتا ہے اس موضع کی شرائط واجب العرض میں حقوق شاملات کا تعین ہوتا ہے کہ کون سے مالکان شاملات کے حقدار ہیں۔اور کون حقدار شاملات نہیں۔ گویا یہ ضروری نہ ہے کہ رقبہ شاملات کے جملہ مالکان دیہہ حقدار ہوں۔

(ب) یہ درست نہ ہے رقبہ شاملات دیہہ کو ہر حقدار شاملات اپنے حصہ رسدی رقبہ کے مطابق منتقل

کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ تمام مالکان دیہہ کی رضامندی کی چنداں ضرورت نہ ہوتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کوئی عدالت/ حکومت ریونیو ریکارڈ کے برخلاف کسی غیر حقدار سوائے تحت قانون کو مالک شاملات قرار نہ دے سکتی ہے۔

(د) چونکہ جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اور کوئی غیر قانونی کارروائی نہ ہو رہی ہے۔لہذا حکومت کو کسی قسم کی کارروائی کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

عدالتوں کے احاطہ میں بیت الخلاء کی تعمیر

*1356- **چودھری غلام احمد خان**: کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

صوبہ کی ڈسٹرکٹ / سب ڈویژنل عدالتوں کے کتنے ایسے احاطہ جات ہیں۔جن میں عوامی سہولت کے لئے بیت الخلاء تعمیر نہیں کئے گئے۔نیز کیا حکومت ایسی عدالتوں کے احاطہ جات میں بیت الخلاء تعمیر کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے۔اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)،

صوبہ پنجاب کی 34 ضلعی عدالتوں میں سے ۲۸ مقامات پر عوامی سہولت کے لئے بیت الخلاء موجود ہیں۔ اسی طرح صوبہ کی ۱۰۷ سب ڈویژنل عدالتوں میں سے ۶۶ مقامات پر یہ سہولت موجود ہے۔ البتہ 6 ضلعی عدالتوں اور 41 سب ڈویژنل عدالتوں میں عوام کے لئے بیت الخلاء کی سہولت موجود نہ ہے ۔جن مقامات پر یہ سہولت موجود نہ ہے۔ وہاں پر بتدریج بیت الخلاء تعمیر کرنے کے لئے منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔متعلقہ ڈپٹی کمشنروں سے تجاویز طلب کر لی گئی ہیں اور رقوم حاصل ہونے پر تعمیر کا کام شروع کردیا جائے گا۔

جعلی الاٹمنٹ کی منسوخی

*1378- **سید محمد عارف حسین بخاری**: کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جناح آبادی روشن پور تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پلاٹ نمبر ۲۰ ۲۲ ۲۴ ۲۸ ۲۹ اور ۳۰ کس کس کو الاٹ کئے گئے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پلاٹ نمبر ۲۸ ۲۹ اور ۳۰ کے الاٹی پہلے ہی بذریعہ رجسٹر حقدار ان زمین (مسل میادی) محال چڑ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کھیوٹ نمبر ۵۵ اور کھتونی نمبر ۶۳ پہلے ہی ان

پلاٹوں کے مالک ہیں جب کہ پلاٹ نمبر ۲۰ کا الاٹی کھیوٹ نمبر ۶۲ کھتونی نمبر ۷۰ اور پلاٹ نمبر ۲۲ پلاٹ نمبر ۲۴ کے الاٹی کھیوٹ نمبر ۵۴ کھتونی نمبر ۶۲ کے تحت پہلے ہی زمین کے مالک ہیں اس طرح موجودہ الاٹمنٹ جعلسازی ہے۔

(ج) کیا جناح آبادی ایکٹ ۱۹۸۶ء کے قواعد کے تحت کسی بھی ایسے شخص کو پلاٹ الاٹ نہیں کیا جا سکتا جو پہلے ہی پاکستان میں زمین کا مالک ہو۔

(د) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جعلی الاٹمنٹ کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان):

(الف) ریکارڈ جناح آبادی روشن پور تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے مطابق پلاٹ نمبر ۲۰ محمد خان ولد صاحب دین پلاٹ نمبر ۲۲ اللہ بخش ولد جلال دین پلاٹ نمبر ۲۴ منور خان ولد گلزار پلاٹ نمبر ۲۸ محمد عنایت ولد محمد رمضان پلاٹ نمبر ۲۹ محمد بشیر ولد محمد رمضان پلاٹ نمبر ۳۰ مسمات صالح بی بی بیوہ محمد رمضان کو الاٹ کئے گئے۔

(ب) بمطابق ریکارڈ پلاٹ نمبر ۲۸-۲۹ اور ۳۰ کے الاٹی ایک ایک مرلہ زمین کے مالک ہیں جبکہ پلاٹ نمبر 22 کا الاٹی 4 مرلے زمین کا مالک ہے اور پلاٹ نمبر 20 کا الاٹی 15 کنال 4 مرلے اراضی کا مالک ہے پلاٹ نمبر 24 کا الاٹی غیر مالک ہے۔ یہ الاٹمنٹ جعلسازی نہ ہے کیونکہ چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی جناب ملک اعجاز احمد صاحب ممبر قومی اسمبلی کی سفارش پر قواعد کے مطابق الاٹمنٹ ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے جو مستحق قرار پائے گئے ان کے پاس موضع چنڑ میں رہائشی مکان ہیں اور نہ ہی اس قدر رقبہ ہے کہ جس پر مکان بنایا جا سکے۔

(د) صرف پلاٹ نمبر ۲۰ کا الاٹی محمد خان ولد صاحب دین جو کہ ۱۵ کنال ۴ مرلے کا مالک ہے اس کی الاٹمنٹ کی منسوخی کی کارروائی کی جا رہی ہے دیگر الاٹیوں کی الاٹمنٹ بروئے قواعد درست پائی گئی ہے۔

بیت المال فنڈ سے مالی امداد کی تفصیلات

*1383۔ **جناب امان اللہ خان بابر:** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے پاکستان بیت المال فنڈ سے ضلع نارووال تحصیل شکر گڑھ کے سیلاب سے متاثرین کو مالی امداد کے طور پر ایک کروڑ روپے دیے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پٹواریوں نے متاثرہ افراد اور کسانوں کے مالی نقصان کی لسٹیں بھی تیار کی تھیں۔

(ج) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ تحصیل کے جن لوگوں کو حکومت نے سیلاب فنڈ سے مالی امداد کے چیک دیے ہیں ان کے نام ،عہ پتے بتائے جائیں اور جن لوگوں کا سیلاب میں مالی نقصان یا فصلیں تباہ ہوئی تھیں۔ لیکن ان کو ابھی تک کوئی معاوضہ نہیں ملا۔ کیا حکومت ان لوگوں کی بھی بیت المال سے معاونت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) حکومت پنجاب نے بیت المال فنڈ سے کوئی رقم تحصیل شکر گڑھ (ضلع نارووال) کے لئے مختص نہ کی ہے۔ البتہ وفاقی حکومت نے زکوۃ فنڈ میں سے ۱۵۰ لاکھ روپے متاثرین سیلاب ضلع نارووال کی امداد کی بابت جاری کیا تھا۔ اس کے علاوہ ۲ لاکھ روپے ریلیف کمشنر صاحب کے فنڈ سے بھی جاری ہوا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ متاثرین سیلاب کے نقصانات کی فہرستیں عملہ فیلڈ (محکمہ مال) نے تیار کیں۔

(ج) تحصیل شکر گڑھ کے 437 افراد جن کے مکانات کو دوران سیلاب نقصان پہنچا تھا کو امداد کے طور پر مبلغ -/13,65,000 روپے کی رقم بذریعہ چیک ہائے اسسٹنٹ کمشنر شکرگڑھ نے ادا کر دی ہے۔ اس کے علاوہ جو لوگ دوران سیلاب پانی میں ڈوب کر ہلاک ہونے کے وارثان کو مبلغ -/2,25,000 روپے کی رقم بذریعہ چیک تقسیم کی گئی تفصلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

سیلاب کی وجہ سے فصلوں کو جزوی نقصان ہوا ہے اس کی لسٹ تیار کی جا رہی ہے جن علاقوں میں نقصان ۵۰ فی صد یا زائد ہو گا اس علاقے کو آفت زدہ قرار دے دیا جائے گا اور کسانوں کو معافی مالیہ، آبیانہ و دیگر قرضوں کی اقساط مؤخر کر دی جائیں گی۔

انتقال اراضی کے انتظامات

*1416- میاں غلام فرید چشتی، کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موروثی مزارعین موضع ہربنس پورہ لاہور کو مقررہ رقم خزانہ سرکار میں داخل کروانے کے بعد اسناد عطائگی ملکیت جاری کی جا چکی ہیں۔ جس میں سرٹیفکیٹ نمبر ۲۷۳ اور ۲۷۴ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۸۹ء کو دفتر تحصیلدار سے بنام حلقہ پٹواری برائے انتقال اراضی درج کرنے کے جاری ہوئے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متعلقہ شخص 1989ء سے آج تک انتقال اراضی کے سلسلے میں تمام با اختیار افسران محکمہ مال سے تحریری طور پر جن میں ڈی۔سی لاہور کے ہاں حوالہ نمبر ۲۲۵۸ مورخہ 6 نومبر 1991ء برائے اے۔ڈی۔سی۔جی کینٹ نمبر ۱۱۳۷ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۹۲ء اور ۲۹۹۴ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء (ڈائری نمبر ڈی سی آفس لاہور) کے علاوہ ان گنت درخواستیں شامل ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ افسران مال کے علاوہ علاقہ پٹواری نے آج تک انتقال اراضی میں بلا وجہ کوتاہی سے کام لیا ہے حلقہ پٹواری پانچ سال سے ریکارڈ کو آگ لگنے کی وجہ بتاتا ہے۔ جو کہ بلا جواز ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت یہ وضع کرے کہ یہ انتقال اراضی کتنے عرصہ میں درج ہو گا؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان):

(الف) درست ہے۔ روبکار بغرض اندراج و تصدیق انتقال بنام موروثی مزارعان زیر دفعہ ۶ ایکٹ ۱۸۸۷ء جاری ہو چکی ہیں۔

(ب) غلط ہے۔ جن اشخاص کے نام روبکار جاری ہوئی تھیں اور ان کے مطابق انتقالات درج ہو کر تصدیق ہو چکے ہیں۔ حسب چٹھی نمبر ۲۷۵۸ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۹۱ء کی بابت گزارش ہے کہ یہ انتقالات بھی بحق موروثی مزارعان درج ہو کر تصدیق ہو چکے ہیں۔

(ج) غلط ہے۔ جہاں تک پٹوارخانہ میں ریکارڈ جلنے کا تعلق ہے تو یہ معاملہ زیر انکوائری ہے۔

(د) اگر کوئی انتقال ہونا بقایا ہے تو اس کی نشاندہی کی جائے فوراً تعمیل ہو گی۔

زیر التواء درخواستوں کی دوبارہ سکروٹنی

*1417- جناب لالہ مہر لال بھیل، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1978ء میں چولستان اراضی کی الاٹمنٹ کے لئے اقلیتی خاندانوں کی کل 965 درخواستیں دی گئی تھیں۔ اگر ایسا ہے تو ان میں سے سکروٹنی کمیٹیوں نے کتنی درخواستیں پاس کیں اور کتنی درخواستیں بغیر سکروٹنی کے خارج کر دیں اور خارج کرنے کی کیا وجوہات تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اقلیتی خاندانوں نے ہائی کورٹ بہاولپور رٹ میں پٹیشن نمبر ۵۲/۸۶ دائر کی جس پر حکم ہوا کہ اقلیت کی درخواستیں دوبارہ سماعت کی جائیں جس پر دوبارہ سکروٹنی ہوئی جس میں ۷۶ عدد خاندان کی درخواستیں پاس کی گئیں۔ بقایا درخواستیں عذر داری میں زیر التواء رکھی گئیں۔ جن کی ابھی تک سکروٹنی نہ ہوئی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عذر داری میں زیر التواء درخواستوں کی سکروٹنی دوبارہ کرنے کے لئے تیار ہے اور منظور شدہ درخواستوں کی الاٹمنٹ کب تک کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ۱۹۷۸ء میں چولستان کی الاٹمنٹ کے لئے اقلیتی خاندانوں کی ۹۶۵ درخواستیں دی گئی تھیں۔ جن میں سے سکروٹنی کمیٹی نے ۲۸۶ افراد کو الاٹمنٹ کا حقدار اقرار دیا۔ مگر بغیر سکروٹنی کے کوئی درخواست خارج نہیں کی گئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ اقلیتی خاندانوں نے ہائی کورٹ بہاولپور میں رٹ پٹیشن ۸۶-۵۲ دائر کی۔ بمطابق حکم عدالت عالیہ درخواستوں کی دوبارہ سماعت کی گئی۔ جس پر صرف ۷۶ خاندانوں کو الاٹمنٹ کا حق دار قرار دیا گیا مگر یہ کہنا درست نہ ہے کہ بقایا درخواستیں التواء میں رکھی گئیں ہیں۔ حالانکہ سکروٹنی کمیٹی نے تمام درخواستوں کی چھان بین کر دی تھی۔ اب کوئی درخواست التواء میں موجود نہ ہے۔

(ج) جواب ضمن "ب" التواء کے پیش نظر استراد شدہ درخواست ہائے کی دوبارہ چھان بین کی ضرورت نہ ہے۔ البتہ ۷۶ مستحق اقلیتی افراد کی الاٹمنٹ کا کام باقی ہے۔ چونکہ اس وقت چولستان میں بوجہ عدم دستیابی نہری پانی الاٹمنٹ کا کام بند ہے اس لئے ان پر الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے اب الاٹمنٹ کی سکیم حکومت کے زیر غور ہے جونہی کوئی حتمی فیصلہ ہوا۔ ان مستحق ۷۶ افراد کو

قواعد و ضوابط کے مطابق رقبہ الاٹ کردیا جائے گا۔

دیہاتوں میں چوکیدارہ نظام کی بحالی

*1430- چودھری غلام احمد خان: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا دیہی علاقوں میں پیدائش اور اموات کے اندراج ہو رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دیہی علاقوں میں اندراج بذریعہ چوکیدار ہوا کرتے تھے۔ لیکن اب چوکیدار نہ ہونے کی وجہ سے تمام کام بند پڑا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت دیہی علاقوں میں دوبارہ چوکیدارہ نظام رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان):

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ درست نہ ہے دیہی علاقوں میں پیدائش اور اموات کے اندراج کا کام بند ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ اکثر علاقہ جات میں چوکیدار مقرر ہیں۔ جن کے ذریعے پیدائش اور اموات کے اندراج ہو رہے ہیں۔ تاہم جن دیہات میں چوکیدار نہ ہیں وہاں پیدائش اور اموات کا اندراج یونین کونسلیں دیہی کارکنوں کی نگرانی میں باقاعدگی سے کر رہی ہیں۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ اندراج پیدائش و اموات باقاعدگی سے بذریعہ چوکیدار دیہی یونین کونسل ہو رہے ہیں۔ اور چوکیدارہ نظام بدستور قائم ہے۔

رجسٹری کے لئے اشٹام کی سہولت کے اقدامات

*1437- چودھری احمد یار گوندل: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیڑھ سال قبل ضلع منڈی بہاؤ الدین میں منڈی بہاؤ الدین اور ملکوال کو تحصیل کا درجہ دیا گیا تھا لیکن ابھی تک وہاں اراضی کی فروخت وغیرہ کی رجسٹریشن کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وہاں پر ایسا بندوبست کرنے کو تیار ہے

کہ لوگوں کو رجسٹری کے لئے کاغذات (اشتام) تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر ہی مل جائیں۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ یکم جولائی ۱۹۹۳ء سے منڈی بہاؤالدین اور ملکوال کو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا ہے رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت وہاں املاک کی فروخت کی رجسٹریشن کا کام بدستور جاری ہے۔

(ب) منڈی بہاؤالدین اور ملکوال میں ایک ہزار روپے کی مالیت تک کے اشتام فروش فروخت کرتے ہیں۔ منڈی بہاؤالدین اور ملکوال میں تمام مالیت کے اشتام مہیا کرنے کے سلسلہ میں دفتر خزانہ کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے کوشش کی جارہی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق کی عطائیگی

519- حاجی محمد اقبال گھرکی، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں کتنی کچی آبادیاں ہیں ان کے نام اور محل وقوع بتائے جائیں۔

(ب) کتنی کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت دیے گئے ہیں اور فی آبادی کتنے لوگ مستفید ہو چکے ہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) پنجاب میں کل ۱۰۸۲ شہری کچی آبادیاں ہیں۔ ان کے نام اور محل وقوع کے بارے میں فہرست (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اور دیہی کچی آبادیوں کی تعداد ۸۹۷۸ ہے ان کچی آبادیوں کے نام اور محل وقوع بتانے کے لئے بہت وقت درکار ہے لیکن کسی خاص کچی آبادی کے مکینوں کے کوائف مطلوب ہوں تو مہیا کئے جاسکتے ہیں۔

(ب) ۱۰۸۲ شہری کچی آبادیوں میں گھرانوں کی تعداد ۲۷۵۵۰۰ ہے جس میں سے ۶۳۲ کچی آبادیاں جن کے گھرانوں کی تعداد ۱۶۶۸۹۰ ہے۔ ان کے رقبہ جات ترقیاتی اداروں و لوکل کونسلوں کو بغرض عطائے حقوق ملکیت منتقل ہو چکے ہیں۔ ان ۶۳۲ کچی آبادیوں کے گھرانوں میں سے اب تک ۳۱۱۹۷ گھرانوں کو حقوق ملکیت مل چکے ہیں۔ اور یہ کام ابھی جاری ہے جبکہ باقی

گھرانوں کو بھی سندات استحقاق ملکیت تقسیم ہو چکی ہیں اور جہاں تک دیہی کچی آبادیوں کا تعلق ہے۔ ان کی تعداد صوبہ بھر میں ۸۹۷۸ ہے ۔ جن میں سے ۲۶۲۹۰۵ مستحق افراد کو حقوق ملکیت دیے جا چکے ہیں اور یہ کام ابھی جاری ہے ۔

ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی

524- جناب محمود حیات خان: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

حکومت کا میرے حلقہ پی۔پی 192 تحصیل میلسی میں کتنا رقبہ ہے اور اس رقبہ پر کون لوگ جائز یا ناجائز قابض ہیں۔نیز ناجائز قابضین کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہیں کی گئی؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان) :

حلقہ پی پی ۱۹۲ تحصیل میلسی ضلع وہاڑی میں کوئی رقبہ ملکیتی حکومت پنجاب نہ ہے اور نہ ہی بقایا سرکار ہے اس لئے ناجائز قابض ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

معزز رکن کے علم میں اگر کوئی ایسا کیس یا واقعہ ہو تو اس کی نشاندہی فرمائیں تاکہ حکومت پنجاب ایسے واقعات اور حالات کے مطابق قانون کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کا تدارک کر سکے۔

وردی / واشنگ الاؤنس کی عطائیگی

526- جناب محمود اختر گھمن:۔ کیا وزیر مال اسمبلی سوال نمبر۱۱ جس کا جواب مورخہ۱۲ مارچ۱۹۹۱ء کو ایوان میں دیا گیا تھا کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں درجہ چہارم کے ملازمین کو وردی یا واشنگ الاؤنس دیا جا رہا ہے لیکن ضلع وہاڑی کے تحصیل آفس کے ملازمین کو متذکرہ الاؤنس مورخہ یکم جون 1988ء سے نہیں دیا جا رہا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ضلع وہاڑی کے درجہ چہارم کے تحصیل آفس کے ملازمین کو وردی یا واشنگ الاؤنس کی ادائیگی کب تک شروع ہو جائے گی؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان) :

(الف) یہ درست ہے کہ صوبے پنجاب میں ماسوائے تحصیل آفس میں کام کرنے والے ملازمین کو

وردی / واشنگ الاؤنس دیا جا رہا ہے ۔یہ بھی درست ہے کہ تحصیل آفس وہاڑی کے ملازمین کو مندرجہ الاؤنس یکم جون۱۹۸۸ء سے نہیں دیا جا رہا کیونکہ قانون کے مطابق کسی بھی تحصیل آفس کے درجہ چہارم کے ملازمین کو وردی مہیا نہیں کی جاتی لہذا یہ مندرجہ الاؤنس لینے کے حق دار نہ ہیں۔

(ب) تحصیل آفس وہاڑی کے درجہ چہارم کے ملازمین غلطی سے وردی / واشنگ الاؤنس نومبر ۱۹۸۲ء سے جون ۱۹۸۸ء تک حاصل کرتے رہے ۔ حالانکہ قانون کے مطابق وہ اس رعائت کے مستحق نہ تھے۔بہر حال حکومت نے فیصلہ کیا کہ ادا شدہ رقم ان سے واپس وصول نہ کی جائے کیونکہ وہ کم آمدنی والے اہل کار تھے لیکن جون ۱۹۸۸ء کے بعد مندرجہ الاؤنس دینا بند کر دیا گیا۔چونکہ قانون کے مطابق تحصیل آفس میں کام کرنے والے درجہ چہارم کے ملازمین اس الاؤنس کے حقدار نہ ہیں۔ان کو یہ الاؤنس دینے کی تجویز حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

زرعی اراضی کی فروختگی

538۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے بذریعہ یو ایس(ا۔سی۔ ایم ایس)اے اے۔۶۱/۸۹/ ۲۲۴۶۹ مورخہ۲۶۔اگست ۱۹۸۹ء کے تحت ایک رکن اسمبلی کو سنیٹ لینڈ واقع چک نمبر۲۱۲ / آر بی فیصل آباد خسرہ نمبر۱۳۹۲ کے دو کنال ۹ مرلہ اراضی الاٹ کرنے کے لئے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو حکم جاری کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ اراضی کی فروخت کے لئے نہ تو کسی اخبار میں اشتہار دیا گیا اور نہ ہی ٹینڈر طلب کئے گئے اور نہ ہی قواعد و ضوابط کے تحت بورڈ آف ریونیو کی جانب سے مقرر کردہ پرائس کمیٹی سے قیمت کا تعین کروایا گیا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ بالا اراضی متذکرہ شخص کو کیوں الاٹ کی جارہی ہے اور اس میں کونسا عوامی مفاد پوشیدہ ہے؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) نہیں۔ دونوں چٹھی ہائے کے تحت درخواست مذکورہ برائے فروخت اراضی پر مقامی افسران سے رپورٹ طلب کی گئی تھی ۔ اور کمشنر فیصل آباد سے رپورٹ مطلوبہ کا انتظار ہے ۔

(ب) متذکرہ بالا اراضی ابھی فروخت نہیں کی گئی بلکہ اس بارے میں ڈپٹی کمشنر و کمشنر فیصل آباد سے رپورٹ طلب کی گئی تھی۔ ڈپٹی کمشنر فیصل آباد نے بذریعہ چٹھی نمبری 153-B/CA/CCI/472 مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۹۱ء مذکورہ بالا رپورٹ کمشنر فیصل آباد کو ارسال کر دی تھی جو کہ ابھی تک بورڈ آف ریونیو میں موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) متذکرہ بالا جواب کے پیش نظر اس جزو کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

سرکاری رہائش گاہوں پر نرسریوں سے آمدن کی تفصیلات

539۔ رانا محمد فاروق سعید خان: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کی سرکاری رہائش گاہ کے لئے مختص کردہ اراضی پر سو سے زائد پودوں / پھلوں کی نرسریاں قائم ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ نرسریوں کے مالکان سے ڈپٹی کمشنر اور اس کا عملہ ماہانہ پانچ ہزار روپے سے آٹھ ہزار روپے کرایہ وصول کر رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کرایہ سرکاری خزانہ میں جمع نہیں ہو رہا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ رقم کے غبن و بُرد اور بلا اجازت سرکاری اراضی کو پرائیویٹ طور پر استعمال میں لانے کی تحقیقات کرا کر ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرے گی اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان):

(الف) ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کے مطابق ان کی سرکاری رہائش گاہ میں آرائشی و زیبائشی پودے اور ان کے ارد گرد پھول پھلواڑی لگا رکھی ہے۔

(ب) اس کے متعلق ڈپٹی کمشنر فیصل آباد نے انکار کیا ہے۔

(ج،د) سرکاری بنگلوں کے ساتھ ملحقہ زرعی اراضی نہیں بلکہ وہ پرانے بنگلوں کے وسیع و عریض لان ہیں جن کی زیبائش اور خوبصورتی کے لئے پھول اور زیبائشی پودے لگانے گئے ہیں جن کے بارے میں چٹھی نمبری (CSP) SC-22/36/57 مورخہ ۵۸-۵-۷ کا حوالہ دیتے ہوئے اطلاعاً عرض ہے کہ ان اراضیات جو کہ رہائشی مکانات کے ساتھ وابستہ ہیں اس کے انتظام وغیرہ کے لئے کوئی سرکاری ملازم کام نہ کر رہا ہے اگر ایسا ہوتا تو اس کی تنخواہ متعلقہ افسر کو دینا پڑتی لہٰذا

جملہ بنکہ جات میں لگی ہوئی پھلواڑیوں میں پرائیویٹ / نجی ملازم (مالی) کام کرتا ہے اور اس طرح سے حکومت کو کسی قسم کا کوئی خرچہ برداشت نہ کرنا پڑتا ہے لہذا افسر متعلقہ کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔

وردی / واشنگ الاؤنس کی عطائیگی

590- میاں محمد ثاقب خورشید: کیا وزیر مال ازراہ کرم سوالات نمبر ۱۱ اور ۵۱۳ کے جوابات کے حوالے سے بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دفتر ڈپٹی کمشنر وہاڑی میں درجہ چہارم کے ملازمین جو تحصیل آفس میں کام کرتے ہیں انہیں کسی غلط فہمی کی بناء پر وردی اور واشنگ الاؤنس نہ دیا جارہا ہے انہیں وردی الاؤنس دینے کے لئے ضروری کارروائی کی جارہی ہے اور بورڈ آف ریونیو نے بذریعہ چٹھی نمبری ۱۱(ایم) ایم۔ ۲۱۵ / ۹۱-۲۰۷۷ مورخہ ۸-۱ اگست ۱۹۹۱ء کے ذریعہ سیکرٹری فنانس حکومت پنجاب لاہور کو متذکرہ بالا الاؤنسز دیے جانے کی سفارش کی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بعد ازاں سوال نمبر ۵۱۳ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۹۴ء کے جواب میں کہا گیا ہے کہ متذکرہ تحصیل آفس کے ملازمین درجہ چہارم وردی اور واشنگ الاؤنس کے حقدار نہ ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بالا الاؤنسز صرف وہاڑی ضلع کے ملازمین درجہ چہارم ہی کے روکے گئے ہیں جب کہ صوبہ کے باقی ماندہ درجہ چہارم کے ملازمین ان الاؤنسز سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(د) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سوال نمبر ۱۱ اور سوال نمبر ۵۱۳ کے جوابات میں تضاد کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا حکومت صوبے کے باقی ملازمین درجہ چہارم کی طرح تحصیل آفس وہاڑی کے ملازمین کو بھی مروجہ الاؤنس دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال(نوابزادہ منصور احمد خان)۔

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل آفس وہاڑی کے درجہ چہارم کے ملازمین کے استحقاق پر غور کیا گیا۔ لیکن ان کو قانون کے مطابق وردی / واشنگ الاؤنس لینے کے کا مستحق نہ پایا گیا۔ بہرحال جو رقم غلطی سے ان کو دی گئی واپس نہ لی گئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے مروجہ قانون کے مطابق تمام تحصیل دفتروں کے درجہ چہارم کے ملازمین وردی / واشنگ الاؤنس حاصل کرنے کے مستحق نہ ہیں۔

(د) جوابات برضمن سوال نمبر ۱۱ اور سوال نمبر ۵۱۳ میں کوئی تضاد نہ ہے۔ کیونکہ بوقت سوال نمبر ۱۱ ملازمین متعلقہ کا استحقاق زیر غور تھا۔ اور بوقت سوال نمبر ۵۱۳ ان ملازمین کو مروجہ قانون کی نظر میں مستحق نہ پایا گیا۔ چونکہ مروجہ قانون کی نظر میں یہ ملازمین دوسری تحصیلوں کے درجہ چہارم کے ملازمین کی طرح لینے کے مستحق نہ ہیں لہذا ان ملازمین کو یہ الاؤنس نہ دیا جا سکتا ہے۔

گوجر خان پٹوار سکول کے لڑکوں کے نتیجوں میں تاخیر

631۔ چودھری وقار علی خان: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال ۱۹۹۳ء میں گوجر خان پٹوار سکول میں کتنے لڑکوں نے امتحان دیا۔ ان میں سے کتنے لڑکوں کی سندیں جعلی نکلیں اور ایک سال گزر جانے کے باوجود نتیجہ کیوں نہیں نکالا گیا۔ اس تاخیر کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (نوابزادہ منصور احمد خان)۔

1۔ کل ۴۸۸ طلباء پٹوار سکول میں داخل ہوئے تھے جن کا ۱۹۹۳ء میں امتحان ہوا۔ ان کے علاوہ کمپارٹمنٹ کے سابق طلباء بھی امتحان میں شریک ہوئے جن کی تعداد ۲۰ ہے۔

2۔ ۴۸۸ طلباء میں سے ۲۱ طلباء کی اسناد جعلی پائی گئیں جبکہ ۲۲ طلباء کی اسناد "Tampered" پائی گئیں تھیں۔ یعنی حاصل کردہ نمبران تبدیل پائے گئے۔ نیز ۲۲ طلباء کی اسناد کی تصدیق رپورٹ ابھی تک مختلف سیکنڈری بورڈز سے نہیں ہو سکی اس مقصد کے لئے ایک خصوصی افسر خود بورڈز میں جا کر تصدیق کر رہے ہیں۔ اور کراچی، حیدر آباد، پشاور سے بھی تصدیق بقایا ہے جن کو تحریر کیا گیا ہے۔ رپورٹ کا انتظار ہے۔

3۔ نتیجہ امتحان میں تاخیر اس بناء پر ہوئی کہ جعلی اور "Tampered" اسناد کے بارے میں شکایات موصول ہونا شروع ہو گئیں جس پر محکمانہ انکوائری شروع کی گئی۔ اینٹی کرپشن میں بھی کارروائی شروع ہوئی۔ اور سکول کا اصل ریکارڈ محکمہ اینٹی کرپشن نے سال ۱۹۹۳ء میں امتحان پٹوار سکول سے قبل ہی قبضہ میں لے لیا۔ اصل ریکارڈ بغرض انکوائری تاحال ان کی تحویل میں

ہے اس ریکارڈ کی فوٹو کاپی حاصل کر کے محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

4۔ ڈائر کٹر کاغذات زمین' پنجاب نے پشاور سکول کے نتیجہ کا اعلان ۱۳ نومبر ۱۹۹۴ء کو کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

اب چھٹی کی درخواستیں پڑھ لینے دیں۔ اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرلیں۔ پہلے چھٹی کی درخواستیں لے لیں۔ یہ بڑی اہم ہوتی ہیں۔ یہ آپ کا بحث وغیرہ ختم ہو جائے گا اگر نہ منظور ہوئیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر ، اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔ سیکرٹری اسمبلی۔

غلام شبیر جوئیہ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام شبیر جوئیہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں طبیعت کی خرابی کی وجہ سے 22۔ دسمبر 1994ء کو اور 8 تا 10 جنوری 1995ء کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ لہذا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد اکبر شاہ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد اکبر شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ایک ضروری کام کی وجہ سے 7 اور 8 دسمبر 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ لہذا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں عطاء محمد مانیکا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں عطاء محمد مانیکا رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ذاتی مصروفیات کی وجہ سے 22- دسمبر 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد منیر ازہر

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد منیر ازہر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"آج مورخہ 8 جنوری 1995ء ایک ضروری کام کے لیے ساہیوال جا رہا ہوں۔ لہٰذا ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ ایس۔اے حمید صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

جناب ایس اے حمید ، جی جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میں ایک نہایت ہی اہم مفاد عامہ کے مسئلے کے بارے میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ کل سے مال روڈ پر ٹریفک یک طرفہ کر دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے جتنی بھی ٹریفک مال روڈ سے گزرنی ہوتی ہے وہ تمام سڑکوں سے گزر رہی ہے اور تین

تین چار چار گھنٹے کے بعد ہم یہاں چیئرنگ کراس پر پہنچتے ہیں۔

جناب سپیکر! آئی۔جی صاحب یا ٹریفک ایس ایس پی صاحب نے اس کے بارے میں نہ کوئی پلاننگ کی ہے ' نہ اخبارات میں اس کے بارے میں کوئی اطلاع دی ہے ' نہ ریڈیو پر دی ہے اور نہ ہی اپنا متبادل کوئی پروگرام دیا ہے۔ پروگرام بھی کوئی نہیں دیا اور راتوں رات ان کے ذہن میں ایک بات آئی۔ یہ پولیس کے جتنے قابل لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں' ان میں سے کسی کو نہیں پتا کہ اگر ہم نے ٹریفک پاس کرنی ہے تو اس کے لیے متبادل راستہ کون سا چاہیے؟ میکلوڈ روڈ پورا ٹوٹا پڑا ہے۔ اس کی سامنے کی سائیڈز جو ہیں وہ تمام علاقے اتنے congested ہیں کہ وہاں سے ٹریفک کے گزرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آج میں خود جب یہاں اسمبلی میں پہنچا ہوں تو پونے دو گھنٹے میں بھاٹی کے علاقے سے یہاں پر پہنچا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ بغیر کسی پروگرام کے ' بغیر کسی پلاننگ کے ' بغیر لوگوں کو اعتماد میں لیے اور ان کو متبادل راستے دیے ' یہ جو ٹریفک انہوں نے یک طرفہ کی ہے اس کا کیا جواز ہے؟ وزیر قانون صاحب فرمائیں یا وزیر داخلہ بتائیں کہ کس طور پر یہ لوگوں کو پریشان کر رہے ہیں اور کل سے پورے شہر میں یہ حشر ہے کہ ٹریفک پھنسی ہوئی ہے۔ لوگ تین تین گھنٹوں کے بعد یا چار چار گھنٹوں کے بعد بھی اپنے گھروں کو نہیں پہنچ پا رہے۔

جناب سپیکر! میں نے اس معاملے میں ایک تحریک دی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تحریک استحقاق ہے ؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! تحریک التواء ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تحریک التوائے کار ہے ۔ تو پھر اس کا وقت آنے دیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر ! میں یہی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ' میں تو پوائنٹ آف آرڈر کو بھی admit کر رہا تھا۔ اگر آپ کی تحریک التوائے کار ہے تو پھر وہاں لے لیں گے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر ہی کر دیں۔ مقصد تو ایک ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو پوائنٹ آف آرڈر پر لاء منسٹر صاحب اس بارے میں کچھ فرمائیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! یہ چونکہ پوائنٹ آف آرڈر ہے تو پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے ہی میں آپ کے حکم سے جواب عرض کرتا ہوں۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ ٹریفک کی صورت حال مال روڈ کے اوپر خاصی خراب تھی اور متعلقہ محکموں نے پبلک کی سہولت میں یہ ایک قدم اٹھایا ہے۔ اس میں کسی کو اعتماد میں لینے کی ضرورت اس لیے نہیں تھی کہ یہ administrative decisions جو ہوتے ہیں اس کے لیے پہلے public level پر اعتماد میں لینے کا کوئی ایسا ضابطہ موجود نہیں ہے کہ پہلے پبلک کو اعتماد میں لیا جائے کہ ہمیں یہ کرنا ہے یا نہیں کرنا اور اس کے بعد کوئی انتظامی آرڈر جاری کیا جائے۔ یہ انتظامیہ کا کام ہے کہ انتظامیہ اس قسم کے اقدامات پبلک کے مفاد میں اٹھائے چونکہ آئے روز سیکرٹریٹ، مال روڈ اور جی او آر کے درمیان کی جو صورت حال ہے ، ٹریفک ہر وقت تقریباً بلاک رہتی تھی۔ تو آدھی ٹریفک divert کرنے کے لیے یہ ایک انتظامی experience انہوں نے کیا ہے اور پہلے دو یا چار دن جو ہوتے ہیں ان میں چونکہ پبلک کو معلوم نہیں ہوتا کہ ٹریفک کا روٹ تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس لیے پہلے دو چار دنوں میں یقیناً پبلک کو پریشانی ہو گی لیکن ہفتہ دس دن کے بعد جب یہ صورت حال پبلک کے نوٹس میں آئے گی کہ one-way ہو چکی ہے اور وہ one-way کے لحاظ سے اپنے روٹس adopt کر لیں گے اور کسی دوسری متبادل سڑک پر چلے جائیں گے۔ اس صورت میں یہ جو blockage ہے یہ دس بارہ دنوں تک public awareness ہونے کے بعد یقیناً ختم ہو جائے گا اور اتنے روز کے بعد بھی عوام کے لیے یہ سہولت کا باعث بننے کی بجائے اگر رکاوٹ کا باعث ہو گا تو انتظامی حکم کے ذریعے اس فیصلے کو واپس لیا جا سکتا ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ اب میرے خیال میں ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ، پوائنٹ آف آرڈر پر سید عارف حسین شاہ صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، جناب سپیکر! میں نہایت دل سوزی سے ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ کردار ہی انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے۔ مگر ایم پی اے ہاسٹل کے سکینڈل نے ہم سب کے عزت و وقار کو سوالیہ نشان بنا دیا ہے۔ یہ اس مقدس ایوان کے فاضل اراکین کے وقار کا مسئلہ ہے۔ براہ کرم آپ اس کو اپنی ہاتھوں سے لیں۔ کوئی مصلحت آڑے نہ آنے

دیں۔ روایت سے ' درایت سے ' چھان پھٹک سے ' جو جو بھی سکرین پر آتا ہے ' آپ اسے بے نقاب کریں تا کہ عوام یہ جان سکیں کہ کون کس طرح حق نمائندگی ادا کر رہا ہے؟

تے رفیق تے شہر یار آئے ہیں
چمن میں دشمن فصل بہار آئے ہیں
سوال کرتی ہے مجھ سے حیات ویرانی
یہ کون لوگ شرافت شکار آئے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر ، جو بات اقبال خاکوانی صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کی تھی۔ یہ اسی کے بارے میں ہے؟

سید محمد عارف حسین بخاری ، جی ' اسی بارے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں۔ تو اس بارے میں سپیکر صاحب نے بڑا نوٹس لیا ہے۔ خصوصی طور پر ہاؤس کمیٹی کو کہا ہے۔ انہوں نے اپنا اجلاس بلایا ہے۔ اس پر وہ پوری طرح سے چھان بین کر رہے ہیں اور اس مسئلے کو ختم کرنے کے لیے ' ٹھیک کرنے کے لیے دل و جان سے کوشش ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ بات ٹھیک ہو جائے گی۔ مہربانی۔

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! چونکہ ابھی ہم اس وقت تحریک استحقاق کے لمحات میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں جناب کی خدمت میں عرض کروں گا اور اپنے ان دوستوں کی خدمت میں بھی جن کی دو تین تحریک استحقاق آئی ہوئی ہیں کہ ضابطہ ۲۰۲ کے تحت تمام دوسرے ضابطوں کو معطل کرتے ہوئے میری ایک تحریک استحقاق جو کہ اس معزز ایوان کے لیڈر آف دی اپوزیشن کے متعلق ہے اس کو لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نمبر کیا ہے؟

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! نمبر مجھے پتا نہیں ہے۔ میں نے سپیکر چیمبر میں داخل کی ہوئی ہے۔ تو اس لیے یہ ایک نہایت اہم مسئلہ اس لحاظ سے ہے ۔ میں اس لیے نہیں کہہ رہا کہ for the sake of opposition کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر ! پارلیمانی نظام میں لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کا وہ مقام ہے

کہ یہ آج پارلیمانی سسٹم کو ختم کرنے کی جو مکروہ سازشیں ہو رہی ہیں اس سلسلے میں ' میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ آج ایک نہایت قابل افسوس بات ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی غیرموجودگی میں ' آج ہمارے کمانڈر کی غیرموجودگی میں یہ ہاؤس چل رہا ہے اور اس لیڈر آف دی اپوزیشن کو پنجاب گورنمنٹ نے جس انداز سے proclaimed offender قرار دیا ہے۔ میں آج سارا قانون ساتھ لایا ہوں۔ 1972ء کا Privileges Act ساتھ لایا ہوں اور میں جناب کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میری وہ تحریک استحقاق take up کی جائے اور اس پر بات کی جائے اور اس کا باقی فیصلہ ایوان میں ہو گا اور میں آپ کی خدمت میں بھی عرض کروں گا اور اپنے ان معزز دوستوں کی خدمت میں بھی عرض کروں گا جن کی اب تحاریک استحقاقات آئی ہیں ان کو pending کر کے میری تحریک استحقاق لی جائے۔ یہ بیورو کریسی نے مذاق بنایا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سید ظفر علی شاہ صاحب! آپ کی بات جائز ہے لیکن میں نے ابھی پتا کیا ہے ابھی اس میں آپ کی تحریک استحقاق نہیں ہے وہ سپیکر صاحب کے چیمبر میں ہے وہ ابھی under consideration ہے وہیں آئیں گے۔ میں شاید پندرہ منٹ اور چلتا لیکن ایوان کو نماز کے وقفے کے لئے آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کرتا ہوں اور اس کے بعد وہ آجائے گی اس کے بعد پھر اس پر بات کریں گے۔

سید ظفر علی شاہ ، شکریہ۔ باقی جو تحاریک استحقاقات ہیں ان کو اکٹھا کر لیا جائے۔

(ایوان کی کارروائی پانچ بجکر ایک منٹ پر آدھ گھنٹہ کے لیے وقفہ نماز کی وجہ سے ملتوی کی گئی)

(وقفہ نماز کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 46 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

چودھری محمود اختر گھمن ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمارے معزز رکن کے بھائی چودھری شفیق صاحب رحلت فرما گئے ہیں میری استدعا ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔۔۔

جناب سپیکر ، دوبارہ نام بتائیں تا کہ سب لوگ سن سکیں۔

چودھری محمود اختر گھمن ، جناب والا! ہمارے فاضل رکن جناب خالد اقبال رندھاوا صاحب جو کہ جہانیاں سے ایم پی اے ہیں ان کے بھائی چودھری شفیق صاحب رحلت فرما گئے ہیں میری استدعا ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر ، دعائے مغفرت کی جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، ہمارے معزز رکن کے والد بھی انتقال فرما گئے ہیں ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر ، دونوں حضرات کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

چودھری محمد اقبال ، میاں فاروق صاحب کے والد بھی انتقال فرما گئے ہیں ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ریاض حشمت جتوعہ ، جناب محترمہ پروین شاکر بھی ایک المناک حادثے میں انتقال فرما گئی ہیں ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر ، محترمہ پروین شاکر کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر ، تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ میاں معراج دین صاحب!

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس نشست سے پہلے جو نشست برخاست ہوئی ہے۔ جناب موبل صاحب چیئر پر تشریف فرما تھے اور میں اس وقت بھی پوائنٹ آف آرڈر پر تھا اور انہوں نے میرے پوائنٹ آف آرڈر کو تسلیم کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ جب دوبارہ کارروائی شروع ہوگی تو پھر آپ کی بات سے ہوگی۔ یہ مسئلہ میں جناب کے نوٹس میں بھی لانا چاہتا ہوں۔ میری ایک تحریک استحقاق ہے جناب کی خدمت میں درخواست ہے اور ان دوستوں کی خدمت میں بھی درخواست ہے جن کا نام ابھی آپ لینے والے تھے کہ ان کی تحاریک استحقاق کو مؤخر کر کے رول ۲۰۲ کے تحت میری تحریک استحقاق جو کہ قائد حزب اختلاف کے متعلق ہے جناب پرویز الٰہی صاحب کے بارے میں ہے اور جو معاملہ نہایت ہی اہم نوعیت کا ہے جس کا براہ راست تعلق آئین سے قانون سے ضابطے سے اور پارلیمان سے ہے---

جناب سپیکر ، آپ میری بات سنیں۔ کچھ اور دوستوں نے بھی اسی نفس مضمون کی تحاریک استحقاق دی ہیں۔ میں نے ابھی اپنے چیمبرز میں ان کی سرکولیشن admit کی ہے ، ابھی میرے پاس وہ چھپ

کرنہیں آئیں ' میں نے انہیں سرکولیٹ کروا دیا ہے اگر وہ آج سب کو نہیں ملتی تو اسے کل ٹیک اپ کر لیں گے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں جناب کا اس بات پر ممنون ہوں کہ آپ نے میری تحریک استحقاق کو اپنے چیمبرز میں kill نہیں کیا ہے اور اسے admit کر لیا ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ رول نمبر ۲۰۲ کے تحت اسے ٹیک اپ کیا جائے اور میری یہ بھی درخواست ہے کہ سر کولیشن تو ہوتی رہے گی پانچ منٹ کی بات ہے۔

جناب سپیکر ، لیکن ابھی وہ سر کولیٹ نہیں ہوئی---

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! وہ سرکولیٹ کر دی جائیں آپ اس کے لیے آرڈر دے دیں۔ جناب سپیکر بات یہ ہے کہ آج کے اجلاس کی یہ پہلی نشست ہے جو قائد حزب اختلاف کی غیر موجودگی میں ہو رہی ہے قائد حزب اختلاف کے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے۔ یہ ساری متعلقہ وہ باتیں ہیں جو کہ important ہیں۔ اگر یہ آج discuss نہیں ہوتیں' کل جاتی ہیں ' یہ وہ matter ہے جو کہ urgent matter ہے۔ اسی لیے جو privilege motion ہے رولز نے ایک گھنٹہ قبل بھی دینے کی اس میں اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر، میری بات سنیے۔ اگر مجھے اس پر بات کرنے کی اجازت نہ دینی ہوتی یا اس کو take up نہ کرنا ہوتا تو اس کو circulate نہ کیا جاتا۔ میں نے اس کو circulate کا آرڈر دیا ہے۔ اب ایسے کرتے ہیں کہ تحاریک استحقاق کو turn by turn شروع کر دیتے ہیں۔ اگر اسی لمحے وہ بیچ میں circulate ہو جاتی ہے تو باقی کام کو چھوڑ کر اس پر بات کرلیں گے۔

سید ظفر علی شاہ، جی ٹھیک ہے۔ جناب والا! اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ اس وقت تکنیکی طور پر کہ اس وقت تحریک استحقاق کا وقت ایک گھنٹہ تھا اب بات ختم ہو گئی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار آتی ہے۔ اس بات کا خیال رکھا جائے۔ جناب آج اتنی ہی تاکید ہے اور یہی میری استدعا ہے۔ بس پھر اس کو آپ جب مرضی لے لیں۔

جناب سپیکر، ایک منٹ ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جی۔ جناب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ رول ۲۰۲ ہاؤس کی consensus سے ہوتا ہے اور لیڈر آف اپوزیشن تو ویسے بھی مفرور ہیں privilege motion

کس بات کی جناب۔

جناب سپیکر، نہیں آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ مفرور ہیں جناب۔

جناب سپیکر، ۲۰۲ ہاؤس سے پوچھ کر ہی ہو گا۔ ہاؤس سے اجازت لے کر ہی کریں گے۔ آپ بیٹھیں تشریف رکھیں۔ میاں معراج دین صاحب۔۔۔ جی لاء منسٹر صاحب آپ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، جی یہ تحریک استحقاق نمبر 1۔ میاں معراج الدین صاحب کی طرف سے ہے۔ جناب والا! میری ان سے بات ہوئی ہے اور انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ میرے پاس چیمبر میں آئیں گے اور متعلقہ آفیسر کو بلا کر ہم یہ ایشو resolve کرلیں گے۔ اس لیے اگر اس تحریک استحقاق کو چھوڑ دیا جائے اور دیگر تحریک استحقاق کو لے لیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ اس کے لیے تیار ہیں۔ جیسے کہ وزیر قانون نے کہا۔

میاں معراج الدین، جی۔ جناب اس کو پینڈنگ کر لیا جائے۔ میں ان سے بات کرلوں گا۔

جناب سپیکر، پھر آپ بات کرلیجئے۔ جناب امتیاز احمد صاحب۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! تھوڑا انتظار کرلیجئے۔

جناب سپیکر، امتیاز احمد صاحب آئے نہیں تھے۔

میاں عمران مسعود، آئے ہوئے ہیں۔ نماز پڑھنے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کو تھوڑی دیر کے لیے پینڈنگ کرتے ہیں۔۔۔ حاجی محمد اقبال گھرکی۔

ماسٹر آف منٹ لاہور کارکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

حاجی محمد اقبال گھرکی، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۹۴ء بوقت تقریباً ۱۱۔۰۰ بجے صبح دفتر منٹ ماسٹر پاکستان منٹ باغبانپورہ کسی کام کے سلسلہ میں گیا۔ میں نے اپنا کارڈ اندر بھیجا۔ متعلقہ آفیسر صاحب نے پرائیویٹ سیکرٹری کے ذریعے کہلا بھیجا کہ میں میٹنگ میں مصروف ہوں۔ میں نے دوبارہ پرائیویٹ سیکرٹری کو کہا کہ مجھے صرف دو منٹ درکار ہیں تو متعلقہ افسر نے اندر بلالیا۔ وہ اندر فارغ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس کے رویّہ پر

اعتراض کیا تو اس نے بدتمیزی شروع کردی اور بات گالی گلوچ تک پہنچ گئی۔ مجھے کہا کہ آپ میرے کمرے سے باہر نکل جائیں اور جو میرا بگاڑ سکتے ہیں بگاڑ لو۔ جس سے میری توہین ہوئی۔ نیز اس آفیسر کے اس گھناؤنے فعل سے میرا ہی نہیں بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: short statement دینا چاہتے ہیں؟

حاجی محمد اقبال گھرکی: جی۔ جناب والا! میرے مختصر بیان کو میری تحریک استحقاق کا حصہ سمجھا جائے۔ جب میں مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴ء کو منٹ ماسٹر سے ملنے گیا۔ میری ملاقات ان سے ہوئی تو وہاں کوئی میٹنگ نہ تھی۔ صرف ایک دوست کے ساتھ گپیں لگا رہے تھے۔ جب میں نے کہا کہ آپ نے غلط بیانی کیوں کی ہے۔ یہاں تو کوئی میٹنگ نہیں ہے۔ تو کہنے لگا کہ تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے۔ اس نے بدتمیزی کی اور گالی گلوچ کی اور کہا کہ دفتر سے نکل جاؤ۔ میرا جو کچھ بگاڑنا ہے بگاڑ لو۔ میں نے کئی عوامی نمائندے دیکھے ہیں۔ جناب والا! یہ افسر شاہی اپنے آپ کو پتا نہیں کیا سمجھتی ہے۔ ہماری حکومت کو چاہیے کہ ایسے مغرور افسران کا محاسبہ کیا جائے تاکہ یہ عوام اور عوامی نمائندوں کی عزت کرنا سیکھیں اور یہ صحیح معنوں میں عوام کے خادم بنیں۔ جو افسران اپنے دفتروں میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف رہتے ہیں ۔ عوام تو درکنار عوامی نمائندوں کو بھی ملنا پسند نہیں کرتے۔ ایسی کالی بھیڑوں کو محکمہ جات سے فی الفور فارغ کیا جائے۔ تاکہ عوامی حکومت قائم ہوسکے۔ میری ان حالات میں آپ سے گزارش ہے کہ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! فاضل رکن اسمبلی نے فیڈرل حکومت کے ایک محکمہ سے متعلق افسر کے دفتر میں پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ میں نے ذاتی طور پر اس معاملے کو take up کیا اور متعلقہ آفیسرز کو بلا کر واقعات معلوم کئے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ میں خود محسوس کرتا ہوں کہ یہ معاملہ مزید تحقیقات کے قابل ہے اور جس طرح اراکین اسمبلی ایوان کے اندر اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں ان کے جذبات کو محسوس کرتا ہوں اور یقیناً سرکاری محکموں کے افسران کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اراکین اسمبلی کو اپنے دفاتر کے اندر اچھے اخلاق سے پیش نہ آئیں اور کسی معاملے کا حل اگر ان کے پاس نہیں ہے تو اس کے باوجود منتخب نمائندوں

کا احترام کرنا ان پر واجب ہے اور ان کی سرکاری ذمہ داریوں میں یہ بات شامل ہے کہ وہ منتخب نمائندوں کو due respect دیں اور اپنے دفاتر کے اندر ان کا احترام خود بھی بحال کریں اور دوسروں سے بھی ان کا احترام کروائیں۔ اس لیے اس معاملے کی مزید تحقیقات کے لیے اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیے جانے سے مجھے کوئی اختلاف نہیں ہے۔

جناب سپیکر: I hold the Motion in order. کوئی صاحب موشن put کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق ھذا کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کی یہی رائے ہے۔ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ کے اندر اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے۔

سید تابش الوری: جناب والا! آپ خود بھی محسوس کر رہے ہوں گے کہ عوام کے منتخب نمائندوں کا احترام کس طور پر مجروح ہو رہا ہے۔ یہ کس طرح سے ایک معمول بنتا جا رہا ہے کہ خود رولنگ پارٹی کے ارکان کی خاصی تعداد نے اس سلسلے میں تحاریک استحقاق پیش کیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ قانون ساز ادارے کی حیثیت سے یہ صوبے کا سب سے بڑا اور سب سے مقتدر ادارہ ہے۔ اگر اس کے ارکان کو عوام کی نمائندگی کے سلسلے میں افسران کی طرف سے' انتظامیہ کی طرف سے ساعت کا حسن تو دور کی بات ہے یعنی ملاقات کا شرف بھی نہ بخشا جائے تو اس کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں ایک ڈائریکٹو دیں اور چیف منسٹر سے بھی کہیں کہ وہ اس سلسلے میں افسران کو ڈائریکٹو دیں۔ واضح طور پر ہدایات دیں کہ اراکین اسمبلی چاہے وہ قومی اسمبلی کے اراکین ہوں' چاہے وہ صوبائی اسمبلی کے اراکین ہوں۔ ان کا احترام آئینی طور پر' قانونی طور پر' سماجی طور پر اور جمہوری طور پر ایک فرض ہے۔

جناب سپیکر: اور بھی تو بہت سے قافیے تھے۔ آپ نے تو یہیں پر بات توڑ دی۔ جی آپ فرمائیے کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جن کے بارے میں مجھے بات کرنی ہے چونکہ آج کا سیشن شروع ہونے سے اب تک وہ کرسیٔ صدارت پر بیٹھے تھے' اس لیے میں بات پہلے نہ کر سکا۔ جناب منظور مولی صاحب نے اپنے پبلک

خطاب میں اپنے ضلع کے ایک جلسے میں کچھ الفاظ استعمال کیے ہیں جس سے نہ صرف اس پنجاب کے بلکہ پوری قوم کے جذبات کو مجروح کیا گیا ہے۔ وہ الفاظ یہ تھے۔ "ذوالفقار علی بھٹو قائداعظم سے بڑے لیڈر تھے۔" جناب والا! ساری قوم جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں، قیادت اور ان کی محنت کی وجہ سے مسلمانان ہند کو یہ علیحدہ ملک نصیب ہوا۔ ان کی قیادت کو تمام ملک نے تسلیم کیا۔ ان کے خلاف اس پاکستان میں ایسے الفاظ استعمال کرنا قطعاً مناسب نہیں۔

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب! میری بات سنیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب! مجھے مکمل کر لینے دیں۔ اس کے بعد آپ جو فیصلہ دیں گے ہم اس کے ردعمل میں آپ کے ساتھ بات کریں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہاں پاکستان میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو قائداعظم کی قیادت کا کسی اور قیادت سے مقابلہ کرے۔ کسی کو اگر ذاتی طور پر کسی سے پیار ہے تو وہ پیار کی بات بے شک کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ پاکستان میں آج تک قائداعظم کی شخصیت سے بڑا کوئی لیڈر پیدا ہوا ہے، یہ قطعاً کوئی پاکستانی گوارا نہیں کرے گا۔ اپوزیشن بنچوں کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر منظور موہل صاحب نے اپنے یہ الفاظ واپس نہ لیے اور قوم سے اس بیان پر معافی نہ مانگی تو ہم جب تک وہ اس چیئر پر بیٹھیں گے اجلاس میں شرکت نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، اتنا سخت فیصلہ نہ کریں۔ بہتر یہ ہے اور بہتر یہ ہوگا کہ جب موصوف اس کرسی پر بیٹھے تھے تو یہ بات آپ ان کی موجودگی میں کرتے تاکہ وہ اس کا صحیح جواب دے سکتے۔ ابھی میں اس پر کچھ کہنے کی بجائے انھیں موقع دوں گا۔ وہ خود اس کی وضاحت کر سکیں گے۔ جب وہ یہاں تشریف رکھیں تو اس وقت آپ یہی بات ان سے کہیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! اگر وہ بحیثیت ممبر یہاں بیٹھے ہوتے تو ہم ضرور ان کی موجودگی میں بات کرتے۔ لیکن جب---

جناب سپیکر، چلیے، جب وہ یہاں بیٹھے ہوں گے، اس وقت بات کر لیجئے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جب وہ کرسئ صدارت پر بیٹھے تھے تو ہم کیا بات کرتے۔

جناب سپیکر، اب دیکھیے ناں۔اب وہ نہ واپس لینے کے لیے موجود ہیں نہ وہ اصرار کرنے کے لیے موجود ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، لیکن میں نے اپنے اپوزیشن بنچوں کی طرف سے مؤقف بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر، میں نے اسے حذف نہیں کیا۔ میں نے آپ کی بات سنی ہے۔ یہ بات کارروائی کا حصہ ہے۔ وہ آجائیں گے تو بات ہو سکتی ہے۔ جی' ڈار صاحب!

میاں اظہر حسن ڈار، میں جناب کی وساطت سے کھوسہ صاحب سے پوچھتا ہوں کہ انھوں نے تو بات کی ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی' تو جنھوں نے پاکستان کے خلاف بات کی اور جنھوں نے پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی مخالفت کی۔ اب وہ میاں صاحب کے کندھوں پر بیٹھ کے سیاست کرتے ہیں' میں ولی خان کی بات کرتا ہوں' تو انھوں نے بھی تو قائداعظم کی بڑی سخت مخالفت کی تھی۔انھوں نے ملک کی بھی مخالفت کی تھی۔ کلمے کی مخالفت کی تھی۔ اس وقت تو یہ نہیں بولے۔ آج بھی ان کے کندھوں پر' میاں صاحب کے کندھوں پر وہ پنجاب میں سیاست کر رہے ہیں۔ قوم انھیں بھولی نہیں ہے کہ وہ بھی قائداعظم کے مخالف تھے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ مادر ملت کے بھی وہ مخالف تھے۔اب وہ آپ کے کندھوں پر بیٹھ کے بات کرتے ہیں اور گوجرانوالہ کی تاریخ شاہد ہے۔ گوجرانوالہ کے ممبران بیٹھے ہیں کہ انھوں نے کتی کے اوپر دوپٹہ ڈال کے کہا تھا کہ تم الیکشن لڑو گی۔ یہ بتا سکتے ہیں کہ آج یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ملک کے یہ بہت بڑے خیرخواہ ہیں؟ یہ بات پہلے کر لیں۔ میرا آپ سے یہی سوال ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اس بحث میں پڑنے سے بہتر ہوگا کہ اس مسئلے کو take up کیا جائے جو حالیہ بیان منظور مولی صاحب نے دیا ہے۔

جناب سپیکر، اور وہ اس وقت کیا جائے جس وقت وہ یہاں تشریف رکھتے ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: اگر یہ اسے این پی کی بات کرتے ہیں تو وہی اسے این پی کے قائدین میاں نواز شریف کی رفاقت میں----

جناب سپیکر: آپ خود چاہتے ہیں کہ اس بات کو زیر بحث نہ لایا جائے اور آپ خود اسے زیر بحث لا رہے ہیں۔ آپ یہاں تک ہی اکتفاء کیجئے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: میں point of personal explanation پہ یہ جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آپ نے دے دیا۔ جب وہ آئیں گے تو اس وقت آپ بات کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: آپ نے مکمل نہیں کرنے دیا۔ میں جناب ڈار صاحب کا جواب دے رہا ہوں کہ انھی قائدین اسے این پی کو میاں نواز شریف اپنی قیادت میں مزار قائد پر لے گئے ہیں اور ان سے تسلیم کروایا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب ولایت شاہ کھگہ صاحب! آپ کی تحریک استحقاق ہے۔ جی' آپ فرمائیے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میری جناب ولایت شاہ کھگہ صاحب سے بات ہوئی ہے اور میں اس issue کو بھی resolve کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس تحریک استحقاق کو بھی pending کر دیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ تیار ہیں کہ اسے pending کر لیا جائے؟

جناب ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا معاملہ انتہائی اہم ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن اگر آپ اور لاء منسٹر صاحب اس کو کل پر pending کر لیں اور یہ معاملہ resolve ہو جائے تو مجھے اعتراض نہیں۔ لیکن یہ کل ضرور take up ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اس کو کل کے لیے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: اسے کل کے لیے pending کیا جاتا ہے۔ کل take up کریں گے۔ عمران صاحب!

میاں عمران مسعود: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے پہلے بھی ایک تحریک استحقاق کو pend کروا لیا۔ دوسری کو بھی pend کروا لیا۔ جب وہ یہ پڑھنے لگے تو اس سے پہلے ہی اپنی سیٹ سے اٹھ کر ان کے کان میں جا کر کچھ پھونکا۔ میرے خیال میں یہ اس طرح اپنے ہی ممبروں کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اس طرح یہ ڈرا رہے ہیں۔ اس کا نوٹس لیا جائے۔

جناب سپیکر، ہم سنتے تھے کہ لوگوں کی بات میں اتنی تاثیر ہوتی ہے کہ کان میں پھونک دیتے ہیں اور لوگوں کے ذہن بدل جاتے ہیں۔ شکر ہے ہمارے درمیان بھی ایک ایسا شخص موجود ہے جو کسی کے کان میں کچھ پھونک دے اور وہ مان جائے۔ جناب امتیاز صاحب!

سید تابش الوری، میں چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب صور پھونکنا شروع کر دیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' آپ فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! کاش کہ ان کی پھونک اس وقت بھی کام آئے جب اس طرف کے ہمارے معزز ممبران تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں تو اس وقت ان کی رولنگ آگے آ جاتی ہے۔ان کے رولز آگے آجاتے ہیں۔ قاعدے آگے آجاتے ہیں۔ اس وقت تو اس ساتھی کو ساتھی نہ سمجھتے ہوئے ان کے کان میں پھونک نہیں مارتے۔ اس وقت ان کی محبت کہاں جاتی ہے؟

جناب سپیکر، امتیاز صاحب تشریف لائے ہیں یا نہیں؟ ـــ نماز لمبی ہو گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ موشن جس کا ذکر ہو رہا تھا۔ ابھی نہیں آئی۔ ٹھیک ہے۔ جس وقت وہ آجاتی ہے اس وقت میں لے لوں گا۔ اب ہم تحاریک التوائے کار پر آجاتے ہیں۔ ابھی نہیں آئی۔ آجاتی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، آ گئی ہے جی۔

جناب سپیکر، ایک کاپی وزیر قانون صاحب کو دے دیجیے۔ ایک مجھے دے دیجیے۔ ایک قائد حزب اختلاف کو دے دیجیے۔ ایک محرک کو پہنچا دیجیے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب اور میاں عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میری بھی تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر، ہم پہلے ایک لیں گے۔

قائم مقام قائد حزب اختلاف کو اجلاس میں شرکت سے روکنے کے لیے اشتہاری ملزم قرار دینا

سید ظفر علی شاہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور مورخہ 3 جنوری 1995ء کی اشاعت کے مطابق حکومت نے پنجاب اسمبلی کے قائم مقام قائد حزب اختلاف چودھری پرویز الہیٰ صاحب اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو اشتہاری ملزم قرار دے دیا ہے۔ چونکہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس 8 جنوری 1995ء کو ہو رہا ہے اس لیے چودھری پرویز الہیٰ صاحب کو ان کا آئینی کردار ادا کرنے اور اجلاس میں شرکت کرنے سے روکنے کے لیے یہ غیر قانونی اور خلاف ضابطہ قدم اٹھایا گیا ہے۔ اس معزز ایوان کے قائد حزب اختلاف کے ساتھ اس قسم کا سلوک روا رکھنے سے نہ صرف ہمارا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

MR SPEAKER: Short statement

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! اس پر میری شارٹ سٹیٹمنٹ تھوڑی سی لمبی بھی ہو جائے تو میں جناب سے پیشگی معذرت چاہتا ہوں۔ یہ تحریک استحقاق جس میں چودھری پرویز الہیٰ صاحب اور ان کے رشتہ داروں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے رشتہ داروں کی حد تک ذہن سے بات بالکل اتار دی جائے۔ گو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب کے والد محترم جن کی عمر اسی بیاسی سال ہے جو کہ چارپائی، کمرے، کرسی سے شاید اتنی تیز رفتاری سے چل بھی نہیں سکتے۔ ان کو بھی ان میں ex-cadre declare کیا گیا ہے۔ لیکن آج میں صرف قائد حزب اختلاف کی بات کر رہا ہوں۔ قائد حزب اختلاف کی بات اس لیے نہیں کر رہا کہ وہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب ہیں۔ قائد حزب اختلاف کل منظور وٹو صاحب بھی ہو سکتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف بے نظیر صاحبہ بھی ہو سکتی ہیں اور قائد حزب اختلاف آپ بھی ہو سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک میں ہمارا آئین ہمیں پارلیمان کا نظام دیتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں کافی عرصہ سے بعض لوگوں نے، بعض اداروں نے، بعض دماغوں نے اور بیوروکریسی نے مختلف شکلوں میں اور مختلف کپڑوں میں ہمیشہ پاکستان میں پارلیمانی نظام پر ضرب کاری لگانے کی کوشش کی ہے اور جب کبھی بھی ان کو موقع ہاتھ لگا۔ انہوں نے اس کا پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ آج یہ معزز

ایوان کی بات ہو رہی ہے۔ پارلیمان جس کی میں بات کرتا ہوں اور جس کی ہمارا ۱۹۷۳ء کا آئین بات کرتا ہے۔ کوئی ایوان چاہے وہ ایوان بالا ہو ' ایوان زیریں ہو' صوبائی اسمبلی کا اجلاس ہو یا صوبائی اسمبلی ہو وہ جس طرح قائد حزب اقتدار کے بغیر نامکمل ہے جس طرح سپیکر کے وجود کے بغیر نامکمل ہے۔ اسی طرح قائد حزب اختلاف کے وجود کے بغیر بھی نامکمل ہے۔ مگر وہ ذہن' وہ شرارتی ' وہ جمہوری تخریب کار جو آج کے پاکستان کے سیاست دان کو ' وہ سیاست دان چاہے اسلام آباد میں رہتا ہے ' چاہے وہ کراچی میں رہتا ہے' چاہے پنجاب میں رہتا ہے' چاہے وہ حزب اقتدار میں ہے' چاہے حزب اختلاف میں ہے۔ یہ ایک deep rooted conspiracy ہے۔ یہ ایک منصوبے کے تحت سیاست دان کے کردار کے خلاف کردارکشی کی جارہی ہے۔ اور وہ کون لوگ کر رہے ہیں؟ وہ پس پردہ بیٹھے ہوئے لوگ ہیں ۔ جن کی نشاندہی کرنا آپ کا اور میرا فرض بنتا ہے۔ اور ان کو ڈھونڈ کر ان کے ان غیر جمہوری ہتھکنڈوں کے خلاف بات کرنا ' آواز اٹھانا اور ایک مؤثر کارروائی کرنا بھی ہمارا فرض بنتا ہے۔ میں اس میں نہیں جاتا۔ میں تو پہلے عرض کر رہا ہوں۔ اگر کسی پس پردہ اس ذہن کو یہ مغالطہ ہے یا حزب اقتدار کو یہ مغالطہ ہے ' وفاق کے حزب اقتدار کو یا پنجاب کے حزب اقتدار کو یہ مغالطہ ہے کہ آج کی اپوزیشن ان کے بے جا الزامات سے بھاگ جائے گی۔ فرائض سے فرار اختیار کرے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ غلطی پر ہیں۔ آج کی حزب اختلاف جس کی قیادت میاں نواز شریف صاحب کر رہے ہیں یا جس کی قیادت پرویز الٰہی صاحب یا سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب یا شہباز شریف صاحب کر رہے ہیں۔ یاد رکھیں وہ طاقتیں کہ یہ حزب اختلاف بھاگنے والی نہیں ہے۔ ہم قانون کے سامنے بھی ان کے ساتھ لڑائی لڑیں گے' انصاف کی عدالتوں میں بھی لڑیں گے ' عوام کی عدالتوں میں بھی لڑیں گے اور اسمبلی میں بھی لڑیں گے۔ ہم بھاگنے والے نہیں ہیں۔ (حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! آج پنجاب جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اس کے قائد حزب اختلاف اور اس کے خاندان کے خلاف مقدمہ بنایا گیا ہے۔ جھوٹا ہے یا سچا ہے؟ میں یہ بات یہاں پر نہیں کرتا۔ اس کی بات آج قائد حزب اختلاف ہوتے تو وہ خود کرتے اور اس کی وضاحت وہ خود بہتر طریقے سے دے سکتے تھے۔ جو کہ ان کا قانونی حق ہے' جو کہ ان کو قانون نے حق دیا ہے۔ اس حق کے تحت وہ پنجاب کی سب سے بڑی عدالت ' عدالت عالیہ میں quashment کی writ میں جاتے۔ bail before arrest میں جاتے ہیں۔ ان کو ریلیف ملتا۔ پندرہ دن اس پر hearing ہوتی ہے۔ اس hearing کے بعد judgement reserve ہوتی ہے۔ اور جب judgement announce ہوتی ہے تو ۲۹ تاریخ کو short order announce ہوتا ہے۔ اور پھر

آگے ۳۰ اور ۳۱ کی چھٹیاں آتی ہیں۔ short order ہے ۔ order لکھا نہیں گیا نقول کے لیے apply کردیا گیا۔ نقلیں ملی نہیں۔ آرڈر تفصیلی آیا نہیں۔ اور جبکہ قائد حزب اختلاف کو ایک عام شہری کی حیثیت سے یہ حق حاصل ہے کہ وہ پاکستان کی سب سے بڑی عدالت ' عدالت عظمیٰ میں بھی اپنا حق استعمال کریں۔ وہاں پر جانے کے لیے بھی اس کو ایک technical process سے گزر کر جانا ہے۔ نقول لینی ہیں جو اس کا حق ہے۔ اور یہ بھی میں آپ کی خدمت میں عرض کردوں کہ ۲۲ تاریخ کو اس ہاؤس کا اجلاس ہوتا ہے۔ اور ۲۲ تاریخ کو ہی adjourn ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد ابھی پندرہ دن پورے نہیں ہوتے ' میں ۲۸ اور ۲۹ تاریخ کی بات کر رہا ہوں۔ نقلیں ملتی نہیں جبکہ اس حق کو استعمال کرنے کی protection انہیں قانون نے اور آئین نے دی ہے۔ تو وفاق کے زیر انتظام ایک مجسٹریٹ جس کی otherwise powers سپریم کورٹ نے اور حالیہ ابھی ایک ہفتہ ہوا ہے مسٹر جسٹس عبدالمجید نوانہ صاحب کی judgement نے اس کے اختیارات لے لیے ہیں اور وہ بھی آئین کی provision ہے۔ آئین نے ہی کہا ہے اور اسی لیے آئین نے کہا ہے اور آئین نے کیوں یہ منطق رکھی ہے کہ انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کردیا جائے۔ اسی لیے کہ انتظامی مجسٹریٹ کے لیے ڈی سی ' ایس پی اور اوپر بیٹھا ہوا منسٹر کافی ہوتا ہے۔ اس مجسٹریٹ نے ایک منٹ میں بغیر دیکھے ' میں خود ضلع کا practicing lawyer ہوں۔ میں ایک ہزار ایک سو ۳۲ مقدمات آپ کے سامنے پیش کرسکتا ہوں۔ یہ دس دس سال کے absconder, killer ڈکیت ' ہائی وے robbery کرنے والوں کے خلاف آج تک ۱۹۸۶ء اور ۱۹۸۷ء کی کارروائی نہیں ہوئی۔ جس میں ان کو proclaimed offender کیا گیا ہو۔ مگر آفرین ہے وفاقی نظر پر ' آفرین ہے وفاقی حکومت پر اور میں داد دیتا ہوں ان conspirators کو جو اس پارلیمانی سسٹم کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔

جناب سپیکر: سنیے please wrnde up کیجئے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میں نے پہلے آپ سے معذرت کرلی تھی۔ میں اس طرف آرہا ہوں۔ میں دو منٹ کے لیے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ خدا کی قسم یہ پرویز الٰہی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو اس کے مستقبل کا مسئلہ ہے جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ deep rooted conspiracy ہے تو پھر مجھے حوالہ دینا پڑتا ہے قومی اسمبلی کا ' مجھے حوالہ دینا پڑتا ہے سینیٹ کے چیئرمین کا۔ مجھے حوالہ دینا پڑتا ہے ان کی رولنگز کا۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ ہم اس طرف کیوں توجہ نہیں دیتے؟ یہ کیا ہے؟ کیا

قائد حزب اختلاف جس کے پیچھے ڈیڑھ سو ممبران بیٹھے ہیں اور وہ proclaimed offender ہے کیا وہ اشتہاری ملزم ہے؟ یہ اس طرح chracter assassinate کرکے پاکستان یا پنجاب کے عوام کو بتایا جارہا ہے کہ اس طریقے سے سیاست کو۔۔۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب سپیکر! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر ۵۶ کے تحت فاضل محرک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد مختصر بیان دے سکتا ہے۔ لیکن یہ ان کی شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہے۔ یہ مختصر نہیں ہے۔ یہ بہت طویل ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں یہ فیصلہ کرنے کے لیے یہاں بیٹھا ہوا ہوں۔ وہ میری اجازت سے بات کر رہے ہیں۔ لیکن شاہ صاحب! آپ اب wind up کیجئے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں آپ کا بھی شکرگزار ہوں اور اپنے دوست معزز ممبر کا بھی شکرگزار ہوں۔ انہوں نے ٹھیک بات کی ہے۔ انہوں نے ضابطے کی بات کی ہے کہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہونی چاہیے۔ میں شارٹ سٹیٹمنٹ کی کیا تشریح کروں۔ میں پہلے عرض کر رہا ہوں کہ یہ معاملہ اتنا سنجیدہ ہے کہ شاید اس پر مختصر بات نہ ہوسکے۔

جناب سپیکر، صحیح ہے۔ لیکن۔۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! اب یہ ۱۹۸۶ء اور ۱۹۸۷ء کی کارروائی کسی عام شہری کو بھی۔۔۔

میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ میں ہر ضلع سے ایک ایک ہزار کیس لا سکتا ہوں۔ ان لوگوں کے جو کہ criminals ہیں۔ ان کو P.O declare نہیں کیا گیا۔ کس کو کیا گیا؟ پورے صوبہ پنجاب میں پنجاب اسمبلی کے قائد حزب اختلاف کو کیا گیا ہے۔ پاکستان کے دل صوبہ پنجاب کو کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور آج میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ P.O declaration قائد حزب اختلاف نہیں ہے۔ یہ قائد حزب اقتدار کے خلاف ہے۔ یہ سپیکر کے خلاف ہے۔ یہ میرے خلاف ہے۔ یہ لاءمنسٹر کے خلاف ہے۔ یہ کوئی مذاق ہے کہ کسی ممبر کو اس طرح کردیا جائے۔ جناب سپیکر! یہ ایک

سنجیدہ بات ہے اور یہ کیوں کیا گیا ہے؟ اس لیے کہ پارلیمنٹ کی کارروائی نہ چل سکے۔ جمہوریت پنپ نہ سکے۔ جمہوریت مضبوط نہ ہوسکے۔ اس نے کہاں بھاگ کر جانا تھا اور آج بھی میری اطلاع کے مطابق اس وقت بھی آپ کی اسمبلی میں یہاں پر ایف آئی اے کا ٹولہ آیا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! استحقاق دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک استحقاق صرف استحقاق کہ میں وی آئی پی ہوں۔ میں نے کارڈ اپنی جیب میں رکھا ہوا ہے۔ مجھے وی آئی پی کی سیٹ دے دیں ' مجھے ٹانگے میں بٹھا دیں یا مجھے ٹیکسی میں پہلے بٹھا دیں۔ وہ اور استحقاق ہے ۔ یہ پارلیمانی استحقاق ہے۔ پارلیمانی استحقاق مجروح کرنا ایک بہت سنجیدہ بات ہے۔ آج میں جناب سے درخواست کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو admit کیا جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔اس سے پہلے اسی قسم کی ایک تحریک استحقاق سید تابش الوری صاحب کی میری گرفتاری کے بارے میں یہ ہاؤس استحقاق کمیٹی کے سپرد کرچکا ہے۔میں تو آج آپ سے یہ چاہوں گا کہ آج آپ بھی سنہرے حروف سے ' یوسف رضا گیلانی صاحب بڑا دعویٰ کرتے ہیں ' میں آپ کو پھونک نہیں کر رہا' آپ کو پمپ نہیں کر رہا۔(قہقہہ) میں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ پمپ نہیں مار رہا۔ آج یہ منظور فرماتے ہوئے آپ interim order پاس کریں کہ یہ پنجاب کا سپیکر ' پاکستان میں پنجاب کی سب سے بڑی اسمبلی کا سپیکر یہ کہہ رہا ہے ' interim order پاس کر رہا ہے کہ نہ صرف اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر رہا ہے بلکہ اس وقت تک قائد حزب اختلاف کو گرفتار نہ کیا جائے جب تک اس اسمبلی کا ہال چل رہا ہے۔ یہ آپ آج رولنگ دیں تاکہ پرویز الٰہی یہاں آکر اپنے صوبے ' اپنے حلقے کی نمائندگی کرسکیں اور اپنا وہ حق ادا کرسکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر ، تشریف رکھیں۔ جناب لاء منسٹر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید تابش الوری ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! میری تحریک استحقاق نمبر۶ بھی اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر ، نہیں ' اس پر پہلے بات ہو گی۔ آپ تشریف رکھیے۔ اس پر پہلے بات ہو لے۔ میرے پاس یہی آئی ہے۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! ایک ہی موضوع سے متعلقہ تحاریک استحقاق آپ خود ٹیک اپ کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیے۔ پہلے اس کا فیصلہ ہو گا۔ جی لاء منسٹر!

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں نے یہ تمام گفتگو سنی۔ مجھے نہ تو کوئی ایسا آئین ' نہ کوئی ایسا قانون معلوم ہے جس کی رو سے اگر کوئی لیڈر آف دی اپوزیشن بن جائے تو وہ یہ تمام گرفتاریوں یا اشتہاری یا جرائم کر کے بھی دندناتا پھرے ' اسے گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر جناب کے پاس ہے تو اس کی رولنگ فرما دیں ' دوسری میری گزارش یہ ہے کہ نہ تو صوبائی اسمبلی کے سپیکر کے پاس کوئی ایسا اختیار ہے ' بے سروپا باتیں ' پڑھے لکھے ہو کر ماشاء اللہ سینئر وکیل ہیں کہ وہ یہ رولنگ دے کہ اس کو آپ گرفتار کریں ' اس کو آپ گرفتار نہ کریں ' اس کو آپ produce کریں - یہ تمام کی تمام ایک مغرور آدمی کے بارے میں بے سروپا تقریر ہے۔

جناب سپیکر ، دیکھیے۔ آپ تشریف رکھیے۔ عثمان ابراہیم صاحب! آپ اس میں شامل ہیں؟ آپ بھی بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب عثمان ابراہیم ، جی ہاں۔

چودھری محمد ریاض ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

چودھری محمد ریاض ، جناب سپیکر! وصی ظفر صاحب آئین کی بات کرتے ہیں۔ میں ایک متفقہ قرار داد پاس کروانا چاہتا ہوں کہ ان کو حدیبیہ کالج بنا دیا جائے کہ ہماری جان چھوٹے۔ یہ وہاں پر جائیں۔ وہاں آئین کی بات کریں۔ تو اس قرار داد کو پاس کرتے ہیں؟

جناب سپیکر ، تشریف رکھیے۔ جناب عثمان ابراہیم!

سردار سکندر حیات خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر! Point of personal explanation -

جناب سپیکر ، نہیں - آپ تشریف رکھیے۔

سردار سکندر حیات خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی سردار صاحب! فرمایئے۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب سپیکر! میرے بھائی شاہ صاحب نے شارٹ سٹیٹمنٹ دی کہ کبھی ہم اکٹھے ایوب خان کے وقت ڈیمو کریسی کے لیے لڑتے تھے۔ پھر انھوں نے بہت جوش والی باتیں کیں کہ پارلیمنٹ کا نظام اور پارلیمنٹ۔۔۔ میں آج آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ ، یہ تو پھر پارلیمنٹ کے لوگوں کی باتیں کر رہے ہیں ، وہ لوگ جنھوں نے پاکستان کے آئین کے پرخچے اڑائے ، جنھوں نے آرٹیکل (۶) کے پرخچے اڑائے اور آئین ، جو واحد آئین ذوالفقار علی بھٹو کے وقت دیا گیا اور سب نے اکٹھے ہو کر دیا۔ پھر آرٹیکل (۶) کے تحت اس کے پرخچے اڑائے گئے ، کیا یہ اس کے ایکشن کی بھی کوئی بات کرتے ہیں؟ جس وقت ضیاء الحق صاحب نے law of necessity کے تحت قانون کے پرخچے اڑائے ۔ جوڈیشری کے پرخچے اڑائے۔ اس وقت کی بھی یہ بات کریں۔

جناب سپیکر ، جی ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیے۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب!

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔ جناب ! میں مختصراً عرض کروں گا۔ آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر ، آپ کے لیے کافی مشکل ہوتا ہے مختصر بات کرنا۔

سید ظفر علی شاہ ، نہیں ۔ جناب ! میں عرض کرتا ہوں ناں۔ کچھ تھوڑا سا لاء پر عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، آپ کو ہمیشہ ہمارے لاء منسٹر صاحب پر اعتراض رہتا ہے کہ وہ مختصر بات نہیں کرتے۔ آپ بھی ماشاء اللہ مختصر بات نہیں کرتے۔

سید ظفر علی شاہ ، پہلی بات تو یہ ہے کہ میری تحریک استحقاق کے بعد جواب لاء منسٹر صاحب کو دینا چاہیے تھا۔ کوئی بات نہیں انھوں نے بھی بات کر دی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن آپ ہمیشہ پوائنٹ آؤٹ کیا کرتے ہیں اور اس بات کو روکتے ہیں کہ جی یہاں پر جب بات چھڑتی ہے تو پھر چھڑتی ہے۔ پھر تو غزل ہوتی ہے ناں جناب۔

جناب سپیکر ، جی ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب! اب سردار صاحب میرے بھائی ہیں۔ انھوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے ۔ انھوں

نے کیا کیا ' کیا نہ کیا؛ انھوں نے چونکہ اب میری ذات سے حوالے دیے ۔ باقی جدوجہد تو ہماری اسی جمہوریت میں گزری ہے اور ان کے والد صاحب کے ہم شاگرد ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے interim constitution کی میں بات کر رہا ہوں کہ اس وقت ابھی پاس نہیں ہوا تھا اور first day of the Assembly تھا۔ اسلام آباد کا شہر تھا ۔ ریکارڈ کی بات ہے۔ میں کوئی الزام تراشی والی بات نہیں کر رہا کہ سویلین آدمی جو آیا تھا وہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے آیا تھا ۔ ہاؤس کال کیا گیا تھا اور اس وقت ہم protest کر رہے تھے۔ ہم سے مراد کیا؛ میں اور میرے جیسے اور بہت سے سیاسی کارکن تھے اور اندر کون بات کر رہا تھا ؟ سردار شوکت حیات خان صاحب۔ جب سردار صاحب پندرہ منٹ کے بعد باہر آئے تو ان کی ململ کی قمیض تھی۔ وہ ساری بھیگی ہوئی تھی۔ ہم سب نے ان کو اٹھا کر زندہ باد کے نعرے لگائے۔ یہ ان کے ساتھ حشر اسمبلی کے اندر ہوا تھا۔ تو یہ پتا نہیں کن کے حوالے سے بات کر رہے ہیں ۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، بیرسٹر عثمان ابراہیم! عثمان ابراہیم کو بات کرنے دیں۔ جی فرمائیے کھوسہ صاحب!

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! On a point of personal explanation sir. -

جناب سپیکر : وہ personal explanation ہو جانے تو اس کے بعد آپ کی باری ہے۔ جی فرمائیے۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر ! میرے بھائی نے ہسٹری کی بات کی اور انھوں نے ہسٹری کی بات کی کہ اندر تقریریں ہو رہی تھیں اور وہ بات ہوئی۔ یہ واحد آئین ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے وقت بنا۔ ۱۹۷۰ء سے لے کر آئین نہیں بنا تھا۔ پاکستان کو ایک آئین پورے صوبوں نے اور ساری پارٹیوں نے نہیں دیا تھا ۔ وہ اس وقت دیا گیا اور چند لوگ اس وقت بھی ایسے تھے جو جمہوریت کے خلاف تھے۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو ۔ جمہوریت کے خلاف ہو اور میں صرف یہاں نہیں رکوں گا۔ ۱۹۷۷ء میں الیکشن ہوئے۔ میرے بھائی نے ایک personal explanation پر بات کی۔ یہ تحریک استقلال میں شامل تھے۔ قاضی حسین احمد صاحب نے' سب نے بتایا کہ سب پارٹیوں کا آپس میں اتفاق ہو گیا تھا ۔ ایک معاہدہ طے ہو گیا تھا۔ ایک آئینی فیصلہ ہو گیا تھا لیکن اصغر خان نے جن کے یہ ساتھ تھے اس وقت اس کے خلاف فیصلہ کیا اور انھوں نے جا کر اسی جمہوریت کے خلاف اور پارلیمنٹری نظام کے خلاف اس جمہوریت کو دھچکہ دیا۔ یہ اس وقت شامل تھے۔

جناب سپیکر، یہ بحث ختم کی جاتی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں تاریخ کے حوالے سے ریکارڈ کی درستی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اس پر بحث نہ کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب! نہیں۔ جب وہ پوائنٹ admit ہوا ہے تو پھر میری بات بھی آپ کو سننی پڑے گی۔

جناب سپیکر، میں نے کہا ہے کہ یہ بحث ختم ہو۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں اس بحث میں نہیں جا رہا ہوں میں تو صرف ریکارڈ کی درستگی کر رہا ہوں۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کے حوالے سے بات کی گئی تو اس میں یہ درستگی کر لینی چاہیے کہ 1965ء کے صدارتی الیکشن میں جناب ذوالفقار علی بھٹو فیلڈ مارشل ایوب خان کے الیکشن ایجنٹ تھے۔

جناب سپیکر، جی ہاں تھے۔ جناب بیرسٹر عثمان ابراہیم!

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری شوکت داؤد، *****!

جناب سپیکر، میں یہ بات کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ یہ اس طرح نہ بات کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ الزام تراشی نہیں ہو سکتی۔ جی ڈار صاحب! آپ فرمائیے۔

میاں اظہر الحسن ڈار، جناب سپیکر! میں 1993ء کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میں نے یہ بحث ختم کی ہے۔

میاں اظہر الحسن ڈار، اس وقت ۱۹۷۳ء کے آئین کی بات ہوئی ہے۔ تو مرحوم چودھری ظہور الٰہی صاحب نے بھی اس سیشن میں یہ کہا تھا۔ میں خود اس گیلری میں سن رہا تھا کہ اگر تصویر کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو ذوالفقار علی بھٹو کو سجدہ ہمارے علاقے کے گاؤں کرتے۔ یہ بھی ریکارڈ کی بات ہے۔ اس وقت میاں ممتاز دولتانہ صاحب نے بھی تقریر کی تھی جو اس وقت ان کے ساتھ ہیں کہ وہ بھی مسلم لیگ کے صدر سے ایمبیسیڈر بن کر گئے تھے۔ یہ 1973ء کی بات ہے۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر : اچھا آپ تشریف رکھیے۔ یہ بحث ختم ہے۔ جناب عثمان ابراہیم!

چودھری شوکت داؤد : یہ الفاظ بھی کارروائی سے حذف کریں۔

جناب سپیکر : نہیں۔ داؤد صاحب! آپ بیٹھ جائیے۔ تشریف رکھیے۔ جی بیرسٹر عثمان ابراہیم!

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! قائم مقام قائد حزب اختلاف کے خلاف جو proclamation issue کیا گیا ہے وہ ایک ضابطے کی کارروائی نہیں ہے بلکہ سوچی سمجھی ایک سکیم کا حصہ ہے۔ آج جب میں دو بجے اپنی پارٹی میٹنگ کا اجلاس attend کرنے کے لیے اسمبلی کے premises میں داخل ہوا' احاطے میں نہیں بلکہ premises میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ سارے کے سارے جو corridor تھے right from front door to our oppositions room سارے کے سارے غیر متعلقہ لوگوں سے بھرے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے انہیں کسی شخص کا انتظار ہے کہ جب بھی وہ آئے تو اسے فوری طور پر گرفتار کر لیا جائے۔ یہ انتہائی افسوسناک ہے کہ اس سے پہلے بھی ہمارے ایک معزز رکن کو اسمبلی کے احاطے سے گرفتار کیا گیا اور آپ نے اس تحریک استحقاق کو admit کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا۔ لیکن آج اس توقع کے ساتھ کہ شاید چونکہ قائم مقام قائد حزب اختلاف کو اشتہاری قرار دے دیا گیا ہے اور جس سکیم کے تحت دیا گیا ہے اسی سکیم کے تحت اسمبلی کے تمام corridor کو غیر متعلقہ لوگوں سے بھر دیا گیا تاکہ اگر وہ اجلاس میں یا پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں شرکت کے لیے آئیں تو انھیں گرفتار کر لیا جائے۔ جناب سپیکر! اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ---

چودھری محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری سمجھ میں ایک بات نہیں آ رہی۔ وہ تمام پاکستان لوٹ کر کھا گئے ہیں۔ وہ تمام بنیک لوٹ کر کھا گئے ہیں۔ پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں گرفتار کیا جا رہا ہے۔ انہیں گرفتار نہ کریں تو اور کیا کریں؟

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ I rule out this Point of order.

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! آج کی کارروائی سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جو آرڈر ہے یہ بد نیتی پر مبنی ہے۔ یہ نہ صرف بد نیتی پر بلکہ یہ غیر آئینی اور غیر قانونی ہے۔ یہ صرف اپوزیشن کو اپنے آئینی اور قانونی حق کو استعمال کرنے سے روکنے کے لئے آرڈر issue کیا گیا ہے۔ یہ جس قانون کے تحت issue کیا گیا یہ CrPC کی دفعہ ۱۴۴ ہے۔

جناب سپیکر : یہ آرڈر کس نے issue کیا ہے؟

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! یہ ایک مجسٹریٹ نے issue کیا ہے۔

جناب سپیکر، یہ کہاں کا مجسٹریٹ ہے؟

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا! یہ میں بتاتا ہوں۔ یہ کہیں کا بھی مجسٹریٹ ہو مگر قانون تو وہی ہے جو CrPC کا ہے۔ اس آرڈر کے تحت اور اس قانون کے تحت جو شخص warrant issue کرتا ہے وہی proclamation issue کرتا ہے اور اس آرڈر کے تحت مجسٹریٹ پر لازم ہوتا ہے کہ وہ evidence لے ہمارے جو قائم مقام قائد حزب اختلاف ہیں ان کے خلاف جب یہ proclamation issue کیا گیا تو کسی قسم کی کوئی evidence call نہیں کی گئی۔ صرف پولیس کی request پر یہ proclamation issue کیا گیا ہے۔ CrPC کی جو دفعہ ۸۷ ہے اگر آپ کہیں تو میں ابھی اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ یہ اس سلسلے میں بالکل clear ہے کہ evidence لئے بغیر کوئی مجسٹریٹ proclamation order issue نہیں کر سکتا اور صرف وہی مجسٹریٹ issue کر سکتا ہے جس نے اس ملزم کی گرفتاری کے لئے warrant issue کیا ہے۔ جو اس کیس میں قانون کی دونوں دفعات کو پوری طرح پامال کیا گیا ہے اور یہ صرف اور صرف قائد حزب اختلاف کے کردار کو مسخ کرنے کے لئے اور ان کی فیملی کو ہراساں کرنے کے لئے ان کی تمام فیملی کو involve کیا گیا ہے اور انہیں اس اجلاس سے روکنے کے لیے یہ آرڈر issue کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ بدنیتی پر مبنی ہے اور میں آپ سے یہی گزارش کروں گا اور میں سید ظفر علی شاہ صاحب کے remarks کو endorse کروں گا کہ آپ ایک interim order کریں کہ قائد حزب اختلاف کو کسی طور پر ہراساں نہ کیا جائے اور انہیں اس اجلاس کو attend کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیش کی جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! نہیں وصی ظفر صاحب نے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! جب سے اسمبلی بنی ہے میرے معزز دوست نے پہلی دفعہ یہ کہا ہے کہ legal Point of order

MR SPEAKER: Let us see.

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! فاضل بیرسٹر صاحب نے 1986-87ء کی جو interpretation فرمائی ہے یہ totally غلط ہے۔ جناب والا! عرض یہ ہے کہ جو executing agency ہوتی ہے اور اس کی جو statement ہوتی ہے اس میں اسی کو evidence کہا جاتا ہے۔ evidence کا یہ مطلب نہیں ہے کہ prosecution evidence۔ یہ بالکل لیگل اور صحیح آرڈر ہے 1986-87ء کے تحت ان کو proclaimed offender declare کیا گیا ہے کہ وہ باوجود کوشش کرنے کے ان کو میسر نہیں آئے۔ وہ گرفتار نہیں ہوئے۔ وہ بھاگ گئے ہیں۔ اپنے دیے ہوئے addresses پر وہ کسی جگہ بھی موجود نہیں ہیں۔ وہ مفرور ہو گئے ہیں اور مفرور ہو کر وہ کیا کریں وہ خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! Point of personal explanation - جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ رول ۸۶ کے تحت تو کاروائی ہی نہیں ہوئی۔ وہ اتنے لاعلم ہیں اور وہ اتنے بے خبر ہیں کہ رول 86 تو ان پر apply ہی نہیں ہوتا۔ یہ جو کاروائی ہوئی ہے یہ صرف رول ۸۷ کے تحت ہوئی ہے اور میں نے رول ۸۷ quote کیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں وہ آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اب ٹھیک ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! آپ کو یہ پتا چلے گا کہ آیا یہ رول ۸۷ relevant ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے۔ وزیر قانون کو بات کرنے دیجئے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! فاضل اراکین اسمبلی نے اس تحریک استحقاق کے ذریعے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حکومت نے پنجاب اسمبلی کے قائم مقام حزب اختلاف چودھری پرویز الٰہی صاحب اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو اشتہاری ملزم قرار دے دیا ہے۔ فاضل لیڈر آف دی اپوزیشن کا ہمیں احترام ہے ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور ہماری حکومت اپوزیشن کو اس کے پارلیمانی اور اس کے آئینی کردار کی ادائیگی سے قطعی نہیں روکنا چاہتی اور ایوان کی رونقیں اپوزیشن کی موجودگی سے ہیں اور ایوان کے اندر اپوزیشن کی موجودگی کے بغیر اور ایوان میں ان کے کاروائی میں حصہ لئے بغیر ایوان کی کاروائی ادھوری ہوتی ہے۔ ہم تو یہ رونقیں بحال دیکھنا چاہتے ہیں لیکن مجھے اس تحریک استحقاق کو یقیناً" تکنیکی نقطہ نگاہ سے دیکھنا ہے اور رول ۸۵ کے حوالے سے دیکھنا ہے۔

جناب لیڈر آف دی اپوزیشن رکن اسمبلی بھی ہیں اور اپوزیشن کے لیڈر بھی ہیں جن کیسز

کے حوالے سے یہ سارا معاملہ زیر موضوع ہے اس کا ایف ۔ آئی ۔ آر نمبر ۱۱ ہے اور تاریخ ۱۰ نومبر ۱۹۹۴ء کی ہے اور فاضل رکن اسمبلی کے خلاف جو دفعات لگائی گئی ہیں وہ میں عرض کرتا ہوں یہ ۴۲۰۔ ۴۶۸۔ ۴۷۱۔ ۴۴۷۔اے ۱۰۹ پی پی سی اور ۵۲۴۷ پی ۔ سی ۔ اے under article 3 of PPO 16 جناب پرویز الٰہی کے خلاف کیس رجسٹر کیا گیا اور یہ کیس ایف ۔ آئی ۔ اے اسلام آباد جسے ایف۔ آئی ۔ یو بھی کہتے ہیں کی طرف سے درج کروایا گیا اور مذکورہ کیس کے خلاف جناب لیڈر آف دی اپوزیشن نے ہائی کورٹ راولپنڈی میں writ petition کی اور اس طرح یہ مقدمہ سماعت کے لیے عدالت میں چلا گیا اور راولپنڈی ہائی کورٹ میں writ petition ہوئی جبکہ ۲۸۔۴۔۹۴ کو ہائی کورٹ نے petition dismiss کی اور اس روز فاضل رکن اسمبلی لیڈر آف دی اپوزیشن جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب عدالت میں حاضر نہ ہوئے اور عدالت کی طرف سے ان کی petition خارج ہونے کے بعد ایف۔ آئی۔اے نے اے۔سی سی اسلام آباد جو چودھری محمد علی صاحب ہیں کی عدالت سے warrant حاصل کیے اور یہ warrant حاصل کرنے کے بعد یہ باقی معاملہ ہے جس پر فاضل اراکین اسمبلی نے agitate کیا ہے۔

جناب والا! ایک reference جو جناب سید ظفر علی شاہ صاحب نے دیا ہے کہ اس ایوان میں ایک تحریک استحقاق جناب سید ظفر علی شاہ صاحب کی جانب سے ان کی نظر بندی کے بارے میں استحقاق کمیٹی کو جا چکی ہے اور موجودہ تحریک استحقاق کو بھی اسی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے۔ جس تحریک استحقاق کا reference دیا گیا ہے وہ اس امر کے بارے میں تھی کہ کسی رکن اسمبلی کو اجلاس سے پندرہ روز بعد یا پندرہ روز پہلے آیا نظر بند کیا جا سکتا ہے یا نہیں یا گرفتار کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس issue کو thrash کرنے کے لئے وہ تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کو بھیجی گئی تھی۔ موجودہ تحریک استحقاق میں کہیں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ جناب پرویز الٰہی صاحب کو حکومت نے نظر بند کیا ہے یا گرفتار کیا ہے ۔ میں یہاں وضاحت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور جیسا سب کو علم ہے کہ پنجاب اسمبلی میں کوئی ایم۔پی۔اے زیر حراست نہیں ہے۔ پنجاب حکومت نے نہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے ہیں نہ ہی ان کی نظر بندی کے احکامات جاری کیے ہیں اور پنجاب حکومت نے ان کی گرفتاری کے لئے کہیں بھی ایسی کوئی instructions جاری نہیں کیں جو اس تحریک استحقاق سے relate کرتی ہوں اور جن کی بنیاد پر اس تحریک استحقاق کو accept کیا جائے اور یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں اسمبلی کے باہر یا اندر جناب پرویز الٰہی کی

گرفتاری کے لئے انتظامیہ کے کسی بھی آدمی کو جمع نہیں کیا گیا یا بلایا گیا کہ وہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کو گرفتار کریں۔ میں واضح عرض کر رہا ہوں کہ پنجاب حکومت نے ان کے خلاف ایسی کوئی ہدایات جاری نہیں کیں۔ پنجاب حکومت کے پاس ایسا کوئی معاملہ موجود نہیں ہے کہ جس کے بارے میں اس قسم کا معاملہ agitate کیا جائے اور میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چودھری محمد علی صاحب کی عدالت سے وارنٹ جاری کیے گئے جو چودھری پرویز الٰہی صاحب کہیں نہ ملنے کے بعد اور ان وارنٹس کی تعمیل نہ ہونے کے بعد چودھری محمد علی اے سی سٹی اسلام آباد کی عدالت نے 2 جنوری 1995ء کو پی او ڈیکلیئر کیا۔ اس لیے یہ معاملہ عدالتی ہے۔ عدالت نے جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب کے بارے میں یہ احکامات جاری کیے ہیں۔ حکومت پنجاب نے ان کی گرفتاری کے بارے میں احکامات جاری نہیں کیے۔ یہ تحریک استحقاق ایک sub-judice معاملے کے متعلق ہے اور اگر اے سی سٹی اسلام آباد نے کہیں قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور انہوں نے قانون یا آئین کے خلاف کوئی آرڈر جاری کیا ہے تو اعلیٰ عدالتیں موجود ہیں اور فاضل رکن اسمبلی اعلیٰ عدالتوں کے پاس اپیل دائر کرنے کا قانونی حق رکھتے ہیں۔ فاضل رکن اسمبلی کسی اعلیٰ عدالت کے پاس جائیں اور اپنے grievences resolve کریں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ sub-judice ہے اور رول 55 کے تحت قابل پذیرائی نہیں ہے اور یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب سپیکر، میں وزیر قانون کی گفتگو سننے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ۔ لاء منسٹر کو سننے کے بعد آپ مجھے بات کا موقع دیتے۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کو سنا ہے اور میں نے آپ کو موقع دیا ہے۔ ان کے بعد آپ کے جواب دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ تحریک استحقاق خلاف ضابطہ ہے۔ اس پہ کوئی بحث نہیں ہو سکتی۔ اسی نوعیت کی تحاریک استحقاق نمبر 6 اور 7 بھی خلاف ضابطہ ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب! آپ نے مجھے نہیں سنا۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کو اتنا سنا ہے کہ سب نے کہا ہے کہ آپ زیادہ سن رہے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، اس طرح آپ غلط precedent مرتب کر رہے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کبھی کسی اپوزیشن لیڈر کو مغرور مزم ڈیکلیئر نہیں کیا گیا۔ ایک طرف تو آپ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن مذاکرات کرے اور دوسری طرف آپ ان کے سروں کی قیمت مقرر کرتے ہیں۔ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ خدا کے لیے آپ وقت کی للکار کو سنیں۔ اگر آپ نے وقت کی آواز کو نہ سنا تو یہ سارا سسٹم تباہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، میں اس کرسی پر بیٹھ کر وہی فیصلہ کر سکتا ہوں جو رولز کے مطابق ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ آپ نے وزیر قانون کی وضاحت سنی ہے۔ اس کا rebutal آپ نے سید ظفر علی شاہ سے سننا گوارا نہیں کیا۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کی اتنی سنی ہیں کہ سب نے کہا ہے کہ آپ زیادہ سن رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ آپ میرا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب لاءمنسٹر یہاں سٹیٹمنٹ دے گئے ہیں کہ یہ معاملہ اس وقت sub-judice ہے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب اس کو contradict کرنا چاہتے تھے کہ یہ sub-judice نہیں ہے۔ آپ نے اتنا بھی گوارا نہیں کیا کہ کم از کم ہم کو سن تو لیتے۔ آپ کے اس رویے کے خلاف اس ہاؤس میں ہم نہیں بیٹھ سکتے اور احتجاجاً ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین شیم شیم کے نعرے لگاتے ہوئے ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ (اس کے بعد چودھری شوکت داؤد بھی ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر، کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے والا تو ایوان میں بیٹھے--- گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں اور چیمہ صاحب اور سندھو صاحب جائیں اور اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(کورم کی نشاندہی پر پانچ منٹ کے وقفے کے بعد کی کارروائی)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ ہاؤس دس منٹ کے لیے adjourn کیا جاتا ہے۔

(جناب سپیکر، بج کر ۱۲ منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

میں نے دس منٹ کی بجائے جو صحیح نہیں تھا، میں نے بیس منٹ انتظار کیا ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں نے آج اپوزیشن کا موقف سننے کی پوری کوشش کی۔ میں نے اس ساری تحریک استحقاق پر پوری طرح غور کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ فی طور پر اس کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اس کے باوجود میں نے اسے سرکولیٹ کروایا۔ اس پر دونوں محرکین کو بولنے کا موقع دیا گیا، کھل کر بولنے کا موقع دیا گیا اور اس کے بعد میں نے وزیر قانون کا مؤقف سنا ہے اور پھر میں نے یہ فیصلہ کیا۔ لیکن بہرحال کچھ فیصلے دوست پہلے سے کر کے آتے ہیں اور ان کو جتنا مرضی accommodate کیا جائے، اس کے باوجود انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے میں نے اسے حذف نہیں کیا۔ میرے متعلق بھی بہت اچھے اچھے الفاظ انہوں نے آج استعمال کیے ہیں لیکن میں نے اپنے متعلق ریمارکس کو کبھی بھی حذف نہیں کیا۔ بہرحال میری کوشش یہی رہی ہے کہ اپوزیشن کے ساتھ حکومت کے ساتھ برابر ایسے چلوں اور میں وہی کچھ کرنے کا پابند ہوں جو دستور، قانون اور قواعد وضوابط مجھے کرنے کے لیے کہتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ کورم پورا نہیں ہے ہاؤس کو کل شام تین بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی مورخہ 9 جنوری 1995ء شام 3 بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس)

پیر' 9۔ جنوری 1995ء

(دو شنبہ' 7۔ شعبان المعظم' 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ
قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ
فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا
فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶۱
اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۲
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۶۳

سورہ یونس آیات 61 تا 63

ر تم جس حال میں سے ہوتے ہو۔ یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی (اور کام) کرتے ہو ب اس میں مصروف ہوتے ہو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی لوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے یا بڑی مگر لتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے○ سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غم ک ہوں گے○ (یعنی) وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گار رہے○

وما علینا الا البلاغ○

پوائنٹ آف آرڈر

کورم نہ ہونے کی وجہ سے نشست کے تعطل کے دوران جناب سپیکر کے ارشادات کی قانونی حیثیت

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ رول ۱۸۲ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ گزشتہ روز جبکہ کورم پورا نہ تھا۔ حزب اختلاف کے ایک معزز رکن نے اس کی نشاندہی کی تھی۔ رول کے مطابق پہلے پانچ منٹ کی گھنٹیاں بجائی گئیں۔ پھر دوبارہ بجائی گئیں۔ اس کے بعد جناب سپیکر نے اجلاس کو adjourn کر دیا۔ اور adjourn کرنے کے بعد انہوں نے اپنا مختصر خطاب بھی کیا۔ اس کے بارے میں میری یہ درخواست ہے کہ جناب سپیکر کے اس خطاب کو جو کہ انہوں نے اجلاس برخاست کرتے وقت کیا تھا۔ اس کو اسمبلی کی کارروائی کے حصہ سے حذف کیا جائے۔ دوسرا جو میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: ۵ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں اس کے بعد پھر ۲۰ منٹ کے لیے بھی بجائی گئیں۔ **قواعد میں مقرر کردہ اوقات کار کے علاوہ کسی دیگر وقت تک اجلاس ملتوی کرنا**

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! جناب سپیکر نے کل ہاؤس adjourn کرتے وقت اس منصب پر اس عہدے پر بیٹھے ہوئے ہال میں انہوں نے خطاب کیا تھا۔ اس کو اسمبلی کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے کیونکہ وہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔ وہ الفاظ جو کہ انہوں نے الزام لگایا کہ قائد حزب اختلاف جو ہیں وہ اس کارروائی میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ اور یہاں تک کہ انہیں اس بات کا بھی احساس نہیں تھا کہ وہ اس اجلاس کو برخاست بھی کرسکتے ہیں۔ اسمبلی میں بیٹھے ہوئے adjourn کر رہے ہیں وہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔ ان کی اس تقریر کو اس حصہ سے حذف کیا جائے ایک بات۔ دوسری بات سر سن لیں پھر جو بھی فیصلہ کرنا ہے اکٹھا کرلیں۔ دوسری بات ۱۸۲ رول کے بارے میں کہ جس وقت کل ہاؤس adjourn ہو رہا تھا تو جناب سپیکر نے کہا کہ ہاؤس کل ---۲ بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ اجلاس آج صبح نو بجے شروع ہونا تھا۔ یہ جو ۲ بجے کا اجلاس کہا ہے یہ خلاف ضابطہ ہے۔ جناب اگر اجازت دیں تو میں جناب کی توجہ relevant rule کی طرف دلاتا ہوں۔

182. (2)If on a fresh count being taken after the expiry of the said period, it is still found that there is no quorum the Speaker shall adjourn the Assembly till the next working day or sine die, as the situation may require:

جو proviso ان کو صرف یہ اجازت دیتا ہے کہ اگر ایجنڈا پہلے ہی دوسرے دن شام کے لیے جاری کر دیا جاتا ہے' ہمارے پاس جو ایجنڈا تھا وہ تو ویسے بھی ورکنگ ڈے پر تھا۔ آج کی صبح کے لیے تھا۔ اگر شام کا ایجنڈا پہلے ہی جاری ہو گیا ہے تو پھر یہ proviso ان کو اجازت دیتا ہے کہ وہ may اور may not شام کا بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن کوئی شام کا ایجنڈا جاری نہیں ہوا تھا۔ ایجنڈا جو جاری ہوا تھا وہ صرف آج کی صبح کے لیے ہوا تھا اور ۱۸۲ (۲) mandatory ہے کہ یہ آج کا اجلاس جو شام کو ہو رہا ہے وہ خلاف قاعدہ ہے۔ سپیکر صاحب نے خلاف قاعدہ اپنی رولنگ دی ہے اور یہ اجلاس صبح نو بجے ہونا تھا۔ان دو باتوں پر میں جناب کی توجہ اور رولنگ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے' بالکل رولز کے مطابق محسوس ہوتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس پر جلدبازی میں رولنگ دینے کی بجائے میں اس کو مزید consider کرنا چاہتا ہوں تاکہ میں اس پر رولنگ سوچ سمجھ کر دوں۔ ویسے میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو admit کرتا ہوں۔ لیکن میں اس پر رولنگ بعد میں دوں گا۔

سید ظفر علی شاہ، تسلی سے دیں۔ میں اس لیے کہتا ہوں کہ یہ پھر روزانہ آگے بھی معاملات آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ کی اس بات کو جائز قرار دیا ہے کہ بادی النظر میں یہ بات درست نظر آ رہی ہے۔ لیکن اس پر میں مزید غور و خوض کرنا چاہتا ہوں اور کل میں اس پر پوری رولنگ دوں گا۔ مہربانی' شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر ایک پوائنٹ پر اٹھایا جا سکتا ہے۔ شاہ صاحب نے ایک ہی دفعہ کھڑے ہو کر ایک پوائنٹ آف آرڈر میں دو separate نکات اٹھائے ہیں۔جو itself illegal ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر ایک ہی ہے' لیکن انھوں نے اس کے دو parts کیے ہیں۔ بات ایک ہی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب' نہیں۔ ایک انھوں نے ذکر کیا ہے جو سپیکر صاحب نے گفتگو فرمائی۔ ایک انھوں ذکر کیا ہے جو اجلاس adjourn کیا۔ دونوں separate چیزیں ہیں۔ گفتگو ایک مختلف چیز ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس کو حذف کیا جانا چاہیے۔ That is a separate issue آگے آ جاتا ہے How to adjourn the session. That is a separate issue.

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بات ایک ہی ہے۔ آپ کی بات اس حد تک ٹھیک ہے کہ بات ایک ہی نکتے پر ہوتی ہے۔ لیکن بات ایک ہی بنتی ہے۔ کوئی خاص اس میں فرق نہیں ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! کل آپ جب بحیثیت سپیکر چیئر پر بیٹھے تھے تو ہم نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اس issue کو اٹھایا جاتا۔ جب آپ نہیں تھے اور جناب صفیف رامے صاحب چیئر پر بیٹھے تھے تو میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کی تھی کہ آپ نے ایک public gathering کے سامنے حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ الفاظ کہے تھے جس سے نہ صرف اپوزیشن بنچوں کے بلکہ تمام ملک میں جس نے پڑھا سنا ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں' جب آپ نے یہ کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو قائداعظم سے بڑے لیڈر تھے۔

چودھری محمد وصی ظفر، **********؟ (شیم' شیم)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' آپ بات کرنے دیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اور ہم نے جناب سپیکر صاحب سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ آپ سے رابطہ کریں اور یا تو آپ ان بیانات کی تردید کریں' یا پھر جب آپ چیئر پر بیٹھیں گے بحیثیت سپیکر' اپوزیشن اجلاس میں شرکت نہیں کرے گی۔ تو میں آپ سے وہی چیز دہراتا ہوں۔ آپ اس پر اپنا فیصلہ سنائیے۔

(*** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: مسئلہ یہ ہے کہ آپ مجھ سے بھی زیادہ باشعور ہیں۔ اور آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ ہمارے ملک کا پریس اکثر دفعہ سیاق و سباق سے ہٹ کر جو ایک بات چبھتی ہے اس کو بیان کر دیتے ہیں اور اس کا سیاق و سباق ' اس کا جو انداز ہوتا ہے' اس کو coverage نہیں دیتا۔ مثال کے طور پر اگر یہ کہہ دیا جائے کہ نماز مت پڑھو' جب کہ تم نشے کی حالت میں ہو۔ اگر اخبار کی یہ خبر لگا دی جائے' "نماز مت پڑھو"، منظور موبل۔ تو اس سے ملک میں ہیجان پیدا ہو جائے گا۔ اور اس بات کو چھوڑ دیا جائے" جب کہ نشے کی حالت میں ہو"۔ میں نے یہ کہا تھا کہ بھٹو صاحب اپنے ہم عصر لیڈران میں میری نظر میں سب سے بڑے لیڈر تھے' ہم عصر۔ میں نہیں سمجھتا کہ قائداعظم ان کے ہم عصر تھے۔ وہ اس سے پہلے لیڈر گزرے ہیں۔ اگر انھوں نے پھر بعد میں پھر query مجھ سے کی کہ آپ قائداعظم کو بھی اس میں سمجھتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ میرا اس وقت بیان آپ دیکھیں کہ میں نے کہا تھا کہ "ہم عصر"۔ ہم عصر میں قائداعظم نہیں آتے۔ باقی جو بات ہے' یہ ہر انسان کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنا اظہار خیال کرے اور جو بھی وہ اپنا خیال رکھتا ہے۔ وہ اس کی اپنی ایک صوابدید ہے۔ اس کو مجبور نہیں کیا جاتا۔ حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک انسان تھے۔ وہ ماورا نہیں تھے انسانیت سے۔ ہم یہاں بیان نہیں کر سکتے ان کے اس کارنامے کو بیان نہیں کر سکتے جو انھوں نے انجام دیا کہ پاکستان کو تخلیق کیا۔ وہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ لیکن اس میں اور ہستیوں کے بھی کارنامے ہیں۔ یہ سہرا قدرت نے ان کے سر پر باندھا تھا۔ لیکن اس سے پہلے بھی ایسے لیڈر حضرات تھے جو اس جد و جہد میں شریک رہے۔ اور یہ قدرت نے سہرا ان کے سر پر باندھنا تھا۔ اور یہ پاکستان تخلیق میں آ گیا۔ اس کی مثال میں یوں دیتا ہوں کہ جب سائنس کا سٹوڈنٹ ایک ٹیوب میں دوسری ٹیوب کا پانی قطرہ قطرہ ڈال رہا ہوتا ہے تو ایک saturated point پہنچتا ہے۔ اس پر آ کر مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ تو باقی قطرات کا بھی بیچ میں عمل دخل ہوتا ہے۔ تو چونکہ میرا اپنا ایک نقطۂ نظر ہے' میں ذوالفقار علی بھٹو کو واقعی اپنے اس دور کا بہت بڑا لیڈر سمجھتا ہوں۔ کسی کو اس سے اختلاف ہو یا نہ ہو۔ لیکن جب ان کا مقابلہ کیا جائے گا تو میری نظر میں بھی قائداعظم کا قد کاٹھ ان سے بڑا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو یہ ایک بات ہے۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ان پر ہمیں آپس میں اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ باتیں جو ہیں' اخباری پریس کا آپ کو بھی پتا ہے ' بعض دفعہ ان کو سمجھ نہیں آ سکتی' بعض دفعہ کسی جگہ کا اخبار ہے۔ اب میں نے احمد پور شرقیہ میں یہ جلسہ کیا تھا۔

اب مجھے پتا نہیں یہ خبر کیسے لگی، کس طرح لگ گئی۔ بہرحال میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دل و جان سے قدر کرتا ہوں، آج تک کبھی ایسی بات نہیں ہوئی۔ لیکن اگر آپ کو اس سے کوئی دکھ پہنچا ہے تو جمہوریت کے فروغ کے لیے یہی بات ہے اگر مجھے اپنا کوئی ذاتی نقصان کرنا پڑے، میں وہ بھی کرنے کو تیار ہوں۔ مہربانی، شکریہ۔جی، کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: میں آپ کا اپنی طرف سے اور حزب اختلاف کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے اپنی حب الوطنی کا اور قائداعظم کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ ہم سب کے شکوک آپ کے ان بیانات سے دور ہو چکے ہیں۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی جی۔

خواجہ ریاض محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا وزراء کرام اور مشیران کرام آج چھٹی پر ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے، یہیں ہیں۔

خواجہ ریاض محمود: تو پھر اجلاس تو تین بجے سے جاری ہے۔ وہ یہاں پر حاضر نہیں ہیں۔ حکومت یہ چلا رہے ہیں یا اپوزیشن چلا رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میں نے اور ہمارے قابل قدر سپیکر صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت کے لیے ہاؤس کو بلائیں گے اسی وقت کرسی پر آ جائیں گے۔ ہم اس پر عمل کر رہے ہیں۔ اب یہ آپ کی بھی مرضی ہے، ان کی بھی مرضی ہے۔ کوئی اگر نہیں آنا چاہتا تو ہم اس کو مجبور نہیں کر سکتے۔ جی، غاکوانی صاحب۔ اس کے بعد عبدالحمید دستی صاحب، پھر خان زادہ صاحب، پھر رانا اقبال صاحب، پھر امان اللہ بابر صاحب، پھر وصی ظفر صاحب۔ غاکوانی صاحب! تاج محمد خانزادہ صاحب بزرگ ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, there is no doubt about the undisputed leadership of the Quaid-e-Azam and I am glad that the House has unanimously endorsed your opinion thereby removing the misunderstanding. But a solitary voice from Treasury Benches, which is the usual voice of dissent, in a very unparliamentary and uncalled for remarks said I think, there is no shak doubt" what you claimed to have said. (voices - shame, shame).

The existence of a man to be a Member of this House and to talk in terms of comparing the Quaid-e-Azam with any personality is a disgrace to this House and it is a disgrace of such a man to be a member of this House.

MR DEPUTY SPEAKER: I think that we should not discuss this matter any more.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I submit that out of loyalty to that great Leader whose soul is looking at you and whose picture is looking at you, you may ask the gentleman to get out of this House for ten minutes.

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی حافظ محمد اقبال خان خاکوانی صاحب !

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ۔ جناب سپیکر! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بخاری شریف کی حدیث کے مطابق کہ کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ کوئی سنی سنائی بات بغیر تصدیق کے آگے بڑھا دے ۔الحمد اللہ اپوزیشن پنجاب اسمبلی نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے کل جب آپ یہاں سپیکر کی کرسی پر تشریف فرما تھے تو سپیکر کی کرسی اور اس عہدے کے تقدس کو دیکھتے ہوئے ہم نے یہ نکتہ نہیں اٹھایا۔ ٹھیک ہے ۔ آج سپیکر حنیف رامے صاحب کے حکم کے مطابق کھوسہ صاحب نے یہ سوال اٹھایا اور الحمداللہ کہ جو ہمارا ایک حسن ظن تھا اور جو گمان تھا آپ کے بارے میں آپ اس پر پورے اترے ۔ آپ نے اس کو clear کیا ۔ اور اس کے باوجود میں علی الاعلان کہوں گا کہ یہ کم ظرفی ہوگی کہ اس کے باوجود بھی آپ نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ میں نے یہ بات نہیں کی اور یہ غلط تھی ۔ لیکن اس کے باوجود اگر آپ کے کسی ساتھی کا دل دکھا ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں ۔ یہ ہے اعلیٰ ظرفی ۔ لیکن جناب سپیکر ! اسی گفتگو کے دوران مجھے یہ حق پہنچتا ہے چاہے فائزادہ صاحب نے بھی یہ بات کہی کہ اتفاق سے یا پتا نہیں اشارے سے وہاں سے بٹن دبا ہوا تھا اور اسی گفتگو کے دوران وصی ظفر صاحب فرماتے ہیں کہ بھٹو قائد اعظم سے بڑے لیڈر تھے ۔یہ فقرہ ابھی جاری تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ کیا اس میں شک ہے ؟ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لیے سوچیں کہ یہ ہم کس طرف جا رہے ہیں ؟ جب ہم اپنے اکابرین کی عزت نہیں کریں گے تو وہ قوم ہی باقی نہیں رہے گی۔ خدا کے لیے آپ اپنی جگہ پر جس کو بھی بڑا لیڈر مانتے ہیں لیکن کم از کم ایک ہستی پر

'ایک شخصیت پر تو ہمارا consensus ہونا چاہیے ۔ لہٰذا میں یہاں بڑے ادب کے ساتھ آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اگر کوئی تھوڑا سا ان کے اندر ظرف ہے تو وہ بھی اپنے ان الفاظ کو واپس لیں ۔ کیوں کہ صحیح معنوں میں ہمارے دل دکھے ہیں ۔ اور کل اگر پریس کے اندر آپ نے فرمایا کہ سیاق و سباق سے ہٹ کر بات کی گئی ۔ لیکن آپ نے الحمد اللہ بڑی clear کردی ۔ لیکن کل اگر پھر پریس والے یہ لکھیں کہ جی ہاں! میں کہتا ہوں کہ بھٹو' قائد اعظم سے بڑا لیڈر تھا' وصی ظفر ۔ تو پھر بتائیں قوم کیا سوچے گی ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ یہ ایسے ہی ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ وصی ظفر ' ذوالفقار علی بھٹو صاحب سے بہت بڑا لیڈر ہے اور نیچے سے کوئی یہ کہے کہ اس میں کوئی شک ہے ۔ تو اس کے بارے میں کیا فرمائیں گے ؟ (قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرا خیال ہے کہ کارروائی کو آگے چلنے دیں ۔ (قطع کلامیاں)

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! یہ مذاق کا نہیں یہ بہت serious مسئلہ ہے ۔ اور آپ نے اس کی سنجیدگی کا احساس کرتے ہوئے اپنے متعلق ان فقروں کی وضاحت کردی ہے جو آپ سے منسوب کیے گئے تھے ۔ بہتر یہ ہوتا کہ آپ یہ وضاحت اس سے پہلے کر چکے ہوتے ۔ کیونکہ پوری قوم نے آپ کے اس فقرے کو بڑی بری طرح سے اپنے دلوں میں چبھتا ہوا محسوس کیا ہے ۔ اچھی بات ہے کہ آج اس کی وضاحت ہو گئی ہے ۔ لیکن وصی ظفر صاحب نے قائد اعظم کی شان میں جو گستاخی کی ہے اس کی انہیں معافی مانگنی چاہیے ۔ آپ کی موجودگی میں جب آپ کہہ رہے ہوں کہ قائد اعظم سے بڑا لیڈر نہیں ہوسکتا ۔ قائد اعظم وہ لیڈر تھے جنہوں نے اس صدی میں سیاسی طور پر پاکستان کی تخلیق کا ایک عظیم کارنامہ انجام دیا ۔ اور ہم ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کی تاریخ ان کے اس کارنامے پر سرنگوں ہے ۔ آج بھی ہماری اس اسمبلی میں قائد اعظم کی تصویر چسپاں ہے ۔ کسی اور لیڈر کی تصویر یہاں موجود نہیں ہے ۔ اس تصویر کی موجودگی میں وصی ظفر کے یہ ریمارکس انتہائی توہین آمیز ہیں ۔ دل آزار ہیں ۔ ان کو یہاں معافی مانگنی چاہیے ورنہ ہم اس ہاؤس میں بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہیں ' جہاں قائد اعظم کی بے حرمتی کی جائے ۔ جہاں پاکستان کے خالق کی بے حرمتی کی جائے ۔ ان کی زبان درازیاں اب اس مقام پر پہنچ گئی ہیں کہ اگر قائداعظم کی شان میں انہوں نے یہ گستاخی کرنے کی کوشش کی تو ان کی زبانیں کھینچ لی جائیں گی ۔ ہم یہ برداشت نہیں کرسکتے کہ قائد اعظم کی شان میں اس قسم کے جملے کہہ کر اس ملک کی

توہین کی جائے، نظریہ پاکستان کی توہین کی جائے ۔ پاکستان کی تاریخ کی توہین کی جائے۔ یہ بہت سنجیدہ مسئلہ ہے ۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر فوری طور پر ایکشن لے کر ان کو حکم دیں کہ وہ معافی مانگیں ورنہ ان کو اس اجلاس سے نکالنے کا حکم دیا جائے ، کیونکہ قائد اعظم کی بے حرمتی کرنے والے کسی شخص کو اس ہاؤس میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

میاں عمران مسعود ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ عمران مسعود صاحب! میرے خیال میں کافی باتیں ہو گئی ہیں ۔ اب ہم نے آگے چلنا ہے ۔ امان اللہ بابر صاحب! میں نے آپ کو وقت تو دیا تھا لیکن میرے خیال میں کافی باتیں ہو گئی ہیں ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ۔ جناب والا! سردار امجد حمید خان دستی صاحب کو سن لیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ دستی صاحب پہلے بولیں گے تو ٹھیک ہے ۔ وہ بول لیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ منافق کی کوئی بخشش نہیں ہے ۔ قتل کرنے والے کی بھی کوئی بخشش نہیں۔ وصی ظفر صاحب منافق نہیں ہیں ۔ اور اس ضمن میں میں ان سے اختلاف کرتا ہوں کہ ابوجہل بھی منافق نہیں تھا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ساری دنیا ان کی باتوں کی قائل ہو گئی ۔ لیکن وہ نہ مانا۔ منافق نہیں تھا وہ نہ مانا۔ اور اسی طرح یہ عصر حاضر کے ایک اور ابوجہل ہیں ۔ ابوجہل نے مرتے وقت یہ کہا تھا کہ میں اپنے وقت کا سردار ہوں اور اپنے موقف پر ڈٹا ہوا ہوں ۔ تو جب میں مروں میری گردن کو لمبا کر کے کاٹو ۔ تو ان کے لیے بھی جب یہ مریں تو ان کی گردن لمبی کر کے کاٹی جائے ۔ چونکہ یہ بھی عصر حاضر کے ابوجہل ہیں ۔ ایک اور بات آپ کے لیے گزارش کرتا ہوں کہ کیا بات ہے اور تابش الوری صاحب نے جو غصہ کیا ہے اپنی جگہ بجا ہے کہ ایک ملک بنانے والا جس کی بدولت ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ہمارے جیسے نالائق آدمی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ہمارے جیسے وزیر بن کر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ہمارے جیسے ممبر بن کر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی بدولت ، ورنہ ہم جوتیاں گھساتے پھرتے ۔ پھر یہ نام آتا ہے بھٹو صاحب کا، ہم ان کے متعلق بات نہیں کرنا چاہتے لیکن کم از کم آپ اپنے ذہن نشین کر لیں کہ کیا انہوں نے اس ملک کو دولخت نہیں کیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ یہ بات نہ کریں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : اگر کیا ہے تو آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ عصر حاضر کے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں - یہ بات نہ کیجیے - اس طرح سے اور بات کھلتی ہے -

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! وہ عجیب لوگ تھے جنہوں نے ملک کو قائم رکھنے کے لیے جدوجہد کی۔ **********

جناب ڈپٹی سپیکر : انہوں نے جو ملک کو توڑنے کی بات کی ہے میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں - (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر -

جناب ڈپٹی سپیکر : جی پوائنٹ آف آرڈر -

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر ! بات صرف اتنی کرنے کی ہے کہ یہاں پر اس شخص کا نام لیا جائے **********

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں - this is no point of order - یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی۔ جناب سپیکر! **********

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ this is no point of order. this is no point of order.

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! **********

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اس انداز سے اگر مجھے دھمکی دیتے ہیں تو میں برداشت نہیں کروں گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! **********

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order.This is no point of order

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! **********

جناب ڈپٹی سپیکر : I disallow it. ' میں نیازی صاحب کو کہتا ہوں کہ resume your seat. آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! **********

***(حکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کردیا گیا)

اب ڈپٹی سپیکر، سارجنٹ ایٹ آرمز۔ سارجنٹ ایٹ آرمز۔

اب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! **********

اب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔ آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔ Have a seat please.

اب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! **********

اب ڈپٹی سپیکر، جو نیازی صاحب بات کر رہے ہیں میں اسے تمام کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ Have a seat please. Have a seat please دیکھیں! یہ ایسی باتیں آپ نے شروع کر دیں۔ ں نے بڑی clearly بات کی ہے ۔ معذرت کی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے یہ بات کی نہیں۔ اگر پھر ں بات ایسی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔ آپ نے بھی اس پر بڑے اچھے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ ی ظفر صاحب نے پتا نہیں سنجیدگی سے یا کیسے بیٹھے بیٹھے کچھ کہا اور بیٹھے بیٹھے جو بات ہوتی ہے وہ cross tal ہوتی ہے۔ وہ کارروائی کا حصہ ہی نہیں بنتی۔ اب امجد حمید دستی صاحب نے جو کہا' یہ ایک vie ہے' point ہے ' جس طرح لوگ کہتے ہیں کہ بھٹو صاحب نے پاکستان توڑا ۔ کئی لوگ کہتے ہیں ، یہ غلط بات ہے۔ سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ ہوا۔ اختلافی فیصلہ ہوا۔ کئی کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے کئی ئیں تھیں۔ کئی کہتے ہیں کہ یہ ہے ۔ تو یہ سب disputed باتیں ہیں۔ لہٰذا ہمیں ایسی باتیں نہیں کرنی ہیئے جس سے دوسرے فریق کی دلآزاری ہو۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ ادھر سے بھی قطعاً کوئی ایسی ت کسی لیڈر کے بارے میں نہیں ہونی چاہیے جس سے دلآزاری کا کوئی باعث بنے۔ لہٰذا ہمیں اس اسمبلی ؛ چلانا ہے۔ جمہوریت کو فروغ دینا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں کر کے ہم ایک دوسرے میں اختلافات ، نہ کریں۔ مہربانی شکریہ۔ جی کھوسہ صاحب۔

ردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ! آپ نے ابھی فرمایا کہ وصی ظفر صاحب نے بیٹھے ے یہ بات کر دی ۔ تو میں آپ کی وساطت سے یہ جاننا چاہوں گا کہ پھر ان کا مائیک کس نے آن کیا؟ یونکہ وہ ان کی آواز مائیک پر آئی ہے۔ بےشک کی آواز سارے ہال نے سنی ہے۔ یہ مذاق نہیں ہے۔

اب ڈپٹی سپیکر ، میں اب ان سے بات پوچھنے والا ہوں۔ ابھی مجھے کچھ مہلت تو دیں۔ میں ان کا قف تو سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ جناب! مجھے اپنی بات تو مکمل کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ آپ نے کہا کہ ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے۔ بالکل ہم ہاؤس کو چلانے کے لیے ہاؤس کے اندر آئے بیٹھے ہیں۔ میرے بارے میں کچھ کہہ لیا جائے اس کی وضاحت ہو سکتی ہے۔ اپوزیشن ممبرز میں سے کسی کے بارے میں کچھ کہہ لیا جائے، ہم سن بھی لیں گے، سنا بھی دیں گے۔ لیکن اگر قائد اعظم کے بارے میں اس طرح سے بیہودہ بات کی جائے گی تو ہم قطعاً کارروائی کو نہیں چلنے دیں گے۔ جب تک اس پوائنٹ کو جو کہ جناب تابش الوری صاحب نے اٹھایا، جب تک آپ اس پر رولنگ نہیں دیں گے، ہم ہاؤس کی کارروائی نہیں چلنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا! یہ تو کچھ اس طرح سے بحث شروع ہوئی جیسے دستی صاحب نے فرمایا۔ ایک شخص سو کا نوٹ رشوت لیتے پکڑا گیا۔ اس کو کسی نے مارا تو وہ دوسروں کو کہنے لگا کہ جی دیکھو قائد اعظم کو گالیاں دے رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جیسے قائد اعظم صاحب نے پاکستان بنایا، یہ ان کے کوئی ٹھیکیدار نہیں ہیں۔ یہ جیسے بڑا کہہ رہے ہیں۔ ہم قائد اعظم کے تسلیم کرنے والے نہیں؛ ہم اس ملک میں نہیں رہتے ہیں؛ لیکن جو ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا مقام ہے۔ جو اپنی جگہ پر انھوں نے غریب آدمی کو امیر کے برابر بیٹھنا سکھایا۔ جو اس کو بتایا کہ تیرا ووٹ اپنا ہے۔ جو انھوں نے بتایا کہ یہ تیرا ملک اپنا ہے۔ جو انھوں نے بتایا کہ اس میں تیرے یہ حقوق ہیں۔ توں تھانے خود جا سکتا ہے۔ توں کچہری خود جا سکتا ہے۔ تیرا یہ حق ہے۔ جو انھوں نے قوم کو دیا، وہ اپنی جگہ پر ایک الگ بات ہے۔ یہ اسی ریفرنس میں اور اسی context میں ہے کہ جیسے جناب نے فرمایا کہ اپنے ہم عصروں میں ان کو کہہ لیں کہ جیسے وہ بھی تھے۔ یہ تو اگر وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل والی بات ہے تو نعوذ باللہ یہ قائد اعظم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا رہے ہیں؛ یہ پھر اپنی جگہ پر کفر کر رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؛ یہ خود ادھر بیٹھ کر کفر کرتے ہیں۔ وہ ایک اپنی جگہ لیڈر تھے۔ نبی، پیغمبر نہیں تھے۔ ہم ان کو لیڈر کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ میں ان کو نبی کبھی بھی نہیں مانوں گا۔ نہ کوئی وہ آسمانی اتار تھے۔ وہ ایک عام انسان تھے اور وہ ایک لیڈر ضرور تھے اور ہمارے لیے قابل احترام ہیں کہ انھوں نے یہ ملک بنایا۔ لیکن ذوالفقار علی بھٹو بھی اسی طرح ہیں کہ انھوں نے اس ملک کے غریب آدمی کو جگا کر بھی ملک بنایا۔ ان

کی طرح ملک کو بیچا نہیں۔ جو ان کے لیڈر تھے۔ جن کی خاک بھی نہ ملی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو آپ کے نقطہ نظر میں بھی قائد اعظم بہت قابل احترام اور بڑے لیڈر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، سب کے نقطہ نظر میں ہیں۔ یہ ٹھیکیدار نہیں ہیں۔ یہ خواہ مخواہ کی ٹھیکیداری لے کر آجاتے ہیں۔ اگر یہ مائیک کی بات ہے تو یہ ابھی تک چل رہا ہے میں کیا کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری اقبال صاحب ۔ وصی ظفر صاحب no cross talk please جی ۔

چودھری محمد اقبال ، جناب والا! یہ بحث موضوع سے ہٹ کر شروع ہو گئی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے بہت پہلے اس معزز ایوان میں آپ سے گزارش پیش کی تھی کہ اس ہاؤس کے اندر بہت سی پولیٹیکل پارٹیز کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو منتخب ہو کر آئے ہیں۔ کسی بھی سیاسی لیڈر کے بارے میں جب بات کی جائے تو یہاں نامناسب ' نازیبا الفاظ کسی بھی لیڈر کی شان میں نہ استعمال کیے جائیں۔ تاکہ ماحول خوشگوار رہے۔

جناب سپیکر! یہ بات بالکل موضوع سے ہٹ کر ہو رہی ہے۔ ہم نے صرف ایک بات کی ہے۔ ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن نے ایک بات کی ہے کہ آپ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کے ریمارکس جو اخبار میں آئے ہیں وہ clear کر دیں اور آپ نے وہ clear کر دیے۔ پھر درمیان میں ہمارے وصی ظفر صاحب بول پڑے اور سارے ایوان نے یہ بات سنی ۔ خدا کے لیے میری آپ سے اور آپ کی وساطت سے وصی ظفر صاحب سے بھی یہ اپیل ہے کہ ایک ہستی پاکستان میں ہو کہ creator ہے ' جو کہ پاکستان کی بانی ہستی ہے۔ جس کو سارے لوگ مانتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اور un disputed ہے۔

چودھری محمد اقبال ، جی un disputed ہے۔ چاہے وہ کسی پارٹی کا آدمی ہو ' کسی دفتر میں آپ چلے جائیں ' کسی گھر میں چلے جائیں ' وہاں قائد اعظم کی تصویر آپ کو نظر آئے گی۔ تو ان کو un disputed رہنے دیا جائے اور اس پر جس طرح آپ نے clear فرمایا ہے وصی ظفر صاحب بھی clear فرما دیں۔ ہماری کسی اور لیڈر کے ساتھ نہ کوئی لڑائی ہے اور نہ ہم کسی کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ ہو گئی بات ۔

سید تابش الوری ، نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ ۔ تابش صاحب ایک منٹ ۔ میں بات کر رہا ہوں۔ میری بات تو سنیں۔ ایک منٹ ۔ جو وصی ظفر صاحب نے بات کی تھی اگر وہ کارروائی کا حصہ ہے تو میں اس کو حذف کرتا ہوں۔

اپوزیشن بنچز ، نہیں ۔ نہیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! آپ خود گواہ ہیں ۔ پورا ہاؤس گواہ ہے ۔ انھیں کہنا چاہیے کہ میں اس پر معذرت کرتا ہوں۔ میں اس پر ندامت کا اظہار کرتا ہوں۔ اس کے بغیر یہ بات نہیں ہو سکتی۔ یہ مذاق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انھوں نے بات کی ہے۔

سید تابش الوری، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ آپ cross talk میں بولتے جائیں۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! اگر انھوں نے بات نہیں کی تو وہ کر دیں ۔ بات ختم ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ۔ انھوں نے بات تو کر دی ہے۔

چودھری محمد اقبال، نہیں کی نا۔ نہیں کی۔ وہ clear کر دیں ۔ بس بات ختم ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب آپ ذرا قائد اعظم کے بارے میں کہہ دیں کہ وہ un disputed ہستی ہیں۔ ایک منٹ ۔ کھوسہ صاحب! آپ بات تو سن لیں۔ آپ ان کی بات دھیان سے سنیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب ! میں نے بالکل کہہ دیا ہے۔ میں اپنی اسی بات پر اسی طرح قائم ہوں کہ قائد اعظم کا پاکستان بنانے میں بہت بڑا اپنی جگہ پر ایک مقام ہے ۔

سید تابش الوری، ان کو معذرت کرنی چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں نے ویسے نہیں کہنا ان کے ڈکٹیٹ کرنے پر۔ میں نے اپنی مرضی سے کہنا ہے جو کہنا ہے ۔ میں ڈکٹیشن نہیں لوں گا۔ اگر ان کو کوئی غلط فہمی ہے۔ بات وہی کی وہی ہے۔ قائد اعظم کا اپنا ایک بہت بڑا مقام ہے۔ انھوں نے یہ ملک ہمیں دیا۔ یہ ایک سچائی ہے۔ جو کسی کے بھی کچھ کہنے پر مٹ نہیں سکتی۔ ہم ان کو ان سے پہلے ماننے والے ہیں۔ لیکن یہ ایک اپنی جگہ پر بات درست ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کا بھی ایک بہت بڑا مقام ہے۔ جس نے ملک کے غریب اور عام آدمی کو

جینا سکھایا۔ اس نے بتایا کہ یہ تمہارا ملک ہے۔ تمہارے یہ حقوق ہیں۔ تمہیں اس میں اس طرح رہنا ہے۔ تم بھی برابر ہو۔ تم چارپائی پر بیٹھ سکتے ہو۔ تم کرسی پر بیٹھ سکتے ہو۔ تم امیر آدمی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہو۔ تم تھانے خود جا سکتے ہو۔ تم کچہری خود جا سکتے ہو۔

اپوزیشن بنچز ، جناب سپیکر ! یہ بے سروپا تقریر ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، انھیں یہ کہنا چاہیے کہ بھٹو قائد اعظم کے بچے تھے۔

جناب غلام عباس، تم بھٹو صاحب کے بچے تھے۔ جب ان کی حکومت تھی تو تم ان کی بچہ گیری کرتے تھے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں لعنت بھیجتا ہوں ۔ میں تم لوگوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں اپنے ساتھ پیپلز پارٹی کا نام پلید سمجھتا ہوں۔

جناب غلام عباس، تم پلید ہو۔ خبردار ! اپنی زبان سے پیپلز پارٹی کا نام نہ لینا۔ تم شہید بھٹو کے بچے تھے۔ میرے پاس تصویریں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ No cross talk ۔ سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب۔ سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں لعنت بھیجتا ہوں۔ اس وقت بھی ڈنڈا تھا اور آج بھی ڈنڈا ہے۔

جناب غلام عباس، آپ قرآن اٹھا کر بات کریں کہ کیا آپ پیپلز پارٹی میں اس وقت نہیں تھے ---

(قطع کلامیاں)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب سپیکر ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر وہی ہے کہ سید تابش الوری صاحب نے آپ کی ایک وضاحت چاہی آپ کی رولنگ چاہی جواباً" آپ نے جب وصی ظفر صاحب کو وضاحت کرنے کو کہا تو پھر وہ مقابلہ کرنے پر آ گئے انہوں نے وضاحت اب تک نہیں کی کہ بے شک وہ بانی پاکستان ہیں بے شک انہوں نے پاکستان حاصل کیا لیکن بھٹو صاحب نے یہ کیا۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں بے شک نہیں ۔ انہوں نے کہا ہے ---

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ مجھے بات مکمل کرنے دیں ۔

جناب والا! یہ مقابلہ بھی نہیں کیا جا سکتا قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں سو فیصد قوم

تھی اور ذوالفقار علی بھٹو کے حق میں اس کی peak of popularity تک بھی نہیں تھی صرف ۲۵ فیصد قوم تھی تو اس طرح سے بھی یہ مقابلہ کرنا غلط ہے ۔ ان کے اگر چند کارنامے ہیں تو وہ بیشک اپنی جگہ گنتے رہیں لیکن یہ مقابلہ قطعاً" نہیں ہو گا اور ہم اس ایوان کو اس وقت تک نہیں چلنے نہیں جب تک آپ اس پوائنٹ پر آپ اپنی رولنگ نہیں دیں گے اور وہ معذرت نہیں کریں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی شخص کو آپ مجبور نہیں کر سکتے ۔ میں اس پر رولنگ دیتا ہوں ۔ میری رولنگ یہ ہے کہ ۔

"قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں ایک عظیم لیڈر ہیں بلکہ عظیم سے بھی عظیم ترین لیڈر ہیں بلکہ عظیم ترین سے بھی عظیم ترین لیڈر تھے ان کے مقابلے کا کوئی لیڈر نہیں ہے لیکن بھٹو صاحب بھی اپنے دور کے لیڈر تھے ۔ " (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب سپیکر! جناب لیڈر آف دی اپوزیشن کے پوائنٹ آف آرڈر پر اور آپ کی وضاحت کے بعد یہ معاملہ اصولی طور پر تو ختم ہو جانا چاہیے تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بعض دوست۔۔۔ اور ان ہی کے بارے میں تاریخ میں وہ پورس کے ہاتھی کو جو نام دیا گیا ہے وہ اسی قسم کے دوستوں کو دیا گیا ہے جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے وقار ان کے pedestal اور ان کے مرتبے کو damage کرنے کی کوشش کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے نادان دوستوں نے جس کے ساتھ وہ عقیدت رکھتے ہیں یہ ان کا حق ہے انہوں نے ان کے قد کو بھی نیچا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا! شاہ صاحب کا ایک بڑا ہی سیدھا سادھا سا مطالبہ تھا اور وہ نہایت جائز مطالبہ ہے محترم وصی صاحب کی خدمت میں میں ذاتی طور پر اور تمام حزب اختلاف اور تمام ایوان کی طرف سے درخواست کروں گا کہ ماحول کو پراگندہ نہ کریں۔ جناب والا بہت greatness ہوتی ہے اگر بات ایسے کر دی جائے اگر وہ بعد میں میں پھر ایک دفعہ موقع ان کو دیتا ہوں کہ وہ اپنے وہ الفاظ اور اپنی وہ بات واپس لے لیں ذوالفقار علی بھٹو صاحب ان کے ذہن میں بہت بڑے لیڈر ہوں گے اور ہیں یہ تو تاریخیں فیصلہ کرتی ہیں لیکن ابھی جو اس موقع پر بات کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی شان میں زیادہ اضافہ ہوگا کہ وہ واضح طور پر یہ کہہ دیں کہ انہوں نے جو الفاظ یہ جو فقرہ جست کیا ہے اس فقرے کو وہ واپس لیتے ہیں تو ماحول ٹھیک ہو جائے گا

کیوں وصی ظفر صاحب آپ اس بات پر تیار ہیں وصی ظفر صاحب کوئی بری بات نہیں بس اتنی سی بات ہے لیکن میں وصی ظفر صاحب کا بطور وکیل بھائی احترام کرتا ہوں لیکن اگر وہ یہ بات نہیں کریں گے میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں یہ التماس کروں گا کہ اس وقت تک حزب اختلاف ہاؤس میں نہیں آئے گی جب تک یہ اپنی اس بات کو اور اپنے اس فقرے کو واپس نہیں لیتے۔ سیدھی سی بات ہے۔

حاجی محمد افضل چن، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو بھی اس پاکستان میں ہے یہ سب کچھ قائد اعظم کی بدولت ہے اور ہم سارے کے سارے صرف قائد اعظم کی بدولت ہی یہاں بیٹھے ہیں جس نے پاکستان بنایا تھا قائد اعظم غیر متنازعہ شخصیت تھی جناب والا! میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے پاکستان میں کوئی آدمی بھی قائد اعظم کی شان میں کوئی گستاخی کرے۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ نہ کوئی ہمارا پاکستانی سننے کے لیے تیار ہے لیکن میں قائم مقام لیڈر آف دی اپوزیشن سے عرض کروں گا کہ اگر جناب وہ نہیں کہتے اگر انہوں نے الفاظ غلط کہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

آپ میری بات تو سنیں۔ اگر انہوں نے قائد اعظم کی شان میں گستاخی کی ہے تو سارے ہاؤس سے میں معافی مانگتا ہوں۔ کیونکہ جو قائد اعظم کا مقام ہے نہ اس کو کوئی گھٹا سکتا ہے نہ اسے کوئی بڑھا سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک مقام دیا تھا کہ وہ مرد قلندر تھے جنہوں نے ہمیں پاکستان لے کر دیا تو میری گزارش ہے کہ اپوزیشن والے بھی تھوڑا سا lenient view لیں تھوڑی سی مہربانی کریں میں بھی آپ کا بھائی ہوں میں بھی آپ کے ساتھ ممبر ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ ساری ٹیپ چلا لیں۔ کسی بات کو issue بنانا اپوزیشن والوں کا اپنا right ہے یہ ان کا حق ہے میں نے جو کچھ کہا بالکل درست کہا میں اب بھی کہتا ہوں کہ قائد اعظم undisputed ہیں ان کا اس بات سے بالکل کوئی تعلق ہی نہیں۔ لیکن اب آپ رولنگ دیں کہ میں نے کوئی گستاخی کی ہے تو ٹھیک ہے۔ لیکن ان کی دھونس دھاندلی کو میں کچھ نہیں سمجھتا میں کچھ بھی نہیں کروں گا۔ پہلے سپیکر اپنی رولنگ دے کہ میں نے کوئی ایسی گستاخی کی ہے پھر آپ جو کہیں گے میں کروں گا۔ ایسے نہیں کہ اپوزیشن کہے زبردستی یوں ورنہ یوں۔ یوں ورنہ یوں اسی طرح میں بھی دھونس دھاندلی کرتا ہوں۔ آگے میں کچھ نہیں کروں گا ٹیپ چلائی جائے آپ اس کا فیصلہ

کریں آپ اس پر رولنگ دیں اگر آپ کہیں گے کہ میں نے غلط کیا ہے اگر چیئر کہے تو ٹھیک ہے اگر یہ نہیں کہتی تو میں ان کی دھونس دھاندلی کو کچھ نہیں سمجھتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات سنیں۔ فیصلہ مجھ پر آ گیا ہے۔ یہ بات مجھ سے شروع ہوئی تھی۔ کیونکہ کل میں یہاں ایوان میں نہیں تھا نہ میں چیمبر میں تھا۔ میری عدم موجودگی میں ایک بات ہوئی جو اخباری خبر کو نقطہ نظر بنا کر کی گئی۔ راجے صاحب نے ٹھیک کہا کہ ان کی موجودگی میں بات کیجیے آج میری موجودگی میں بات کی میں نے اس کی وضاحت کر دی۔ جبکہ میں نے بات بھی نہیں کی تھی لیکن اس کے باوجود بھی میں نے جمہوریت کے فروغ کے لیے معذرت بھی کر لی ہے کہ اگر کسی کا دل دکھا ہے تو میں معافی کا خواستگار ہوں میں نے یہ ایوان کے اندر کہا۔ جب اس وقت بات ہو رہی تھی تو وصی ظفر صاحب نے ایک جملہ کہا ایک فقرہ کہا انہوں نے یہ کہا کہ بھٹو صاحب بھی ایک بڑے عظیم لیڈر تھے ---

آوازیں، یہ نہیں کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اور کیا کہا تھا؟

سید تابش الوری، جناب والا! آپ نے یہ کہا ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو قائد اعظم سے بڑے لیڈر تھے انہوں نے کہا کہ اس میں کیا شک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اگر یہ بات ہے تو میں اپنی رولنگ میں یہ کہتا ہوں اور وصی ظفر صاحب کو اس ایوان کا ممبر ہونے کے ناتے سے ایک ذہین ممبر ہونے کے ناتے سے اور جس کو رولز اور آئین کا بھی پورا پتا ہے اور یہ بھی ایک بات ہے کہ انہوں نے خود ہی کہا ہے کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ un-disputed لیڈر ہیں۔ جب وہ un-disputed لیڈر ہیں تو میرے نقطہ نظر میں اپنے ہم عصروں میں تو بھٹو صاحب ایک بہت بڑے لیڈر ہیں لیکن قائد اعظم سے بڑے لیڈر نہیں ہیں اس لیے میری استدعا یہی ہے کہ وصی ظفر صاحب بھی اس ایوان کے لیے یہ کہہ دیں، جمہوریت کے فروغ کے لیے un-disputed ذات کے لیے کہ وہ اس ملک میں سب سے بڑے لیڈر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ تو میں کہہ رہا ہوں۔ وہ تو جان کر یہ issue بنا رہے ہیں۔ اسی لیے تو میں کہہ رہا ہوں کہ ٹیپ چلا لیں۔ یہ تو ویسے ہی بات کا بتنگڑ بنا رہے ہیں۔ میں جناب کے کہنے پہ بھی اور ان کے کہنے پہ بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ un-disputed لیڈر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اور سب سے بڑے لیڈر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : اور ذوالفقار علی بھٹو اپنی جگہ اپنے دور میں عظیم لیڈر تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اور قائد اعظم سب سے بڑے لیڈر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جی ہاں ' قائد اعظم سب سے بڑے لیڈر ہیں۔ یہی میں کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب مسئلہ ختم ہو گیا۔

جناب اظہر حسن ڈار : جناب سپیکر! قائد اعظم کے بارے میں کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ انہوں نے ملک بنایا ہے ' قربانیاں دی ہیں۔ 1940ء میں قرارداد پاکستان پاس کروائی اور 1947ء میں ہمیں ملک دیا۔ اس کے بعد آپ نے تجزیہ کیا ہے کہ ان کے بعد عظیم لیڈر ذوالفقار علی بھٹو ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جب یہ بات آ گئی ہے کہ حضرت قائد اعظم un-disputed لیڈر ہیں۔ کسی ایک شخص کے لیڈر نہیں ہیں۔ وہ ساری قوم کے لیڈر ہیں۔ کوئی ان کو اپنے کھاتے میں نہیں ڈال سکتا کہ وہ ہمارے لیڈر ہیں اور باقیوں کے لیڈر نہیں ہیں۔ وہ ساری پاکستانی قوم کے لیڈر ہیں۔ اور ہم ان پر پورا اعتماد کرتے اور ان کو سب سے بڑا لیڈر سمجھتے ہیں۔ یہی سب کی رائے ہے۔ اب اس میں فرق کیا ہے۔

سید تابش الوری : قائد اعظم ان کی رائے کے محتاج ہیں۔ ' وصی ظفر کی رائے کے محتاج ہیں۔ قائد اعظم کی توہین قانونی و آئینی جرم ہے اور آپ اس کو defend کر رہے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایوان میں اس طرف بیٹھے ہوئے لوگ ان کی مذمت نہیں کر رہے۔ بلکہ وہ قائد اعظم کی مذمت میں شریک ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ " بھٹو قائداعظم سے بڑے لیڈر تھے بے شک" یہ الفاظ انھوں نے کہے۔ ہم تو یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ قائد اعظم بھی بڑے لیڈر تھے ' بھٹو بھی بڑے لیڈر تھے۔ یہ آپ کی وضاحت نہیں چل سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تابش الوری صاحب ' آپ تو بال کی کھال اتارتے ہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ بات کو ختم ہونے دیجیے۔

جناب غلام عباس : جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر : سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد میں جناب غلام عباس صاحب کو اجازت دوں گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا آپ جب اپنی رولنگ دینے لگے تھے تو بڑی وضاحت سے سید تابش الوری نے وہ فقرہ یا اس فقرے کا وہ حصہ دہرایا جس سے ایوان میں یہ ساری بدامنی پیدا ہوئی ہے۔ اب اگر آپ یہ واضح رولنگ دے رہے ہیں کہ وصی ظفر صاحب نے یہ غلط بیان دیا ہے یا غلط تاثر دیا ہے تو اسے ان کو ایڈمٹ کر کے ایوان کے سامنے اور آپ کی وساطت سے ہم سب سے معذرت کرنی چاہیے۔ آپ بار بار اپنی وضاحت کی طرف لے جاتے ہیں۔ ہم نے وہ منظور کر لی۔ آپ نے بڑی وضاحت کر دی' اپنے موقف کو بیان کر دیا۔ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ نے ایک بڑی واضح سٹیٹمنٹ دے دی۔ ہمیں اس پہ کوئی اعتراض نہیں رہا۔ اب یا تو وہ اپنے اس فقرے کی معذرت مانگیں گے یا یہ دیکھ لیجیے کہ ہم نے اس ایوان کو چلانے میں کتنا interest دکھایا' ہماری تعداد گن لیں۔ ان کے وزراء کی تعداد اور ایم پی ایز کی تعداد گن لیں۔ جناب لانسٹر پون گھنٹے کے بعد ایوان میں تشریف لاتے ہیں۔ جب اجلاس شروع ہوا تو صرف ایک منسٹر یہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اور ان کے بارہ ایم پی ایز بیٹھے ہوئے تھے اور ہماری تعداد گن لیں۔ پھر یہ ہم پہ الزام دیتے ہیں کہ آپ ایوان کو نہیں چلانا چاہتے۔ لیکن اگر یہ اس ماحول میں ایوان چلانا چاہیں گے ' قائد اعظم پر الزام اور قائد اعظم کی توہین کر کے یہ ایوان کو چلانا چاہیں گے تو ہم قطعاً نہیں چلانا چاہتے۔ اور اس پہ احتجاجاً ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب غلام عباس صاحب۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میں آپ کی وضاحت کے بعد جو کہ آپ نے حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کی اور اس کے بعد جناب کھوسہ صاحب کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرنا اور پوری اپوزیشن کی اس تائید کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ اپوزیشن کے اراکین کے پاس کوئی ایسا جواز تھا کہ وہ غیر ضروری بحث میں الجھ جاتے اور جب کہ وصی ظفر صاحب نے اپنی تقریر میں یہ واضح کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے سب سے عظیم بلکہ عظیم تر لیڈر تھے۔ انہوں نے پاکستان تخلیق کیا' پاکستان بنایا' ایک آزاد ملک ہمیں دیا۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے بعد کسی

مزید وضاحت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے ۔ در اصل اپوزیشن کے متعدد رہنماؤں کا ضمیر جاگیردارانہ نظام کا ہے وہ ہر چیز کو ٹھیکیداری نظام پر چلانا چاہتے ہیں ۔ انہوں نے قائد اعظم کی بھی ٹھیکیداری خود ہی سنبھال لی ہے ۔ حالانکہ پاکستان کے اندر کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ حضرت قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی ذات کے بارے میں کسی قسم کا کوئی ابہام رکھتا ہو۔ قائد اعظم کے بارے میں کوئی ابہام نہیں ہے ۔

ایک معزز ممبر : کورم نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں ۔ کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے ۔ گنتی کی جائے ۔ (گنتی کی گئی) اس وقت ایوان میں 58 ممبران موجود ہیں۔ چار ممبر کم ہیں ۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر : پانچ منٹ گزر چکے ہیں لہٰذا گنتی کی جائے ۔ تمام حضرات اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی ہو سکے ۔ جو دوست درخواستیں لے کر ایک دائرہ کی شکل میں کھڑے ہیں وہ بھی اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں ۔ تمام فاضل اراکین اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی شروع کی جائے ۔ جی گنتی شروع کی جائے ۔

(گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے ۔ کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے ۔ وصی ظفر صاحب! شاید آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ جذبات ہر کسی کے اپنی جگہ پر ۔ میں نے جناب کے سامنے سات دفعہ یہ بات انتہائی clear بیان کی ہے اور بار بار کرتا ہوں کہ قائداعظم (رحمتہ اللہ علیہ) کا مقام ہمارے سمیت تمام قوم کے لیے ' تمام پارٹیوں کے لیے undisputed ہے ۔ انہوں نے پاکستان کو create کیا ' بنایا ۔ اپوزیشن والے دو باتوں کو خواہ مخواہ mix کر رہے ہیں ۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا اپنا ایک مقام ہے ۔ جہاں پر قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے مشن چھوڑا تھا وہاں پر ان کی پارٹی تو حصوں بخروں میں بٹ گئی ' اور جس طرح ان کی وفات کے بعد بوٹیاں نوچنے لگ گئی اس بارے میں جناب کو علم ہے ۔ یہ پورے ملک کی ایک تاریخ ہے ۔ اس مشن کو ذوالفقار علی بھٹو

صاحب آگے لے کر چلے۔ وہ اس مشن کو آگے تکمیل کی طرف لے کر چلے۔ میں نے جناب سے عرض کیا ہے کہ آپ ٹیپ سن لیں بلکہ آپ نے تو سب کچھ سنا ہے۔ آپ اس چیئر کی honesty سے کہہ دیں کہ میری کسی بات میں کچھ غلطی ہے۔ اور آپ مجھے اگر حکم کریں تو مجھے معذرت کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ صرف یہ کہہ دیں کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑے لیڈر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں کہہ رہا ہوں کہ سب سے بڑے undisputed لیڈر تھے۔ اور پہلے بھی میں نے یہی کہا ہے۔ اپوزیشن والے تو بلاوجہ اس معاملے کو بڑھا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ شاہواز جپہہ صاحب اور افضل سندھو صاحب آپ دونوں حضرات تشریف لے جائیں اور ہمارے فاضل اراکین اپوزیشن کو منا کر لائیں۔ یہ ہم نے دو انسانوں کی ایک مستقل جوڑی بنائی ہے جو اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لاتے ہیں۔ اور یہ بات سچی ہے کہ اپوزیشن بھی ایوان کی کارروائی میں حصہ لینا چاہتی ہے۔ وہ بھی بڑی تعداد میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ یہ خواہ مخواہ ایک ایسی بات پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے یہ مسئلہ پیدا ہوا۔

جناب ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ وقفہ سوالات شروع کیا جائے کیونکہ وقت گزر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب محمود اختر گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے!

جناب محمود اختر گھمن: جناب سپیکر! وصی ظفر صاحب نے جو بات آپ کی خدمت میں عرض کی ہے کہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اپنا مقام ہے اور یہ undisputed ہے۔ جیسا کہ میرے دوست وصی ظفر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ ایک عظیم ترین لیڈر ہیں اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے میں ہمارے قائد ذوالفقار علی بھٹو شہید نے کام کیا۔ تو یہ بات کوئی ایسی ambiguous نہیں۔ میری آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں اور ساتھیوں سے درخواست کہ

چونکہ اب بات بالکل clear ہو چکی ہے لہٰذا وہ ایوان میں تشریف لائیں تاکہ پنجاب کے لوگوں نے ہمیں جس چیز کے لیے منتخب کیا ہے ۔ ہمیں ایوان میں بیٹھ کر وہ کام کرنا چاہیے ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ کل بھی جناب سپیکر کی رولنگ کے خلاف یہاں پر واک آؤٹ ہو گیا ۔ آج بھی یہی کچھ ہوا۔ چونکہ وصی ظفر صاحب نے ایک دفعہ پھر تمام مسئلہ clear کر دیا ہے لہٰذا میں جناب کی وساطت سے اپوزیشن کے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں تشریف لائیں تاکہ آج کی کارروائی کو آگے بڑھایا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ آج کا وقفہ سوالات محکمہ آبکاری و محصولات کا ہے ۔ پہلا سوال محمد بشارت راجہ صاحب کا ہے ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

جناب محمود اختر گھمن: سوال نمبر 33' معزز رکن نے جناب محمد بشارت راجا کے ایماء پر دریافت کیا۔

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*33 ۔ جناب محمد بشارت راجا، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

۱۸ مئی ۱۹۹۳ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۳ء تک محکمہ آبکاری و محصولات اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ ۱۵ تک کے کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کا طریق کار کیا تھا اگر میرٹ پر بھرتی کی گئی تو میرٹ لسٹ تیار کرنے والے محکمہ کے افسران کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں۔کتنے آدمیوں نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں ان کے نام بھی فراہم کریں۔ انٹرویو کے لیے کتنے امیدواروں کو کال کیا گیا جن افراد کو ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا ان افراد کے نام پتا اور دیگر کوائف فراہم کیے جائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (جناب زاہد محمود مزاری)۔

عرصہ دوران ۱۸ مئی ۱۹۹۳ء تا ۱۵۔اکتوبر ۱۹۹۳ء محکمہ آبکاری و محصولات اور اس کے ذیلی اداروں میں صرف گریڈ ۱ سے ۱۵ تک کل ۲۱۰ ملازمین بھرتی کیے گئے بھرتی مروجہ Recruitment Policy کے تحت کی گئی تمام بھرتی محکمہ کی مقرر کردہ کمیٹیوں نے میرٹ پر کی۔ان کمیٹیوں میں

شامل افسران کے نام اور عہدہ کی فہرست منسلکہ "الف" پر درج ہے۔ ۲۵۵۴ افراد نے کلرک اور ۲۴۴۵ افراد نے کانسٹیبل کی اسامیوں کے لیے درخواستیں دیں۔ان ناموں کی فہرست نقشہ "ب" پر درج ہے۔تمام درخواست دہندگان جن کی تعداد ۴۹۹۹ ہے' کو انٹرویو/ٹیسٹ کے لیے بلایا گیا۔جن افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ان کی فہرست نقشہ "ج" پر درج ہے۔

نوٹ۔ فہرست "الف" "ب" اور "ج" ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں

جناب ڈپٹی سپیکر ، کوئی ضمنی سوال ہے؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔ اگلا سوال جناب محمد بشارت راجا کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ۔ اگلا سوال راجہ ریاض احمد صاحب کا ہے ۔

راجہ ریاض احمد ، سوال نمبر 495

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں نہیں' sorry ان سے پہلے سید تابش الوری صاحب کا سوال ہے ـــــ تشریف نہیں رکھتے ۔ اگلا سوال راجہ ریاض احمد کا ہے ـــــ آپ بھی نہیں پوچھنا چاہتے؟

راجہ ریاض احمد ، سوال نمبر 495 ۔

*495۔ راجہ ریاض احمد : کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۳ء تک کن کن افراد کو شراب کی فروخت کے لائسنس جاری کیے گئے ایسے افراد اور فرموں کے نام و پتا جات اور جن جن کی سفارش پر شراب کی فروخت کے لائسنس دیے گئے ایوان میں پیش کیے جائیں۔

(ب) اس عرصے کے دوران متعلقہ ایجنسی کو شراب اور بیئر کی فروخت کا کتنا کوٹہ دیا گیا اور اس سے حکومت کو کتنی ایکسائز ڈیوٹی حاصل ہوئی۔لائسنس فیس سمیت تفصیلاً بتایا جائے۔

(ج) متذکرہ عرصے کے دوران قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرنے کی بناء پر کتنی ایجنسیاں منسوخ کی گئیں ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات(جناب زاہد محمود مزاری)

(الف) اس عرصہ میں شراب فروخت کرنے کا کوئی لائسنس جاری نہیں کیا گیا۔

(ب) چونکہ اس عرصہ میں کوئی لائسنس جاری نہیں ہوا اس لیے ایسی کسی ایجنسی کو شراب کا کوئی

کوٹہ نہیں دیا گیا۔

(ج) اس عرصہ میں شراب کا کوئی لائسنس یا ایجنسی منسوخ نہیں ہوئی۔

راجہ ریاض احمد ، جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کسی نے کوٹہ لینے کے لیے apply ہی نہیں کیا یا کیا ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات : کوٹا لینے کے لیے یا لائسنس لینے کے لیے ؟

راجہ ریاض احمد ، جناب والا ! لائسنس ہو گا تو کوٹہ ملے گا نا۔

وزیر آبکاری و محصولات ، جناب والا ! فی الحال میرے علم میں کوئی ایسی بات نہیں آئی کہ کسی نے apply کیا ہو۔

راجہ ریاض احمد ، جناب والا ! میری معلومات کے متعلق لائسنس لینے کے لیے اور کوٹہ لینے کے لیے apply کیا گیا ہے ۔ اور ابھی تک وہ درخواستیں pending ہیں ۔ تو کیا وجہ ہے کہ اگر سندھ میں کوٹہ دیا جاتا ہے تو وزیر موصوف نے ان درخواستوں کو pending کیوں رکھا ہوا ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات ، جناب والا ! یہ غیر مسلم کے لیے ہوتا ہے اور میرے خیال میں یہ مسلمان ہیں اس لیے ان کو ضرورت نہیں ہے ۔ اگر یہ کسی کی سفارش کرتے ہیں یا ان میں ایسی بات ہے تو یہ میرے پاس آئیں تو میں انشاء اللہ ان کو مطمئن کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ جی ۔ اگلا سوال سید محمد عارف حسین بخاری کا ہے

جناب محمد ظہیر الدین خان ، جناب والا ! میں پہلے سے ضمنی سوال کرنے کے لیے کھڑا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں ؟

جناب محمد ظہیر الدین خان ، جی ہاں ۔ جناب والا ! جزب میں ہے کہ چونکہ اس عرصہ میں کوئی لائسنس جاری نہیں ہوا اس لیے ایسی کسی ایجنسی کو شراب کا کوئی کوٹہ نہیں دیا گیا ۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس عرصے میں جو شراب manufacture ہوئی وہ کس طریقے سے تقسیم کی گئی ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات ، میرے خیال میں اس کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ ہوٹلز سے ہمارا کوئی concern نہیں ہوتا ۔ میرے خیال میں پورے پاکستان میں ایک ہی کارخانہ مری بیوری میں ہے

جو پورے پاکستان کو شراب supply کرتا ہے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان ، جناب والا ! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ اس ضمنی سوال کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا سوال بڑا کلیئر ہے یہ کیسے کہتے ہیں کہ اس کا تعلق کوئی نہیں۔ اگر تعلق نہیں ہے تو انھوں نے جواب کیوں دیا ہے ؟

وزیر برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (جناب آفتاب احمد خان) ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا آفتاب احمد خان پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ، جناب والا ! وہ ضمنی سوال یہ تھا کہ جو بھی liquor manufacture ہو رہی ہے یہ کہاں دی جا رہی ہے؟ اس کا بڑا واضح جواب یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے غیر مسلم کے لیے جو پرمٹس دیے ہوئے ہیں۔ ان پرمٹس پر وہ شراب لیتے ہیں اور وہ شراب five star hotels اور کچھ دوکانوں کو دی گئی ہے وہ وہاں پر دی جاتی ہے یا export کی جاتی ہے اور کسی مسلم کو نہیں دی جاتی۔ جن غیر مسلم نے محکمہ ایکسائز کے ذریعے اپنے پرمٹس بنوانے ہیں ان کو through hotels دی جاتی ہے جن کے پاس اس کے لائسنس ہوتے ہیں۔

سردار سکندر حیات خان ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، سردار سکندر حیات صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

سردار سکندر حیات خان ، جناب والا ! نہایت ہی ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ کئی ضمنی سوال جو ہو رہے ہیں وہ متعلقہ نہیں ہیں۔ انھیں rule out کیا جائے وہ نیا سوال کر سکتے ہیں اور لکھ کر بھیج سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ اگلا سوال سید محمد عارف حسین بخاری صاحب کا ہے

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب والا ! سردار صاحب ہمیشہ شراب کی distribution کے بارے میں سفارشی بن کر سامنے آتے ہیں ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، آرڈر پلیز۔ سید محمد عارف حسین بخاری _____ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری محمد وصی ظفر کا ہے

چودھری محمد وصی ظفر ، سوال نمبر 1329

پرل کانٹینینٹل مری میں ڈسکو ڈانس کا انعقاد

*1329۔چودھری محمد وصی ظفر : کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرل کانٹینینٹل بھوربن مری میں ہر رات باقاعدہ جوڑوں کا ڈسکو ڈانس ہوتا ہے۔جس کی پچاس روپے فی جوڑا داخلہ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت اس کو بند کروانے کے لیے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات(جناب زاہد محمود مزاری)۔

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) چونکہ جز (الف) کا جواب نفی میں ہے لہٰذا جزو "ب" پر مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ جواب انھیں کس تاریخ کو موصول ہوا؟

وزیر آبکاری و محصولات ، جو جواب میں آج دے رہا ہوں میرے خیال میں مجھے کم از کم ایک ہفتے پہلے بتایا گیا ہے اور جو معلومات ہمیں ہوٹلز سے ملی ہیں اس کے مطابق میں نے جواب دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، یہ فرمادیں کہ یہ معلومات ان کو کب ملی ہیں ؟

وزیر آبکاری و محصولات ، یہ جواب ہفتہ پہلے تیار کیا گیا ہے اور یہ ساری معلومات ہمارے پاس ہفتہ پہلے کی ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اگر یہ جواب غلط ہوا کیونکہ ان کے محکمے والے وہاں پر باقاعدہ پیسے لے کر جو ڈائرکٹر جنرل اور سیکرٹری تک جاتے رہے ہیں میں ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر محکمہ ناچ کرواتا رہا ہے۔ میں خود eye-witness ہوں۔ میں خود وہاں پر دو دفعہ گیا ہوں اور اس کے بعد سوال کیا ہے

آوازیں:آپ ڈانس کرنے گئے تھے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، ڈانس بھی کر لیتا ہوں اور دیکھ بھی لیتا ہوں اس میں کوئی برائی نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ سیکرٹری تک حصہ دے کر یہ سب کچھ ہوا ہے۔ اگر یہ جواب غلط ہوا تو کیا وہ کارروائی کرنے

پر تیار ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات : میں معزز ممبر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ وہاں کس دن گئے تھے اور کس لیے گئے تھے؟ اگر یہ رہنے کے لیے گئے تھے تو وہاں پر ایسی کوئی داخلہ فیس وغیرہ نہیں۔ موسیقی کا پروگرام ہوتا ہے جو میرے خیال میں یہاں PC میں بھی ہے آواری میں بھی ہے اور ہر جگہ ہے۔ وہاں پر کوئی داخلہ فیس نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میرا سوال بڑا کلیئر ہے کہ جوڑوں کو' couples کو پچاس روپے داخلے کے ساتھ باقاعدہ رات کو ناچنے والی لائنیں جن کو ڈسکو لائٹ بولتے ہیں لگا کر permit کیا جاتا ہے اور couple کے بغیر single کو وہاں جانے ہی نہیں دیتے۔ لڑکی کو جانے دیتے ہیں لڑکے کو نہیں جانے دیتے۔ couples کو وہاں جانے دیتے ہیں کہ آپ آئیں بے شک وہ کوئی بھی ہو اپنوں اور غیروں کے ساتھ آپ ناچیں اور میں نے یہ آنکھوں سے دیکھا ہے ---

وزیر پلاننگ و ڈویلپمنٹ : پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کے پاس بھی یہ محکمہ ہے۔

وزیر پلاننگ و ڈویلپمنٹ : جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی رانا آفتاب صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر : پہلے میرے سوال کا جواب آ لینے دیں رانا صاحب کے ساتھ میں بعد میں نمٹ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اکیلے ہی سب کے ساتھ نپٹنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : نہیں' جناب وہ تو ہمارے بھائی ہیں۔ جناب والا! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جناب نے میرا سوال نہیں سنا۔ جناب والا! میں نے عرض کی ہے۔ پی سی بھور بن میں' میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کاؤنٹر پر وہ پچاس پچاس روپے لے رہے تھے' جوڑوں کو اندر جانے کی اجازت دے رہے تھے ڈسکو لائٹیں جل رہی ہیں' میوزک کیسٹ پر چل رہا ہے اور ساری رات ناچ پر ناچ ہو رہا ہے اور یہ وہاں کا روز کا معمول ہے۔ لیکن وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ درست نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور محکمہ اس سلسلے میں باقاعدہ

پیسے لیتا ہے ۔ آپ جناب والا اس سلسلے میں انکوائری کروا لیں ۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں غلط ہوا تو اپنی سیٹ چھوڑ دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، زاہد مزاری صاحب! اگر ہم اس سوال کو مؤخر کر دیں یا اس پر فاضل ممبران کی ایک کمیٹی بنا دیں جو اس بات کی انکوائری کرے تو آپ کی کیا رائے ہے ؟

وزیر آبکاری ومحصولات ، جناب والا! پہلے میں اس سوال کا جواب دے دوں ۔ جناب والا! میں تو آج تک مری بھوربن نہیں گیا اور نہ ہی میں نے وہ ہوٹل دیکھا ہے ۔ اگر وہاں پر ایسا کوئی ڈانس ہوتا ہے اور جیسے معزز رکن فرما رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی اس ڈانس کے لیے داخلہ فیس وصول کر رہا ہے ۔ یہ میرے پاس آئیں .....

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! نہیں میں نچوانے والے وزیر کے پاس نہیں جاتا

وزیر آبکاری ومحصولات ، جناب والا! میں اپنے طور پر کارروائی کروں گا آپ بے شک اس سلسلے میں کمیٹی مقرر کر دیں .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس سوال کو میں مؤخر کرتا ہوں تاکہ اگلے اجلاس میں مزید اچھی طرح سے اس کا جواب آجائے ۔ شکریہ ۔اگلا سوال بھی چودھری محمد وصی ظفر صاحب کا ہے ۔

پرل کانٹینینٹل مری میں شراب کی فراہمی

*1330۔چودھری محمد وصی ظفر ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرل کانٹینینٹل بھوربن مری میں مقیموں اور دیگر افراد کو سمگل شدہ سکاچ شراب کھلے عام مہیا کی جاتی ہے جو ایک غیر قانونی فعل ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس غیر قانونی فعل کو روکنے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات(جناب زاھد محمود مزاری) :

(الف) پرل کانٹینینٹل بھوربن مری کو شراب فروخت کرنے کا لائسنس جاری نہیں کیا گیا ہے۔ ہوٹل کی انتظامیہ کسی فرد کو کسی قسم کی کوئی شراب مہیا نہیں کرتی لہٰذا اس جزو کا جواب نفی میں ہے۔

(ب) چونکہ جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے لہذا کسی قسم کے مزید اقدامات کی ضرورت نہ ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! آپ خود دیکھیں کہ سوال کا جواب کتنا مبہم ہے ۔ میں نے لائسنس کے متعلق پوچھا ہے اول تو یہ لائسنس بھی اب جاری ہو چکا ہے ۔ پہلے تو وزیر موصوف یہ بتائیں کہ ان کے پاس سوال کا جواب کب آیا تھا؟ اس سوال کا جواب بھی پچھلے سوال کے جواب کے ساتھ ایک ہفتہ پہلے آیا ہے ؟ میں کہتا ہوں کہ ایک مہینے سے کچھ دن اوپر ہوئے ہیں اور ان کو لائسنس جاری ہو گیا ہے ۔ دوسرا جناب والا! میں آپ کو عرض کروں میں نے لکھا ہے کہ سکاچ شراب یعنی سمگل شدہ شراب کھلے عام مہیا کی جاتی ہے ۔ لائسنس کا تو اس سے تعلق ہی نہیں ہے ۔ یہ مجھے اتنا فرما دیں کہ انہوں نے کس سے انکوائری کروائی ہے ۔ میں نے تو ایک سوال کیا ہے کہ وہاں پر سرعام میوزک کے دوران اور کمروں کے اندر ہوٹل کی انتظامیہ شراب سپلائی کرتی ہے اور یہ کب کا جواب ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات ، جناب والا ! یہ ایک ہفتہ پہلے کا جواب ہے ۔ کسی بھوربن کو کوئی لائسنس issue نہیں ہوا اگر چودھری وصی ظفر کے پاس ایسا کوئی ثبوت موجود ہے تو وہ مہربانی کر کے پیش کریں ۔ میں انشاء اللہ دیکھوں گا ۔ میری اطلاع کے مطابق پی سی بھوربن کو شراب بیچنے کا کوئی لائسنس issue نہیں ہوا

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! وہاں پر جو سمگل شدہ شراب پلائی جاتی ہے اس کی انکوائری انہوں نے کس سے کروائی ہے ؟ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ دونوں مشترکہ اور ایک ہی طرح کے سوال ہیں ...

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ پھر دونوں مؤخر کر دیے جائیں ...

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! میں تو کہتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے اور اس کی تحقیقات کروالی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں دونوں سوالات مؤخر کرتے ہیں ان کو ایک موقع مزید دیتے ہیں۔

وزیر آبکاری ومحصولات ، جناب والا! اس سوال کو مؤخر نہیں کرنا چاہیے ۔ میں اس سوال کا جواب دیتا

ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اب تو یہ مؤخر ہو گیا۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔ اگلا سوال چودھری ریاض احمد۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! میں پچھلے سوال کے متعلق ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، پچھلا سوال تو گزر گیا۔ اب چودھری ریاض احمد کا سوال ہے ان کی جگہ پر بھی کوئی نہیں بول رہا۔ اس کے بعد اگلا سوال چودھری نذر عباس بھٹی کا ہے۔ (تشریف نہیں رکھتے) اس کا مطلب ہے کہ زاہد مزاری پر سب مہربانی کر رہے ہیں۔ سوالات ختم ہوئے۔ وقفہ سوالات بھی ختم ہوا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملازمین کے تبادلوں کی تفصیل

*46۔جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ آبکاری و محصولات اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ 20 تک کے کتنے ملازمین کا تبادلہ کیا گیا۔ تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کا ہر اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی کتنا تھا۔ ہر ملازم کا نام، عہدہ اور جگہ تعیناتی الگ الگ بیان کی جائے اور ہر ملازم نے ٹرانسفر کے سلسلے میں کتنا ٹی اے، ڈی اے وصول کیا اور محکمہ کو دیگر کتنے متفرق اخراجات برداشت کرنا پڑے؟

وزیر آبکاری و محصولات (جناب زاہد محمود مزاری)۔

عرصہ دوران 18 مئی 1993ء تا 15 اکتوبر 1993ء محکمہ آبکاری و محصولات اور ان کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ 20 تک مندرجہ ذیل ملازمین کا تبادلہ کیا گیا۔

ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	19
اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	65
انسپکٹر	51

کلرک	19
کانسٹیبل	22
پٹواری	5

تبدیل کیے جانے والے ملازمین کے ہر اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی نام، عہدہ اور جگہ تعیناتی اور جتنی ٹی اے ڈی اے کے طور پر خرچ ہوا۔ اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*473۔ سید تابش الوری، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبے میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت ستانی وبدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (جناب زاہد محمود مزاری)،

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک محکمہ آبکاری و محصولات میں رشوت ستانی اور بدعنوانی کی 35 شکایات موصول ہوئیں جن کی الگ الگ نوعیت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چونکہ تمام تر شکایات حالیہ عرصے سے تعلق رکھتی ہیں اس لیے ان میں سے بیشتر ابھی تک ابتدائی انکوائری کے مرحلے پر ہیں۔ تاہم تمام شکایات کے بارے میں اب تک ہونے والی کارروائی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حافظ آباد میں موٹر رجسٹریشن کے دفتر کا قیام

*639۔ سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد میں موٹر رجسٹریشن کے دفتر کا کوئی انتظام نہ ہے اور عوام کو اس مقصد کے لیے گوجرانوالہ جانا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو وہاں کب تک موٹر رجسٹریشن کے دفتر کا بندوبست کر دیا جائے گا؟

وزیر آبکاری و محصولات (جناب زاہد محمود مزاری)۔

(الف) یہ درست نہ ہے اصل صورت حال یہ ہے کہ ضلع حافظ آباد کے قیام کے بعد اگرچہ محکمہ خزانہ نے ابھی تک محکمے کا ضلعی دفتر قائم کرنے کی اجازت نہیں دی۔ تاہم عوام کی سہولت کے مدنظر حافظ آباد ضلع کے لیے موٹروں کی علیحدہ سیریز شروع کی جا چکی ہے اور حافظ آباد میں محکمے کے سب آفس میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا انتظام تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہے۔

(ب) موٹر رجسٹریشن کے لیے پہلے ہی حافظ آباد میں انتظام کیا جا چکا ہے اس لیے جز (ب) کے جواب کی مزید ضرورت نہ ہے۔

بھرتی کیے گئے افراد کی تفصیلات

*1405۔ چودھری ریاض احمد، کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

1988ء سے آج تک محکمہ ہذا نے ضلع بہاول پور میں جتنے افراد کو سکیل نمبر 1 سے سکیل نمبر 15 تک بھرتی کیا ان کے نام، عمر، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور رہائشی ضلع کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات (جناب زاہد محمود مزاری)۔

محکمہ آبکاری و محصولات میں 1988ء سے آج تک ضلع بہاول پور میں کل انیس افراد کو سکیل نمبر 1 سے سکیل نمبر 15 تک میں بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کردہ ملازمین کے نام بھرتی کے وقت عمر، عہدہ، تعلیمی قابلیت اور رہائشی ضلع کی سکیل وار تفصیل منسلکہ نقشہ میں درج ہے۔

فہرست بھرتی ملازمین ضلع بہاولپور برائے مدت 1988ء تاحال

بنیادی سکیل نمبر 1 تا 15

نمبر شمار	نام	عہدہ / سکیل	بھرتی کے وقت عمر	تعلیمی قابلیت	رہائشی ضلع
1۔	احمد نواز خان	ایکسائز اینڈ ٹیکشن انسپکٹر بی پی ایس 11	27 سال	ایم۔اے	بہاولپور
2۔	عبدالرزاق	"	24 سال	بی۔اے	رحیم یار خان
3۔	محمد ارشد جان	"	22 سال	"	رحیم یار خان
4۔	شیخ اخلاق احمد	"	40 سال	"	رحیم یار خان
5۔	ملک معراج احمد	"	27 سال	ایم اے	بہاولپور

6۔	محمد ادریس	"	27 سال	بی۔اے	بہاولپور
7۔	محمد سلیم طارق	جونیئر کلرک بی پی ایس 5	25 سال	میٹرک	وہاڑی
8۔	محمد نواز	"	27 سال	ایف اے	بہاولپور
9۔	محمد فاروق	"	22 سال	میٹرک	رحیم یار خان
10۔	محمد اکبر	ڈرائیور بی پی ایس 4	22 سال	میٹرک	رحیم یار خان
11۔	محمود الحسن	ڈرائیور بی پی ایس 5	22 سال	مڈل	رحیم یار خان
12۔	نزاکت علی	کانسٹیبل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بی پی ایس 4	30 سال	"	بہاولپور
13۔	محمد ارشد	" " " "	21 سال	میٹرک	لاہور
14۔	خورشید احمد	" " " "	21 سال	میٹرک	رحیم یار خان
15۔	عاشق محمد	" " " "	24 سال	میٹرک	بہاولپور
16۔	شبیر احمد	" " " "	21 سال	میٹرک	بہاولپور
17۔	محمد ارشد شاہ	" " " "	21 سال	میٹرک	لاہور
18۔	جندوڈا	چوکیدار بی پی ایس 1	24 سال	—	رحیم یار خان
19۔	عبدالستار	مالی بی پی ایس 1	22 سال	—	بہاولپور

ڈائرکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا عرصہ تعیناتی

*1499۔ چودھری نذر عباس بھٹی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈائرکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا Service Tenure کتنا ہوتا ہے۔

(ب) موجودہ ڈائرکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن عبدالوحید خان اس پوسٹ پر پہلے کتنی دفعہ تعینات رہ چکا ہے اور بار بار اس جگہ پر اس افسر کی تعیناتی کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (جناب زاہد محمود مزاری)۔

(الف) ڈائرکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی اسامی کا عمومی دورانیہ Service Tenure رولز آف بزنس کے تحت تین سال ہے۔

(ب) موجودہ ڈائرکٹر جنرل مسٹر عبدالوحید خان پہلے دورانیے میں 10۔ اکتوبر 1991ء سے 21۔ فروری 1994ء تک اس عہدے پر تعینات رہے جو عرصہ عمری Service Tenure سے کافی کم ہے۔ وہ دوبارہ 5۔ ستمبر 1994ء سے اس اسامی پر متعین ہیں جو عرصہ تقریباً 4 ماہ بنتا ہے۔ چونکہ مسٹر عبدالوحید خان ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سروس کے سینئر ترین آفیسر ہیں اس لیے ان کو دوسری دفعہ اس پوسٹ پر تعینات کیا گیا ہے۔

ریکٹیفائیڈ سپرٹ کے لائسنسوں کا اجراء

*1500۔چودھری نذر عباس بھٹی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمے کی طرف سے فری ڈسپنسری' لیبارٹری وغیرہ کے لیے پڑتال کے بعد ریکٹیفائیڈ سپرٹ کے لائسنس جاری کیے جاتے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو سال 93-1992ء اور 94-1993ء سے اب تک ریکٹیفائیڈ سپرٹ کے کتنے لائسنس کس کس کو جاری کیے گئے۔ تفصیل مہیا کی جائے اور یہ لائسنس کس مجاز اتھارٹی کی طرف سے جاری کیے گئے؟

وزیر آبکاری و محصولات (جناب زاہد محمود مزاری):

(الف) جی ہاں۔ درست ہے۔

(ب) مالی سال ہائے 93-1992ء اور 94-1993ء اور موجودہ مالی سال میں 31-12-1994 تک محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکشن نے کل 14 لائسنس برائے استعمال ریکٹیفائیڈ سپرٹ جاری کیے جن کی تفصیل نقشہ ہٰذا میں درج ہے۔ یہ تمام لائسنس ڈائرکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب جو کہ متعلقہ ضوابط کے تحت ایکسائز کمشنر کہلاتے ہیں نے جاری کیے۔

فہرست جاری شدہ سپرٹ لائسنس برائے سال 93-1992ء' 94-1993ء اور 95-1994ء

نام و پتہ لائسنسی	قسم لائسنس	تاریخ اجراء	ماہانہ کوٹہ سپرٹ
1۔ ڈاکٹر فضل دین کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	L-42/D	18-4-1993	40 لیٹر
2۔ میسرز پاکستان تمبا کو کمپنی جہلم	L-42/B	6-11-1993	100 لیٹر
3۔ ڈاکٹر محمد منور (ہومیو)	L-42/D	12-4-1994	90 لیٹر
میسرز الفا ہومیو لیبارٹریز ملتان	L-42/J		

4۔ ڈاکٹر محمد انور ضیاء ہومیو پیتھک	L-42/D	9-8-1994	45 لیٹر

میاں ہسپتال لیہ

5۔ ڈاکٹر امتیاز احمد بھٹی پروپرائٹر	L-42/D اور	11-8-1994	40 لیٹر
ہومیو پیتھک میڈیکل سنٹر ٹاؤن شپ لاہور	L-42/J		
6۔ ڈاکٹر عامر سردار (ہومیو) میسرز پاپولر	L-42/42 اور	31-8-1994	360 لیٹر
اور ہومیو فارمیسی لاہور	L-42/J		270 لیٹر
7۔ میسرز اتفاق شوگر ملز پاکپتن	L-42/B	3-10-1994	120 لیٹر
8۔ ڈاکٹر محمد شفیع ملک (ہومیو)	L-42/D	5-10-1994	90 لیٹر
ملک ہومیو رجسٹرڈ طارق آباد فصیل آباد			
9۔ ڈاکٹر خالد عزیز (ہومیو) سیمی لیکس	L-42/D اور	15-11-1994	90 لیٹر
لیبارٹریز' راولپنڈی	L-42/J		
10۔ ڈاکٹر ثناء اللہ ناصر و عبدالستار' میسرز	L-42/D اور	15-11-1994	90 لیٹر
و لاڈا انٹرنیشنل لیبارٹری ملتان	L-42/J		
11۔ شوکت خانم ہسپتال لاہور	L-42/B	4-12-1994	1000 لیٹر
12۔ ڈاکٹر سلیم حسین' پروپرائٹر	L-42/D	7-12-1994	90 لیٹر
امین ہسپتال' حافظ آباد	L-42/J		
13۔ ڈاکٹر عبدالخالد' پروپرائٹر	L-42/D	24-12-1994	90 لیٹر
آفتاب فارمیسی' ملتان روڈ' بہاولپور			
14۔ جوہر ہومیو پیتھک میڈیکل کالج	L-42/D	29-12-1994	45 لیٹر
خان پور' ضلع رحیم یار خان			

جناب ڈپٹی سپیکر : اب ہم Call Attention Notice کو لیتے ہیں ۔ وزیر قانون' چودھری فاروق صاحب بتائیں گے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی کیا پوزیشن ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب Call Attention Notice کا جواب دینے کے لیے موجود ہیں لیکن محرک موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کے محرک سید تابش الوری صاحب ہیں ۔ ہمارے فاضل وزراء کرام اپوزیشن کے دوستوں کو منانے کے لیے گئے تھے کیا صورت حال ہے ؟ اس کا مطلب ہے کہ اسے ہم فی الحال مؤخر کرتے ہیں جب تک ہمارے فاضل اپوزیشن کے دوست واپس نہیں آتے اسے ہم مؤخر کرتے ہیں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، جناب والا! ہو سکتا ہے کہ ہمارے فاضل دوست ایک گھنٹے تک بھی نہ آئیں آپ اسے تحریک استحقاق تک کے لیے مؤخر کر دیں اس سے زیادہ مؤخر کرنا مناسب نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، پھر ہم پہلے تحریک استحقاق کو لے لیں ؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، جی ٹھیک ہے۔ آپ پہلے تحریک استحقاق کو لے لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تحریک استحقاق نمبر ۱' معراج دین صاحب کی ہے ۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، جناب والا! یہ تحریک استحقاق مؤخر ہو چکی ہے اور اس کے لیے ایوان کے اندر وقت مقرر نہیں ہوا لہذا اسے مؤخر کر دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اسے مؤخر کر دیتے ہیں۔ نمبر ۲' جناب امتیاز احمد کی ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، جناب والا ! نمبر ۲ کے سلسلے میں بھی میری فاضل رکن سے بات ہو گئی ہے اور وہ مطمئن ہیں اور وہ اس تحریک استحقاق کو ایوان میں پیش نہیں کرنا چاہتے ان کا معاملہ میں resolve کروا رہا ہوں اور اب تک اس سلسلے میں جو پیش رفت ہے وہ اس سلسلے میں مطمئن ہیں ....

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کو پھر dispose of تصور کیا جائے ؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، ٹھیک ہے۔ کل بھی اسی لیے انہوں نے نہیں پڑھی تھی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ موجود نہیں ہیں ۔ جب وہ تشریف لے آئیں گے تو ان کی رضا مندی سے فیصلہ کر لیں گے ۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور ، بے شک' ان سے پوچھ لیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ابھی یہ مؤخر تصور ہوتی ہے ۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر ۴' ولایت شاہ کھگہ صاحب کی ہے ۔

جناب ولایت شاہ کھگہ ، جناب والا ! فی الحال میری اس تحریک کو مؤخر کر دیا جائے اس بارے میں ہماری وزیر قانون سے بات ہو رہی ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ! فاضل محرک سے کل میں نے گزارش کی تھی اور انتظامیہ کے وہ افسران جن سے انہیں شکوہ تھا۔ ان سے بھی بات ہوئی' اس حوالے سے ہماری کافی پیش رفت ہے فاضل رکن بھی ہماری کارروائی سے مطمئن ہیں لہذا جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو جاتا تب تک کے لیے اسے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کل تک کے لیے اسے مؤخر کر دیتے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر ، بہتر ہو گا کہ آپ اسے مؤخر کر دیں ۔ ایک مسئلے کو حل کرنے میں بعض اوقات زیادہ وقت بھی لگ سکتا ہے ۔ فاضل رکن کو جب اس سلسلے میں اعتراض نہیں ہے ہم نے ان کی تحریک آنے پر فوری طور پر کارروائی کی ہے ۔ لہذا اسے مؤخر کر دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ولایت شاہ صاحب ، کیااس کو ہم مؤخر کر دیں ؟

جناب ولایت شاہ کھگہ ، فی الحال اسے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔ بڑی مہربانی' شکریہ ۔ لاء منسٹر صاحب ! اب ہم تحاریک التوائے کار لے رہے ہیں ۔ اس وقت جبکہ اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے ۔ اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! چونکہ تحریک التوائے کار کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ یہ urgent ہوتی ہیں اور انہیں فوری طور پر لیا جانا بہتر ہوتا ہے۔ اور اگر محرک موجود نہ ہو تو روایات کے مطابق ایسی تحریک التوائے کار lapse ہوجاتی ہے ' dispose of ہوجاتی ہے ۔ اس کو پینڈنگ نہیں کیا جاتا جب تک محرک خود ایوان کے اندر یہ نہ کہے کہ اس کو مؤخر کیا جائے۔ لیکن اس وقت چونکہ اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا ہوا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم تحاریک التوائے کار فی الحال ملتوی کردیں اور انہیں dispose of نہ کریں تاکہ فاضل اراکین کو موقع مل سکے۔ وہ دوبارہ آجائیں تو وہ انہیں آج یا کل تک پیش کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر کی رائے معقول ہے کیونکہ اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے۔ تو یہ انہیں کی طرف سے ہیں ۔ ہم ان کو موقع دینا چاہتے ہیں ' ان کی بات کو ہاؤس کے اندر سننا چاہتے ہیں۔ اس لیے رولز کے مطابق تو یہ ہے کہ اگر محرک موجود نہ ہو تو وہ dispose of تصور کرلی جاتی ہے۔ لیکن ہم ایسا نہیں کرتے ۔ ہم ان کو مہلت دیتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو ہاؤس میں آجانا چاہئے۔ تاکہ توجہ

دلاؤ نوٹس پر بھی کارروائی ہو' وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود ہیں۔ اس کے بعد پھر ہم تحاریک التوائے کار لے لیں گے۔ میرے خیال میں ہمارے جو فاضل اراکین' وزرائے کرام گئے تھے وہ واپس تشریف لائے ہیں یا ابھی اپوزیشن سے گفتگو جاری ہے۔ مخدوم زادہ صاحب! اپنی سیٹ پر تشریف لے آئیے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں نے اس سلسلے میں وصی ظفر صاحب سے بات کی ہے۔ اور وصی ظفر صاحب نے مجھے یہ بتایا ہے کہ میں نے یہاں پر جو بھی بات کی ہے۔ اس بارے میں سپیکر صاحب جو بھی رولنگ دے دیں۔ میں اس رولنگ کے مطابق عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر سپیکر صاحب مناسب سمجھیں کہ میں نے واقعی غلط بات کی ہے تو ان کے فرمان کے مطابق میں معذرت کروں گا۔ اگر سپیکر صاحب نہیں سمجھتے کہ میں نے غلط بات نہیں کی تو سپیکر صاحب جو بھی رولنگ دیں میں اس کے مطابق عمل کروں گا۔ تو میں نے اسی سلسلے میں اپنے دو ساتھیوں کو بھیجا ہوا ہے کہ وہ جا کر اپوزیشن والے ہمارے بھائیوں سے بات کریں۔ کہ ان میں سے کوئی ایک نمائندہ آکر آپ سے بات کرے اور اگر وہ اس تجویز پر رضامند ہوجائے تو پھر ہم آپ سے رولنگ کی درخواست کریں گے۔ آپ جو بھی رولنگ عنایت فرمائیں گے۔ اس پر وصی ظفر صاحب پابند ہیں کہ عمل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ مخدوم الطاف احمد صاحب نے بڑی واضح بات کردی ہے۔ اب میرے خیال میں ہمارے بھائیوں کو' اپوزیشن والوں کو ہاؤس کے اندر آجانا چاہئے۔ وہ جلدی تشریف لے آئیں تاکہ ہم ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلائیں۔ میں اس بارے میں رولنگ دوں گا۔ اور میرے فاضل بھائی وصی ظفر صاحب اس کی تائید کریں گے۔ وہ وقت گنوائے بغیر ہاؤس کے اندر تشریف لے آئیں۔ لاء منسٹر صاحب آپ موشن move کیجئے۔

قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء پر نظر ثانی اور ترمیم کے لیے تحریک کا پیش کیا جانا

وزیر قانون، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

> قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ ۲۰۲ کے تحت قاعدہ ۱۶۵ کو معطل کرکے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء پر نظر ثانی اور ترمیم کے لیے تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر، اجازت ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی پیش ہو گئی۔ ہاں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ ۲۰۲ کے تحت قاعدہ ۱۶۵ کو معطل کرکے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء پر نظر ثانی اور ترمیم کے لیے تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ لاء منسٹر صاحب ' رول معطل کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون، شکریہ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء پر نظر ثانی اور ترامیم کے لیے مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء پر نظر ثانی اور ترامیم کے لیے مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کے سپرد کیا جاتا ہے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ کمیٹی اپنی رپورٹ تین ماہ کے اندر اسمبلی میں پیش کرے گی۔ کوئی کسی کا پوائنٹ آف آرڈر ہو تو بات کرے۔ ہاؤس کو جاری رکھا جائے ۔ آپ تو خاموش بیٹھے ہیں۔جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا ! توجہ طلبی نوٹس کا وقت تھا۔ جناب چیف منسٹر تشریف رکھتے ہیں۔ اور تاش الوری صاحب اس کے محرک ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تاش الوری صاحب اس کے محرک ہیں۔ میرے خیال میں وہ آرہے ہیں۔

وزیر قانون، جناب چیف منسٹر تو جواب دینا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وہ اگر تشریف لے آئیں تو اچھی بات ہے۔

وزیر قانون، تو پھر next business یا ہاؤس اسی طرح خاموش رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔

جناب بدرالدین چودھری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری بدرالدین پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب بدرالدین چودھری، جناب والا! اگر Call Attention Notice کے لیے محرک موجود نہ ہوں تو ان کے آنے تک آئندہ کارروائی روکی جاسکتی ہے یا جاری رہنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کارروائی روکی نہیں جاسکتی۔ لیکن بہرحال ہم ایک افہام و تفہیم کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے ایک دور سے گزر رہے ہیں جو abnormal قسم کا دور ہے۔

جناب بدرالدین چودھری، تو جناب اس کو پینڈنگ کرلیا جائے اور اگلی کارروائی شروع کرلی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی بھی ہم ساری کرچکے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، اب discussion ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں discussion کا آغاز بھی انہوں نے ہی کرنا ہے۔

وزیر قانون، جی بالکل انہوں نے ہی کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی بات نہیں ہے اگر ایک منٹ انتظار کرلیا جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! ویسے تو یہ اجلاس ہی ان کے لیے ہے۔ یہی وہ معاملات ہیں جن کے لیے میں بارہا عرض کرچکا ہوں۔ کہ اگر مذاکرات کی table کے لیے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا جائے تو اس پارلیمانی نظام کو تقویت دینے کے لیے بھی مدد مل سکتی ہے۔ اور ایوان کی کارروائی چلانے کے لیے جو کوئی ابہام اپوزیشن کے ذہنوں میں آتا ہے اسے دور کرنے کے لیے بھی مدد مل سکتی ہے۔ اور اس طرح ایوان سے باہر ان کا رہنا شاید ان کے مفاد میں بھی نہیں ہے اور پارلیمانی نظام کے مفاد میں بھی نہیں ہے۔ کارروائی میں جو تعطل ہے، میرے نزدیک افہام و تفہیم سے اسے دور کیا جاسکتا ہے۔ اپوزیشن اراکین کی خدمت میں یہی گزارش ہے کہ وہ تشریف لے آئیں۔ ہمارے فاضل منسٹر صاحبان بھی باہر ان کے پاس تشریف لے گئے ہیں اور میری آواز بھی ان تک پہنچ رہی ہوگی۔ جس issue کے حوالے سے انھوں نے واک آؤٹ کیا تھا اس کے سلسلے میں بھی فاضل رکن اسمبلی وصی ظفر صاحب آپ کی رولنگ اور آپ کی ہدایات کے مطابق ایوان کے اندر اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے

گزارش تو یہی ہے کہ اپوزیشن اراکین فوراً ایوان کے اندر تشریف لے آئیں تاکہ یہ کارروائی کا تعطل ختم ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب کی بات بالکل جائز ہے۔ اصل میں بات تو یہی ہے کہ اس ملک میں جو فضا گزشتہ تین چار ماہ سے قائم کی گئی ہے وہ بھی قوم کے سامنے ہے۔ اسمبلی کے اندر جو صورت حال درپیش ہے وہ بھی سامنے ہے۔ حکومتی پارٹی جس صبر، حوصلے اور تحمل سے کام لے رہی ہے وہ بھی قوم دیکھ رہی ہے۔ میرے خیال میں اپوزیشن کے دوست بھی کارروائی کو چلانا چاہتے ہیں۔ تھوڑی سی غلط فہمی ہو جاتی ہے جس سے حالات ذرا بدل جاتے ہیں۔ اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ ایوان میں تشریف لائیں گے اور وہ لا رہے ہیں۔ ان کی مہربانی، شکریہ۔

(اس مرحلے پر فاضل اراکین حزب اختلاف ایوان میں تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر صنعت، جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق ہم اپوزیشن ممبران کی خدمت میں لیڈر آف اپوزیشن کی خدمت میں گئے تھے۔ وہ تشریف لے آئے ہیں۔ آپ اس سلسلے میں جو مناسب رولنگ سمجھتے ہیں، وہ آپ دیں۔

مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، افضل حیات صاحب۔

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ۔

> تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۲۸۔فروری ۱۹۹۵ تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

> تحریک استحقاق نمبر ۸ پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۲۸۔فروری ۱۹۹۵ تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

تحریک استحقاق نمبر ۵ پیش کردہ رانا محمد اقبال خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۲۸۔فروری ۱۹۹۵ تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

تحریک استحقاق نمبر ۵ پیش کردہ رانا محمد اقبال خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۲۸۔فروری ۱۹۹۵ تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا اقبال صاحب اور وصی ظفر صاحب کی تحاریک استحقاق کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے کی مطلوبہ اجازت دی جاتی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اپنی سیٹنگ میں بیٹھے تھے اور حکومت کی طرف سے دو وزراء نے ہمارے پاس آ کر کچھ باتیں کہیں اور کچھ پیش کش کی اور اس موضوع پر ہمیں لے آئے ہیں کہ سپیکر ابھی رولنگ دینے والے ہیں۔ بجائے اس کے کہ آپ پہلے اس موضوع کو ٹیک اپ کرلیں اور رولنگ دے دیں آپ نے ہاؤس کی کارروائی شروع کر دی۔ ہمیں بتا دیا جائے اگر آپ اس پر رولنگ دینا چاہتے ہیں تو ہم سننے کے لیے آئے بیٹھے ہیں۔ اگر مؤخر کرنا چاہتے ہیں اور کارروائی پہلے کرنا چاہتے ہیں تو ---

جناب ڈپٹی سپیکر: میں رولنگ دینا چاہتا ہوں اور میں اسی انتظار میں بیٹھا ہوں۔ یہ تو تحریک تھی ---

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! وہ تحریک بعد میں بھی آ سکتی ہے۔ براہ مہربانی اس اہم ترین ---

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات شروع ہو گئی تھی جب آپ تشریف لا رہے تھے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: نہیں، ہمارے آنے کے بعد میاں افضل حیات صاحب اٹھے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کوئی ایسی بات نہیں۔ تحاریک عام نیچر کی ہوتی ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، بالکل عام نیچر کی ہوں یا اہم نیچر کی ہوں آپ بعد میں کر لیں۔ پہلے آپ اس کا فیصلہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جو آج یہاں مسئلہ زیر بحث رہا اس پر یہاں کافی گفتگو ہوئی ہے۔ اصل میں وہ مجھ سے بات شروع ہوئی تھی۔ میں نے ایوان کو مطمئن کیا۔ اپوزیشن نے اس پر خراج عقیدت بھی پیش کیا۔ وہ مسئلہ ختم ہوا۔ وصی ظفر صاحب نے اسی دوران ایک جملہ ایسا کہہ دیا جس سے صورت حال پھر کشیدگی اختیار کر گئی۔ لہٰذا میں تفصیل میں جائے بغیر یہ رولنگ دیتا ہوں کہ وصی ظفر صاحب کو فروغ جمہوریت کے لیے' اور قائداعظم کے احترام کے لیے جو بانی پاکستان تھے' جو undisputed شخصیت ہیں' یہ categorically یہاں ہاؤس میں کہنا چاہیے کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اس ملک میں سب سے بڑے لیڈر ہیں اور میں نے جو الفاظ کہے ہیں میں ان کو واپس لیتا ہوں اور معذرت خواہ ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جی' وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ قائداعظم سب سے بڑے لیڈر ہیں' اور undisputed ہیں۔ اور جناب نے اب جو رولنگ دی ہے تو میرے الفاظ تو دیں ـــ پہلے واپس لے لوں یا پہلے بتا دوں کہ کیسے ہیں؟ آپ ٹیپ چلائیں۔ وہ الفاظ ---

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بات کو چھوڑیئے۔ وصی ظفر صاحب' بات سنیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ واپس ہو گئے۔ اچھا جی' میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔ اب جناب' میں دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ واپس ہو گئے ناں۔ اب میں دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ اب آپ ٹیپ چلائیں۔ انھوں نے تو ایک چیز کو issue بنایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو چھوڑیں۔ دیکھیں'

چودھری محمد وصی ظفر، ہو گیا۔ میں واپس لیتا ہوں جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ الفاظ واپس لیتا ہوں اور معذرت خواہ ہوں۔ یہ ایک انسان کی عظمت کی دلیل ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب نے جو کچھ کہا ہے وہ سب درست ہے جناب۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب' آپ categorically ---

چودھری محمد وصی ظفر، اب کیا باقی ہے جی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ کہہ دیں کہ جو میں نے الفاظ کہے تھے واپس لیتا ہوں ---

چودھری محمد وصی ظفر، میں نے تو کہا ہے کہ جناب کی رولنگ کو من و عن تسلیم کرتے ہوئے دہراتا ہوں۔ اور میں کیا کہوں جناب؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ وہی الفاظ کہہ دیں۔ اس میں کیا حرج ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، ہور کی کواں میں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں آپ کی عظمت ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، کیا کہوں؟ اب مجھے نہیں سمجھ آ رہی سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں آپ یہ کہیں کہ الفاظ واپس لیتا ہوں ---

چودھری محمد وصی ظفر، آپ بولتے جائیں' میں repeat کرتا جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اور معذرت خواہ ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، اور میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اپوزیشن والے بھی دل گردے سے کام لیں۔ (قطع کلامیاں) اگر مجھ سے معذرت خواہ ہیں تو سارے ہاؤس سے معذرت خواہ ہیں۔ (قطع کلامیاں)

سردار حسن اختر موکل، یہ اتنے سنجیدہ مسئلے کو اتنا lightly اور مذاق میں لے رہے ہیں۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ کل کو ہو سکتا ہے ان کے لیڈر ---

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ حوصلے کا ثبوت دیں۔ آپ کہہ دیں کہ میں ہاؤس سے معذرت خواہ ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب' کسی کے حوصلے اور صبر کا اتنا امتحان نہیں لینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کہہ دیں میں ہاؤس سے معذرت خواہ ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، "آپ" کون ہوتا ہے جناب؟ آپ فرمائیں' "آپ" کیا ہوتا ہے؟ اب کسی کو عزت کے طور پر آپ کہنا منع ہے؟ جناب' یہ تو بال کی کھال اتار رہے ہیں۔ اب میری عرض ہے کہ آپ ٹیپ چلائیں۔ جب بات ہوئی ہے' انھوں نے کہا ہے' exact جو الفاظ ہیں کہ قائداعظم ذوالفقار علی بھٹو سے بڑے لیڈر تھے۔ میں نے کہا' اس میں کیا شک ہے۔ آپ ٹیپ چلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو کچھ بھی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، مجھے بات نہیں سمجھ آ رہی۔ آپ ٹیپ چلائیں اور پورے ہاؤس کو سنائیں۔" قائداعظم ذوالفقار علی بھٹو سے بڑے لیڈر تھے"۔ یہی ان کے exact الفاظ تھے۔ میں نے کہا' اس میں کیا شک ہے؟ آپ ٹیپ چلائیں۔ میں کہتا ہوں' آپ ٹیپ چلائیں۔ تمام ہاؤس کو ٹیپ سنائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی اس بات کو ختم کرتا ہوں۔ آپ صرف ایک منٹ دیجیے۔ کھوسہ صاحب! صرف ایک منٹ دیجیے۔ میں فیصلہ کرتا ہوں۔ اگر وہ نہیں مانے گا تو میں ہاؤس سے اس کو نکالتا ہوں۔ آپ بیٹھیں۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں order please۔ میں نے رولنگ دی ہے۔ یہ undisputed ہے۔ دیکھیں سپیکر نے ایک رولنگ دی ہے۔ اس میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ وصی ظفر صاحب! آپ اپنے الفاظ سے یہ کہہ دیجیے۔ یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے۔ آپ کہیں کہ میں نے جو الفاظ کہے وہ واپس لیتا ہوں۔ اور ہاؤس سے معذرت خواہ ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں نے جو الفاظ کہے وہ واپس لیتا ہوں اور ہاؤس سے معذرت خواہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ Thank you very much۔ (قطع کلامیاں) جی سینئر منسٹر مخدوم الطاف احمد صاحب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ یہ مسئلہ خوش اسلوبی سے حل ہو گیا ہے۔ جناب والا! جہاں تک قائداعظم کی ذات کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں وہ ہر لحاظ سے کسی بھی پارٹی والے پاکستانی لیڈر کے ساتھ ان کا comparison نہیں کیا جا سکتا۔ ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ذوالفقار علی بھٹو شہید کے حوالے سے جو یہاں controversy پیدا ہوئی ہے' میں ہاؤس کے فلور پر کھڑے ہو کر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ خود بھٹو شہید نے بھی ان کو اپنا لیڈر مانا ہے۔ بھٹو شہید نے بھی ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی بات کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) پیپلز پارٹی کے اوپر سے لے کر نیچے تک کے رینک کا کوئی

بھی آدمی ہو گا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ کارکن اور اعلیٰ سے اعلیٰ لیڈر اپنے آپ کو قائد اعظم کی ذات سے اونچا تو اونچا برابر تک بھی ہم تصور نہیں کرتے ۔ میں ذاتی طور پر یہ کہوں گا کہ قائد اعظم کی شان میں گستاخی کرنا تو ایک علیحدہ بات ہے گستاخی سننا بھی غداری کے زمرے میں آتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! میں ریکارڈ درست کرنے کے لیے اٹھا ہوں اور میں اپنی بات دوبارہ دہرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے رینک میں کبھی بھی یہ controversy پیدا نہیں ہوئی ۔ کبھی بھی کسی بات پر کسی موضوع پر کسی سٹیج پر کسی نے یہ کلیم نہیں کیا کہ کوئی ہمارا لیڈر قائد اعظم کے ہم پلہ بھی ہو ۔ قائد اعظم واقعی undisputed لیڈر ہیں ۔ بابائے قوم ہیں ۔ ہم سب ان کو ہمیشہ کے لیے جب تک یہ کائنات رہے گی' روز قیامت تک ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ ! اب Call Attention Notice کی کارروائی شروع کی جاتی ہے ۔

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

راجہ محمد بشارت : جناب والا ! مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت اور دیہی ترقی کی ایک رپورٹ میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی راجہ محمد بشارت صاحب !

راجہ محمد بشارت : جناب والا !

میں مسودہ قانون امتناع نوشت دیواری پنجاب مصدرہ ۱۹۹۳ء (مسودہ قانون نمبر ۲ بابت ۱۹۹۳ء) پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم پی اے اور مسودہ قانون امتناع نوشت دیواری پنجاب مصدرہ ۱۹۹۳ء (مسودہ قانون نمبر ۶ بابت ۱۹۹۳ء) پیش کردہ چودھری محمد وصی ظفر ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔جی نواب شیر وسیر صاحب !

مجلس خصوصی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک نواب شیر وسیر : جناب سپیکر!

میں تحریک استحقاق نمبر ۱۱ پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں
مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔

تحریک استحقاق نمبر ۱۱ پیش کردہ سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس
خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی ہے۔

سید ظفر علی شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ظفر علی شاہ۔ جناب والا! اس سٹیج پر میں جناب کی وساطت سے اس پیش کردہ رپورٹ کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نہ صرف اس ایوان کا' جناب کا بلکہ پریویلج کمیٹی کا یعنی سپیشل کمیٹی کا جنہوں نے اس کا نوٹس لیا اور جنہوں نے اپنی کافی تگ و دو کے بعد رپورٹ پیش کی' کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا تعلق ڈائریکٹ ایوان سے اور ایوان کے ۲۴۸ معزز ممبران سے تھا۔ کہ ایک معزز صحافی نے پبلشر نے ایک رسالہ ڈائریکٹری کے نام سے نکالا جس میں بہت سارے اراکین اسمبلی کے سیاسی کیریئرز' بیک گراؤنڈ' تعلیم اور دیگر مختلف اوقات میں وہ جن منصب پر فائز رہے ان کے بارے میں وہ غلط رپورٹ چھاپی تھی جس پر یہ findings اس سپیشل کمیٹی نے دی کہ اس سے واقعی نہ صرف میرا بلکہ معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا۔ اور جس پبلشر کے خلاف یہ move کیا گیا تھا اس نے وہ تمام کاپیاں جن میں وہ غلط مواد چھاپا گیا تھا اور contemptuous مواد تھا اس کو اس پبلشر نے خود اپنی مرضی سے destroy کردیا۔ پھاڑ دیا اور اس کو آگ لگا دی۔ میں صرف اس پوائنٹ آف آرڈر کی وساطت سے اور آپ کی وساطت سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ اپنے سیکرٹریٹ کو اور سپیکر صاحب کو بالخصوص اس بات کا نوٹس لینا چاہیے کہ بغیر اس اسمبلی کے سیکرٹریٹ کے اور سپیکر کی اجازت کے یا کسی گورنمنٹ کے متعلقہ جو انفرمیشن منسٹری ہے اس کی اجازت کے بغیر ممبران اسمبلی کے بارے میں کوئی اس قسم کی ڈائریکٹری چھاپنے کی یا ان سے بغیر پوچھے ان کا مواد اکٹھا کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شاہ صاحب! بات یہ ہے کہ آپ کی یہ رپورٹ آج پیش کردی گئی ہے۔ اس کے بارے میں آپ کو وقت ملے گا۔ آپ اس کو بذریعہ ایک تحریک اسمبلی میں لائیں۔ وہ ایجنڈے پر

آئے گی۔ ایجنڈے کے مطابق ہم اس پر بحث کریں گے اور فیصلہ ہو جائے گا۔

توجہ دِلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سید تابش الوری صاحب کا Call Attention Notice ہے - جی سید تابش الوری صاحب !

پاکپتن میں پولیس وین سے قیدیوں کا فرار

سید تابش الوری : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دسمبر ۱۹۹۴ء کے تیسرے ہفتے میں قتل کے مقدمات میں ملوث ۲۶ قیدی پولیس وین سے اس وقت فرار ہوگئے جب انہیں پاکپتن سے ساہیوال لایا جا رہا تھا۔ ان میں سے چھ مفرور قیدی تو گرفتار کرلیے گئے باقی ماندہ مفرور قیدی گرفتار ہوسکے ہیں یا نہیں ۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا اس واقعہ کی تحقیقات کرائی گئی۔ اگر ہاں تو اس کا نتیجہ کیا نکلا اور قصوروار افراد کو کیا سزا دی گئی ۔

(ج) حکومت آئندہ ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے کیا تدابیر اختیار کر رہی ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب قائد ایوان !

وزیر اعلیٰ :

(الف) جناب تابش الوری صاحب نے کال اٹینشن نوٹس پر ایوان کی توجہ جس اہم مسئلے کی طرف مبذول کروائی ہے مجھے اس سلسلے میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو انفارمیشنز مہیا کی گئی ہیں وہ میں ایوان کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ واقعات کی تفصیل اس طرح ہے کہ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۴ء کو پولیس وین پاک پتن شریف سے زیر سماعت مقدمات میں حوالاتیوں کو پیش کرنے کے بعد سنٹرل جیل ساہیوال لے کر جا رہی تھی۔ راستہ میں چند خطرناک قیدیوں نے جن میں سلیم عرف گونگا اور نوشیر شامل تھے ملازمین پولیس سے سرکاری اسلحہ چھین کر ڈرائیور کو باہر دھکیل کر گاڑی اغواء کر لی اور اس طرح گاڑی متذکرہ کے ساتھ حوالاتی بھی ساتھ لے کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی پاک پتن پولیس حرکت میں آئی۔ مقدمہ درج کیا گیا اور دن رات کی کوشش کے بعد اس وقت تک چوبیس مفرور حوالاتی اور قیدی گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ باقی مفرور قیدیوں کی گرفتاری کے لیے پولیس سرتوڑ کوشش

میں مصروف ہے۔

(ب) ضلعی انتظامیہ نے اس واقعے کی تحقیقات کے لیے حافظ محمد الیاس مجسٹریٹ درجہ اول کو جوڈیشل انکوائری پر مامور کیا ہے۔ جس کی حتمی رپورٹ کا انتظار ہے۔ قصور وار افراد جن میں انچارج گارڈ اور اس کا عملہ شامل ہے کے خلاف مقدمہ نمبر ۱۴۲ مورخہ ۹۴-۱۲-۱۹ بجرم ۲۲۵-۲۲۳ ت پ تھانہ دل وریام درج کیا گیا ہے۔ ان کی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے۔ تمام عملے کے خلاف محکمانہ کارروائی بھی کی جا رہی ہے۔

(ج) ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے ضروری تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ پاک پتن پولیس نے اس سلسلے میں دوہری حکمت عملی اختیار کی ہے۔ حوالات جوڈیشل کا انچارج ایک تجربہ کار پولیس آفیسر کو مقرر کیا گیا ہے۔ نیز ڈی ایس پی (لیگل) کو حوالات جوڈیشل کے معاملات کا نگران افسر مقرر کر دیا گیا ہے اور حوالات جوڈیشل کی وقتاً فوقتاً چیکنگ کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔

یہ وہ رپورٹ ہے جو میرے فاضل دوست کے سوال کے جواب میں میں نے پیش کی ہے۔ ایک چیز یہاں میں جناب تابش الوری صاحب کی معلومات میں اضافے کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے محض اخبار سے پڑھ کر یہ کال اٹینشن نوٹس دیا ہے۔ جس میں ملوث ۳۶ قیدیوں کا ذکر انھوں نے فرمایا ہے۔ دراصل یہ ۳۶ نہیں تھے۔ ان کی تعداد ۴۱ تھی اور ۴۱ میں سے باقی سارے لوگ گرفتار ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ۱۰ ملزم باقی ہیں جن کی گرفتاری جو ہے وہ ہونا ابھی باقی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟ ہاں! تابش الوری صاحب پہلے۔ کیونکہ سوال ان کا ہے۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ بتائیں گے کہ اس پولیس وین میں کتنے حفاظتی گارڈ موجود تھے؟ اور کیا وہ بھی کسی سازش میں ان کے ساتھ شریک تھے؟ اور انھیں کس طرح سے بے بس کر دیا گیا؟

وزیر اعلیٰ : جناب سپیکر! میں نے اس کا ذکر کیا ہے کہ اس میں ملزمان نے پولیس سے سرکاری اسلحہ چھین کر ڈرائیور کو باہر دھکیل کر گاڑی اغواء کر لی اور اس طرح گاڑی متذکرہ کے ساتھ یہ حوالاتیوں کو لے کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اس میں میرے علم کے مطابق گارڈ میں دو افراد موجود تھے اور ان دونوں سے انھوں نے ان کی رائفلیں بھی چھین لیں اور ان کے ساتھ انھوں نے قیدیوں کو اور

حوالاتیوں کو گرفتار کر لیا۔ اس بارے میں ابھی تک چونکہ جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے' یہ سارے معاملات سامنے نہیں آئے ہیں کہ آیا وہ بھی اس میں ملوث تھے یا نہیں ملوث تھے؛ لیکن بادی النظر میں جو بات سامنے آتی ہے اس میں ابھی تک ان کے ملوث ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملا ہے۔

سید تابش الوری ، ضمنی سوال ۔ جناب سپیکر ! کیا وزیر اعلیٰ یہ بتائیں گے کہ جو لوگ ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے ہیں ان کے مقدمات کی سنگینی کی نوعیت کیا ہے؟ اور کیا وہ proclaimed offender کی حیثیت سے پہلے رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر ! اگرچہ میرے دوست کے اس supplementary question کے لیے ان کو fresh question دینا چاہیے لیکن چونکہ آپ نے اس پر fresh question کی رولنگ نہیں دی ہے اس لیے میں تابش الوری صاحب کے اس supplementary question کا جواب دوں گا۔ یہ جو بقیہ ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوتے ہیں ان پر بڑے minor قسم کے کیسز ہیں۔ کوئی مشیات میں ملوث تھا اور کوئی دوسرے minor قسم کے offences میں ملوث ہیں۔ جو لوگ heinous crimes میں ملوث تھے وہ گرفتار ہو چکے ہیں اور یہ بقیہ لوگ جو ہیں یہ بڑے چھوٹے چھوٹے جرائم میں ملوث ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ ظفر علی شاہ صاحب ۔

سید ظفر علی شاہ ، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر ! کیا معزز وزیر اعلیٰ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ عام حالات میں ۳۶، ۴۰، ۴۱ dangerous under trial criminals کو لے کر جانے اور لے کر آنے کے لیے کتنی گارڈ کے آرڈر ہیں کہ وہ ان کو لے کر جاتی ہے یا لے کر آتی ہے اور اس دن جس تاریخ کو وہ گئے ہیں آیا وہ مطلوبہ تعداد گارڈ کی جو کہ fix ہے وہ اتنی تھی یا اس میں کوئی کمی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وزیر اعلیٰ صاحب ۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر! اس کو بھی آپ supplementary question سمجھتے ہیں تو میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں۔ میرا خیال ہے کہ آپ جواب دے دیں۔

وزیر اعلیٰ ، اچھا۔ ٹھیک ہے جی (قہقہے)

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کبھی کبھی ہمارے ہتھے

چڑھتے ہیں۔

ڈپٹی سپیکر ، اسی لیے میں بھی چاہتا ہوں کہ وہ کچھ نہ کچھ فرمائیں۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میرے خیال کے مطابق ان قیدیوں کو لے جانے کے لیے جتنی تعداد میں۔۔

اپوزیشن بنچز ، وہ پرچی آ گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر ! یہ بات اگر مجھے معلوم نہ بھی ہو تو بھی یہ کوئی ایسی بات نہیں ہو مجھے معلوم ہونی ضروری ہے۔ یہ تو ایک ہیڈ کنسٹیبل کو معلوم ہونی چاہیے۔ یہ ایک اے ۔ ایس ۔ آئی کو معلوم ہونی چاہیے۔ ایک سب انسپکٹر کو معلوم ہونی چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ ضروری نہیں ہے کہ گارڈ جو ہے وہ ۴ / ۱ کی ہو یا ۲ / ۱ کی ہو ۔ یہ وزیر اعلیٰ کو معلوم ہونی چاہیے۔ یہ ٹیکنیکل سوال ہے جو میرے بھائی جناب ظفر علی شاہ صاحب نے اپنی وکالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ سوال کیا ہے ان کا یہ سوال کسی عدالت میں کرنے کا ہے یہ یہاں ہاؤس میں کرنے کا سوال نہیں ہے ۔ جناب سپیکر! ایسے قیدیوں کو لے جانے کے لیے ایک چار کی گارد ہوتی ہے جس میں ایک اے ۔ ایس ۔ آئی ہوتا ہے باقی اس میں کنسٹیبل ہوتے ہیں ۔

سید ظفر علی شاہ:جناب سپیکر! ٹھیک ہے جو کچھ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے ۔

اب جناب والا ۔ میں ایک ہی ضمنی سوال کروں گا مگر اس کے دو حصے ہوں گے کہ ایک تو وزیراعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ جو گارد تھی اس کے خلاف پرچہ نمبر ۱۴۷ زیر دفعہ ذلل درج ہوا ۔ تو جناب کیا یہ ایک ہی پرچے میں مفرور قیدی اور اہل کار بھی شامل ہیں؟

دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے تاکہ آپ کا اور جناب وزیر اعلیٰ کا وقت ضائع نہ ہو کیونکہ جناب وزیر اعلیٰ مصروف ہیں بات چونکہ مفرور کے حوالے سے ہوئی اور میں اس وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جناب کی وساطت سے عرض کروں گا کہ کیا لیڈر آف دی ہاؤس وزیر اعلیٰ صاحب کے علم میں ہے کہ پنجاب اسمبلی کے لیڈر آف دی اپوزیشن کو ایک دوسری حکومت نے ناجائز طریقے سے غیر آئینی غیر قانونی طریقے سے مفرور قرار دیا ہے چونکہ لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن آپس میں cousin ہوتے ہیں اس سلسلے میں ان کی حکومت یا انہوں نے کوئی کارروائی کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ ضمنی سوال نہیں ہے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ I rule it out

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں نے جو پہلے سوال کیا تھا یہ اس کا حصہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں دو نہیں ہو سکتے۔ آپ نے رول کے مطابق نہیں کیے ایک ہی بات ہو سکتیہے لہذا میں اسے rule out کرتا ہوں۔

سید تابش الوری، کیا وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے کہ ان کے علم میں ہے کہ مفرور قیدیوں کو لانے اور لے جانے کا مسئلہ اتنا غیر محفوظ ہو چکا ہے کہ ایسے متعدد واقعات ہو چکے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ مفرور نہیں تھے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں نے کہا ہے کہ یہ جو مفرور ہو چکے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں۔ اب ہوئے ہیں۔

سید تابش الوری، جی جناب۔ اب ہوئے ہیں تو ان خطرناک قیدیوں کو لانے اور لے جانے کے مناسب حفاظتی انتظامات موجود نہیں ہیں تو کیا وزیر اعلیٰ صاحب بتائیں گے کہ حکومت اس سلسلے میں آئندہ صوبائی سطح پر ہر جیل اور حوالات کے لیے کیا احتیاطی تدابیر اختیار کر رہی ہے تاکہ آئندہ ایسے خطرناک قیدیوں کو فرار ہونے کا موقع نہ مل سکے۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! یہ بڑا relevant question ہے اور مجھے خوشی ہے کہ سید تابش الوری صاحب نے بڑا موزوں اور مناسب سوال کیا ہے۔ تو ایک تو میں معزز تابش الوری صاحب اور معزز ایوان کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ واقعہ پیش اس لیے آیا ہے کہ پاکپتن شریف ایک نیا ضلع ہے اور وہاں کوئی جیل نہیں ہے اس لیے روزانہ قیدیوں کو جو عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں ان کو ساہیوال جیل منتقل کرنے کے لیے کسی وین پر منتقل کیا جاتا ہے اور وہاں لے جایا جاتا ہے چونکہ یہ روزمرہ کا معمول ہے اور وہاں یہ problem ہے کہ لوکل لیول پر جیل نہ ہونے کی وجہ سے قیدیوں کو ساہیوال جیل میں transfer کرنا ہوتا ہے اس لیے وہاں مقامی طور پر حفاظتی تدابیر کی گئی ہیں کہ جوڈیشل حوالات کا انچارج ایک تجربہ کار پولیس افسر کو مقرر کیا گیا ہے اور دوسرے میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا تھا کہ ڈی۔ ایس۔ پی لیگل کو حوالات جوڈیشل کے معاملات کا نگران افسر مقرر کر دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے یہ بڑی جاتز اور مناسب بات کی ہے کہ پورے پنجاب لیول پر کیا ایسے اقدامات کرنے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ

یقیناً" ہمارا ارادہ ہے۔ یہ مسئلہ صرف نئے اضلاع کا ہے اور نئے اضلاع جن میں جیلیں نہیں ہیں اور قیدیوں کو دوسرے مقامات پر لے جانا پڑتا ہے میں نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ ہر مقام پر اس قسم کے حفاظتی اقدامات آئندہ سے ہر اس جگہ کے لیے کر لیے جائیں جہاں جیل نہیں ہے اور اس کے لیے پورے طریقے سے حفاظتی اقدامات کرنے ہوں گے تاکہ اس قسم کا آئندہ کوئی واقعہ پیش نہ آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ

ملک محمد عباس کھوکھر ، جناب سپیکر ! میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ قیدی تو پولیس کی غفلت سے بھاگے۔ لیکن وہاں اس علاقے میں عام لوگوں کے ساتھ جو تشدد کیا گیا ہے میں اس کا چشم دید گواہ ہوں ان کا کیا گناہ تھا اور وہ تشدد آج بھی ان کے ساتھ کیا جا رہا ہے قیدی رات کو بھاگے ہیں اور راتوں ہی رات قیدیوں کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے گھروں پر raid کر کے ان کو پکڑ کر سامنے کھڑے ہو کر تمام افسران نے ننگا کر کے ان کو مارا پیٹا اور ان کی ہر طرح سے تذلیل کی گئی اور یہ اچھے بھلے لوگوں کی تذلیل کی گئی۔ اور یہ تشدد آج بھی جاری ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ملزم جو سنگین جرم میں ملوث تھے وہ اگلی سیٹ پر بٹھائے گئے تھے حالانکہ قانون کے مطابق انہیں پیچھے بیٹھنا چاہیے رشوت دے کر ان کو آگے بٹھایا گیا اور وہ آج تک نہیں پکڑے گئے۔ تو جناب والا! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ تشدد کب تک جاری رہے گا اس کا کوئی تدارک کیا جائے گا یا نہیں۔ ہمارے علاقے کے قریب سے یہ وقوعہ ہوا ہے وہاں لوگوں کے ساتھ اتنا تشدد کیا گیا کہ جس کی انتہا نہیں ہے پھر پاکپتن پولیس نے کوئی قیدی نہیں پکڑے پھر بھی یہ دوسری پولیس ضلع ساہیوال اور لاہور کی پولیس نے انہیں گرفتار کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، This is no supplementary question. وقت ختم ہوتا ہے نماز کے لیے آدھ گھنٹے کے لیے ہاؤس کو adjourn کیا جاتا ہے۔

(ایوان کی کارروائی پانچ بج کر اٹھارہ منٹ پر وقفہ نماز کے لیے آدھ گھنٹہ کے لیے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد ۶-۳۷ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر !---

جناب سپیکر ، جی وصی ظفر صاحب ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! آپ کے تشریف لانے سے پہلے ادھر وزراء کے مجبور کرنے پر اور سپیکر صاحب کے کہنے پر جو جو لفظ انھوں نے کہے ہیں نے ان کی من و عن تعمیل کی ہے۔ اب میری گزارش صرف اتنی ہے کہ ٹیپ چلالی جائے تاکہ تمام ہاؤس وہ سن لے کہ اصل واقعہ کیا تھا؛ یہ تو اب میرا حق ہے۔ میں نے بات پہلے تسلیم کر لی۔ اب میری بات کو تسلیم کیا جائے۔ میرا مطالبہ ہے کہ ٹیپ چلالی جائے۔

جناب سپیکر ، آپ کا مطالبہ بجا۔

چودھری محمد وصی ظفر ، اس کو تسلیم کیا جائے جناب ۔

جناب سپیکر ، لیکن میری گزارش ہے کہ اگر یہ معاملہ نمٹ گیا ہے---

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب ! میں نے پہلے سپیکر صاحب کو کہا تھا ۔ اپوزیشن کے واک آؤٹ سے پہلے کہا تھا کہ آپ اس چیئر کی تمام تر honesty سے رولنگ دے دیں ۔ جو آپ کہیں گے میں کروں گا۔ اس کے بعد وزراء نے اور سپیکر صاحب نے بھی ایک رولنگ دے کر مجھ پر پریشر ڈالا تو جو کچھ ہوا۔ اب ٹیپ تو چلالی جائے۔

جناب سپیکر ، میری بات سنیے۔ اگر آپ نے فیصلہ کر لیا۔ اگر آپ نے ایک عمل کر لیا اب کیوں گڑھے مردے اکھاڑ رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، نہیں ۔ جناب ! اس میں پتا ہے کہ گزارش کیا ہے ۔ کھوسہ صاحب نے لفظ غلط کہے تھے۔ تین دفع انھوں نے repeat کیا اور درمیان میں ایک دفع ان کی زبان slip کی۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ آپ ٹیپ چلالیں۔ کھوسہ صاحب نے کہا تھا کہ قائد اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے بڑے لیڈر ہیں۔ میں نے کہا کہ اس میں کیا شک ہے؟ انھوں نے کہنا otherwise تھا۔ انھوں نے غلط کہا تھا۔

جناب سپیکر ، دیکھیے ۔ اگر آپ اس مسئلے کو طے کر چکے ہیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب ! نہیں ' طے تو کر چکے۔ دیکھیں ' میں تو بار بار کہتا رہا کہ میں نے یہی کہا جو کھوسہ صاحب نے کہا ۔ ابھی اگر ٹیپ چلالی جائے تو وہ بات clear نہ ہو جائے گی کہ ان کی

زبان slip کی یا میری بات ۔ میرا تو اس وقت بھی یہی stand تھا ۔ تو یہ چلالی جائے ۔

جناب سپیکر ، آپ وہ حصہ نکال سکتے ہیں؟ (ساؤنڈ آپریٹرز کی طرف کہتے ہوئے) ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! اگر آپ اس معاملے کو دوبارہ شروع کرنا چاہتے ہیں تو ماشاء اللہ آپ ضرور کریں۔

جناب سپیکر ، نہیں ، میں تو نہیں چاہتا۔

سید تابش الوری ، تو پھر بات ختم ہوئی۔ سپیکر کی رولنگ کو چیلنج بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر ، ایک آدمی کا حق ہے۔ میں نے تو ان سے گزارش کی ہے کہ بہتر ہے کہ اب گڑھے مردے نہ اکھاڑے جائیں۔ جو بحث آپ نے طے کر لی اس کو دوبارہ نہ چھیڑیں۔

سید تابش الوری ، آپ اپنے چیمبر میں ان کو سنوا دیں۔ ان کی تسلی کے لیے ان کو سنوا دیں۔

جناب سپیکر، کیا ایسا نہ کر لیا جائے کہ آپ اسے میرے چیمبر میں سن لیں اگر اس کے بعد بھی آپ چاہیں کہ یہ ہاؤس میں سنائی جائے تو پھر اس پر غور کر لیں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں نے تو پہلے بھی forcibly سپیکر صاحب کی بات مانی۔

جناب سپیکر، اب بھی مان لیں ۔ بڑی مہربانی ۔ میرے چیمبر میں اس کا اہتمام کر لیں گے ۔ آپ اور میں سن لیں گے ۔ اگر آپ اس کے بعد محسوس کریں گے کہ یہ ضروری ہے تو پھر اس وقت میں اس کے بارے میں فیصلہ کر لوں گا ۔

جناب ایس ۔ اے حمید ، (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب سپیکر! میری اور سید تابش الوری صاحب کی ایک تحریک استحقاق نمبر ۶ ہے جو یہاں آپ کے پاس تھی ۔

جناب سپیکر، تحاریک استحقاقات کا وقت ختم ہو گیا ۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔

جناب ایس اے حمید، ابھی تو جناب والا! شروع ہی نہیں ہوا ۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ نہیں ۔ بالکل نہیں ۔ ایسا نہیں ہے ۔ تحاریک استحقاقات ختم ہو چکی ہیں ۔

جناب ایس اے حمید، کب جی ۔

جناب سپیکر، مجھے ڈپٹی سپیکر صاحب نے بتایا ہے ۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر ! یہ تو ابھی شروع ہی نہیں ہوئیں ۔

جناب سپیکر، کل سہی ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا ! یہ تو ابھی شروع ہی نہیں ہوئیں ۔

جناب ایس اے حمید : یہ کب شروع ہوئیں؟

جناب سپیکر، یہ دیکھیے۔ سیکرٹری صاحب بھی کہتے ہیں ۔ آپ شاید اس وقت باہر گئے ہوئے تھے

جناب ایس اے حمید: جناب والا! اگر ہم نے واک آؤٹ کیا تھا اور ہماری تحاریک استحقاقات اگر آپ نے dispose of کر دی ہیں تو پھر ہمارے اندر آنے کا فائدہ کیا ہے؟ جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں ۔

جناب سپیکر، آپ میری بات سنیے ۔ چونکہ میں تو یہاں موجود نہیں تھا ۔ جو بات ہاؤس کے ریکارڈ پر ہے اس کے مطابق آپ کی عدم موجودگی میں (قطع کلامیاں) میں موجود نہیں تھا جناب ڈپٹی سپیکر صاحب preside کر رہے تھے آپ تشریف نہیں رکھتے تھے آپ شاید واک آؤٹ کر گئے تھے اس وقت یہ تینوں تحاریک استحقاقات پیش ہوئیں تینوں میں سے کوئی بھی ختم نہیں کی گئی یہ pend کی گئی ہیں اور یہ ایک ۔ دو اور چار نمبر کی ہیں ۔

جناب ایس اے حمید، مگر جناب سپیکر ۔ ہماری تحریک استحقاق نمبر ۶ ہے ۔

جناب سپیکر، وہ کل rule out ہو گئی ہے جب اسی نوعیت کی ---

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں اسی کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ اب نہیں کر سکتے ۔

جناب ایس اے حمید، جناب میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں ۔ یہ جناب سپیکر قانون کی بات ہے اور یہ رولز کی بات ہے ۔

جناب سپیکر، فرمائیے ۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ ہماری تحریک استحقاق نمبر ۶ ہے یہ تحریک استحقاق اور جو ہماری دوسرے تحاریک استحقاقات تھیں جو جناب ذوالفقار علی کھوسہ صاحب اور دوسرے فاضل ممبران کی

تھیں ان میں ان کے متن میں فرق ہے ہماری بات کچھ اور ہے ان کی بات کچھ اور ہے ۔ آپ نے کس طور پر ان کو rule out کر دیا۔

جناب سپیکر، یہ ایک ہی نوعیت کی ہیں اور ---

جناب ایس اے حمید، نہیں جناب سپیکر ! اس کا متن اور ہے ۔ آپ اسے دیکھ لیں اور اس کا ملاحظہ فرمالیں۔ پھر جناب سپیکر ! ایک اور بات ہے کہ ہم نے یہ پڑھی نہیں ۔ اگر جناب سپیکر! میں اسے پڑھتا اگر یہ ایک ہی نوعیت کی ہوتیں میں بھی پڑھتا اور میرے دوسرے دوست بھی پڑھتے پھر آپ اپنا فیصلہ دیتے وقت انہیں rule out کر سکتے تھے یہ آپ کا پورا پورا اختیار تھا۔ جب میں نے اسے پڑھا ہی نہیں اور اس کا متن اور ہے تو پھر جناب سپیکر! آپ نے اسے کیسے rule out کر دیا ہے؟

جناب سپیکر ، نہیں۔ مقصد کا اور ہونا صرف اس بات سے نہیں ہو جاتا کہ "کے" یا "میں" یا "سے" اس میں زیادہ یا آگے یا پیچھے ہے ۔ یہ بنیادی طور پر ایک ہی موضوع سے تعلق رکھتی ہیں اور جب ایک اسی موضوع کی petition rule out ہوتی ہے تو دوسری بھی رول 191 ---

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آپ یہ فرمائیں کہ اگر میری تحریک استحقاق پیش ہی نہیں ہوتی میں اسے پڑھتا ہی نہیں آپ اسے کیسے rule out کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، اس لیے کہ یہ circulate ہوئی ہیں اور میرے پاس موجود ہیں اور میں نے ان کا اندازہ کیا ہوا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر ! آپ کوئی رول quote کر دیں۔

جناب سپیکر، میں نے خود اس کا اعلان کیا ہے جب یہ دوست ہنگامہ کر رہے تھے کہ چونکہ وہ دونوں بھی اسی نوعیت کی ہیں اس لیے یہ rule out ہو گئی ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! جو میں بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے ---

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! آپ نے فرمایا تھا کہ میں پہلے اس کا فیصلہ کر لوں ---

جناب ایس اے حمید، بعد میں دوسروں کو take up کروں گا۔

سید تابش الوری، ہم اس وقت بیٹھ گئے تھے لیکن آپ نے اس کو اس کے بعد rule out کر دیا۔ ہم نے سوچا کہ آپ ہمیں call کریں گے۔ آپ کو اختیار ہے آپ جو چاہیں فیصلہ کریں لیکن آپ نے

پہلے ہمیں یہ کہا کہ اب آپ نہ بولیں جب آپ کی turn آئے گی تو آپ اس پر بولیے گا ہم خاموش ہو کر بیٹھ گئے اور آپ نے اس پر debate کر کے اسے rule out automatically کر دیا۔ آپ نے تو ہمیں موقع ہی نہیں دیا آپ نے ہمیں محروم کر دیا کہ ہم اپنا نقطہ نظر آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔

جناب سپیکر، دیکھیئے۔ اس پر باقاعدہ بات ہوئی دو صاحبوں نے اپنی اپنی تقریریں کیں۔

سید تابش الوری، نہیں ۔ وہ تو دوسری تھیں ۔

جناب سپیکر، باقی بھی اسی نوعیت کی ہیں اور میں نے rule out کر دیا۔

سید تابش الوری، جناب! آپ ہمیں call کرتے ۔ ہم پڑھتے اور آپ کہتے کہ اسی نوعیت کی تحاریک پر میں فیصلہ کر چکا ہوں ۔ یہ تو آج ہی آئی ہے اور آپ نے اسے circulate کروا دیا ۔ اب آپ نے اس کو پڑھنا ہے پھر اس کے بعد آپ نے فیصلہ کرنا ہے ۔ یہ بڑی simple سی procedure کی بات ہے اس میں کوئی پیچیدگی نہیں اور ہم نے آپ کی اس assurance پر کہ بھئی آپ کی turn تو بعد میں ہی آئے گی ۔

جناب سپیکر، میں اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہوں اور کل جب privilege motions آئیں گی اس وقت میں پھر اپنا فیصلہ دے دوں گا۔ میں آپ کی درخواست پر غور کرتا ہوں ۔

جناب ایس ۔ اے ۔ حمید، جناب سپیکر! یہ بڑا clear رول ہے

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی ۔ آپ نے بتایا ہے میں غور کرنے کے لیے تیار ہوں' اب تحاریک استحقاقات کا وقت چونکہ ختم ہو چکا ہے اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔

حاجی عرفان احمد ڈاہا، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! Call Attention کے بارے میں میرا بھی ایک سوال تھا اور وہ پیش نہیں ہو سکا

جناب سپیکر، اس کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔

حاجی عرفان احمد ڈاہا، جناب والا! میری درخواست ہے کہ اسے اب next turn پر رکھ لیں ۔

جناب سپیکر، اس پر غور کر لیتے ہیں--- یہ رولز کے مطابق lapse ہو جاتا ہے آپ کو اسے دوبارہ دینا پڑے گا۔ اگر آپ اسے آج دے دیں تو ہو سکتا ہے کہ جس دن جواب طلبی کے نوٹس آئیں گے

اس دن یہ take up ہو۔

حاجی عرفان احمد ڈاہا، ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار جناب انعام اللہ خان نیازی کی ہے --- ہی نیازی صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں نے دو دفعہ کاپی مانگی ہے لیکن مجھے کاپی نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر، کاپی دی جائے۔

وزیر زراعت، نیازی صاحب نے آج رومال خوب سجایا ہوا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب آپ انہیں خاموش کروا دیں یہ ہمیشہ میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، بسم اللہ۔ آپ اپنی بات کریں۔ ویسے لوگوں کی پرانی عادت ہے کہ وہ خوبصورت لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے ہیں۔ غالب نے اسی لئے کہا تھا کہ،

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد

یہ تو ان کا حق ہے آپ جتنا زیادہ رومال کو سجائیں گے اتنی زیادہ چھیڑ خوانی ہو گی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں تو سمجھا تھا کہ میرا آپ کے ساتھ personally clash ہے لیکن آج مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے بھی میری تعریف کر دی۔

جناب سپیکر، نہیں۔ جناب عرصہ ہوا میں تو آپ کے حق میں دستبردار ہو چکا ہوں۔

لاہور شہر میں ٹریفک کا مسئلہ

جناب انعام اللہ خان نیازی۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور شہر میں ٹریفک کا مسئلہ دن بدن ابتر ہوتا جا رہا ہے مگر حکومت اس طرف توجہ نہیں دے رہی۔ ایل۔ ڈی۔ اے کے نا اہل افسروں نے بڑی بڑی شاہراہوں پر سکولوں کے اجراء کی اجازت دے رکھی ہے جس کے باعث ہر جگہ ٹریفک کے بے پناہ مسائل پیدا ہو گئے ہیں ٹریفک کے

مسئلے کو سامنے رکھے بغیر گلبرگ ماڈل ٹاؤن شادمان کالونی اور دیگر اہم علاقہ جات کی مین سڑکوں پر سکولوں کے اجراء کی اجازت دے دی گئی ہے جس کی وجہ سے آئے دن ان سڑکوں پر حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں سڑکیں کھلی کرنے کی بجائے ایسے مسائل پیدا کر کے سڑکیں تنگ کی جا رہی ہیں اس سے صوبے بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ کچھ کہنا پسند کریں گے۔

وزیر قانون(چودھری محمد فاروق): جناب سپیکر! میں اجازت چاہوں گا کہ اگر اس کا جواب دینے کے لیے مجھے کل تک مہلت دے دی جائے۔ جواب آ چکا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ مزید انفرمیشن لے کر ہاؤس کو آگاہ کروں۔ اس لیے کل تک مہلت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! میری اس بارے میں یہ رائے ہے کہ یہ ٹریفک کا مسئلہ واقعی اس قابل ہے کہ اس پہ ایوان میں بحث ہو۔ اور اگر آج کوئی خاص ٹیکنیکل اعتراض نہ ہو تو شاید آپ میری رائے سے اتفاق کریں۔ میں ابھی اپنی رائے دے رہا ہوں رولنگ نہیں دے رہا کہ اسے زیر بحث لایا جانا چاہیے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ لاہور میں یہ مال روڈ کا مسئلہ پیش آیا اور پھر عوام کی تکالیف کے پیش نظر حکومت نے فوری طور پر اپنا فیصلہ واپس لیا۔ تو سڑکوں کی یہ کیفیت ایسی ہو رہی ہے کہ سڑکیں ایک طرح سے عوام کی سہولت کی بجائے وبال جان بن رہی ہیں۔ ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کے علاوہ جو ٹریفک کے انتظامات ہیں ان کے بارے میں بھی یہی صورت حال ہے۔ میرے خیال میں اس پر زیادہ سوچ بچار کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کو کوئی خاص اعتراض نہ ہو تو غور کر لیجیے کہ کیا اس مسئلے پر بحث نہ ہو جائے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نے اسی لیے عرض کیا ہے کہ جس طرح آپ اس مسئلے کو اہمیت دیتے ہیں۔ میں بھی اس کو اہمیت دیتے ہوئے ہی اس بات کا اظہار کر رہا تھا کہ مجھے مزید انفرمیشن چاہیے۔ تاکہ ایوان کو اس سے بھی آگاہ کیا جا سکے اور جو صورت حال تحریک میں بیان کی گئی ہے اس کی بھی وضاحت ہو سکے۔ کیونکہ صرف ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کے حوالے سے یہاں جو بات کی گئی ہے اس میں مخصوص سڑکوں کا ذکر نہیں کیا۔

جناب انعام اللہ نیازی: میں نے پورے لاہور کی سڑکوں کا ذکر کیا ہے۔

جناب سپیکر : تحریک التوائے کار میں دیا گیا ہے کہ لاہور شہر میں ٹریفک کا نظام دن بدن ابتر ہوتا جا رہا ہے۔

جناب انعام اللہ خاں نیازی : جناب سپیکر! اسی لیے میں ذکر کرنے لگا ہوں کہ شہر میں غلط permissions دی گئی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب سے گزارش کروں گا۔ میں نے اس مسئلے کو اس لیے نہیں اٹھایا کہ میں اپوزیشن بنچز پر ہوں اور گورنمنٹ کی بات ہو۔

وزیر قانون : مجھے بات کرنے دی جائے۔ جناب سپیکر! میں واضح عرض کر رہا ہوں کہ اس ایشو پر ہمیں حکومت کی طرف سے کوئی ایسا اعتراض نہیں۔ حکومت ٹریفک کے مسائل حل کرنے میں بھی سنجیدہ ہے۔ اور سڑکوں کی صورت حال کو بہتر کرنے اور تعمیر اور مرمت کرنے کے معاملے میں بھی سنجیدہ ہے۔ یہاں پر لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کارپوریشن اور ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے لاکھوں کروڑوں کی ڈویلپمنٹ سکیمیں تیار کی ہیں۔ جن کے مطابق کچھ پر کام ہو چکا ہے اور کچھ پر ہو رہا ہے۔ جناب چیف منسٹر صاحب نے بھی لاہور شہر کی سڑکوں کی ترقیات کے لیے اربوں روپے کا پیکج مختص کیا ہے اور اس کے مطابق لاہور شہر کے اندر ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ اور کارپوریشن کے علاوہ سی ایم صاحب کی نگرانی میں بھی سڑکوں کی تعمیر کا کام شروع ہے اور ہو رہا ہے۔ حکومت عوام کو سہولت فراہم کرنے کے لیے اور سڑکوں کی صورت حال بہتر بنانے کے لیے سنجیدہ ہے اور سنجیدگی سے عملی کارروائی کر رہی ہے۔ جہاں تک ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانے کا تعلق ہے اس کے بارے میں بھی حکومت سنجیدہ ہے۔ گزشتہ دو تین روز میں جو صورت حال آپ کے سامنے آئی تو اس کے پس منظر میں بھی دیکھیے کہ حکومت نے مال روڈ کے اوپر ون وے ٹریفک کا نظام قائم کرنے کا اس لیے فیصلہ کیا کہ حکومت محسوس کرتی تھی کہ لاہور کے اندر ٹریفک کے مسائل پیدا ہو چکے ہیں۔ ان کے حل کے لیے متبادل راستے اختیار کرنے ہیں۔ متبادل روٹ اختیار کیے گئے۔ دو یا تین روز کے اندر جب یہ صورت حال دیکھی گئی کہ متبادل روٹس اختیار کرنے کے باوجود ٹریفک کا نظام بہتر نہیں ہوا بلکہ کچھ درہم برہم ہوا ہے تو جناب سپیکر! جیسے کل میں نے ایوان میں بھی عرض کیا تھا کہ یہ ایڈمنسٹریٹو فیصلہ تھا جسے حکومت عوام کی بہتری اور مفاد میں واپس بھی لے سکتی ہے۔ اور ایسے ہی ہوا کہ انتظامیہ نے پہلے فیصلے کو اس حد تک کار آمد نہیں سمجھا اور اس کے لیے مزید سوچ بچار ہو رہی ہے۔ البتہ آپ چونکہ سپیکر ہونے کے ساتھ ساتھ لاہور شہر سے عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور آپ لاہور کے عوام کی نمائندگی بھی کرتے ہیں

اگر آپ ایسا محسوس کرتے ہیں کہ اس ایشو پر ایوان میں بحث ہونی چاہیے مجھے کوئی ایسا اعتراض نہیں۔ کیونکہ حکومت ٹریفک کا مسئلہ بھی حل کرنا چاہتی ہے، سٹرکوں کا بھی مسئلہ حل کرنا چاہتی ہے۔ لہٰذا اگر ایوان کی طرف سے کوئی بہتر تجاویز آتی ہیں تو میں اس کے لیے خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب سپیکر : بڑی مہربانی !

جناب انعام اللہ خاں نیازی : جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ مجھے اس بارے میں تھوڑا سا پہلے بھی خیال آیا اور سابقہ دور کے ایل ڈی اے کے لوگوں کو میں نے تجویز دی تھی اور میں نے ان سے استدعا کی تھی کہ آپ جس نظریہ کے تحت کام کر رہے ہیں وہ آپ کا اپنا ایک مسئلہ ہے کہ کہاں سے کام کرنا ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ professionally آپ کسی کو hire کریں ۔ لاہور ، کراچی ، راولپنڈی یا فیصل آباد یا جتنے بڑے شہر ہیں۔ بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمارے پاس ابھی تک ٹریفک ڈیزائننگ کا کوئی محکمہ ہی نہیں۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب! میری بات سنیے ۔ بات جس طرف جا رہی ہے اس میں آپ کو موقع ملے گا۔ میں دونوں طرف کی بات سننے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں ۔ میں اس کو باضابطہ قرار دے رہا ہوں۔ I consider this in order. جو اس کے حق میں ہیں کہ اسے ایوان میں زیر بحث لایا جائے وہ بتائیں۔

وزیر قانون : next working day پر تحاریک التوائے کار کے بعد دو گھنٹے کا وقت رکھ لیں۔

جناب سپیکر، next working day پر تحاریک التوائے کار کے بعد دو گھنٹے اس پر بحث کے لیے وقت مختص کرتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! جمعرات کو رکھ لیں۔

جناب سپیکر، next working day بےشک بدھ ہی ہو جائے۔ آپ تو تیار ہی ہیں۔ وہ تو ان کی تیاری کے لیے ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ پھر رہ جائے۔ آپ کوئی دوسری بات بھی سوچا کریں۔ آپ کے کاغذ کی بات کر رہا ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ظاہر ہے کہ ہر تحریک اہم نوعیت کی ہوتی ہے ۔ میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 25 ہے ۔ اس میں پورے پنجاب کے امن و امان کا

مسئلہ ہے اور وہ معلوم نہیں کب آئے تو میں یہ گذارش کروں گا کہ باقی تمام کارروائی کو معطل کر کے اس کو پہلے لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں' خاکوانی صاحب! آج تو یہ رولز کے مطابق نہیں لی جا سکتی' کیونکہ جب ایک admit ہو جائے تو وہاں رک جاتے ہیں۔ آپ فکر نہ کیجیے کل اس کو دیکھ لیں گے۔ جی جناب خواجہ صاحب!

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! اس سے پہلے جو انعام اللہ نیازی صاحب نے تجویز دی ہے اور ہاؤس نے جسے منظور کر لیا ہے میں اس سلسلے میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ ٹریفک اتھارٹیز جو ہیں' ٹریفک اتھارٹیز کے جو افسران ہیں' یا لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے سڑکیں بنانے والے جو افسران ہیں' لاہور کارپوریشن کے جو افسران ہیں' جنہوں نے مستقبل کے لیے سڑکوں کی designing وغیرہ کی ہے یا کر رہے ہیں ان تمام افسران کو یہاں بلایا جائے تاکہ وہ فاضل اراکین کے جذبات' ان کی تجاویز کو اپنے کانوں سے سنیں کہ لاہور کے عوام کو ٹریفک کی وجہ سے کن مشکلات کا سامنا ہے۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! تشریف رکھیے۔ اچھی تجویز ہے۔ میں وزیر قانون صاحب اور دوسرے وزراء صاحبان کے ذریعے سے جو یہاں ہاؤس میں تشریف رکھتے ہیں حکومت سے کہتا ہوں کہ جس روز اس تحریک التوائے کار پر بحث ہو اس دن متعلقہ محکموں کے ذمہ دار افسران کو یہاں بلایا جائے تاکہ وہ نوٹس لیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، (سید ناظم حسین شاہ) جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جس بھی محکمے کا وزیر بیٹھا ہوتا ہے تو he is also responsible

جناب سپیکر، جی بالکل ٹھیک ہے۔ He is the most responsible person.

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، تو اس لیے خواجہ ریاض محمود صاحب کی جو بات ہے جب لوکل گورنمنٹ یا میونسپل کارپوریشن کی بات ہو گی تو that falls under my purview. تو جب میں یہاں پر موجود ہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر، یعنی آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ "ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں" وزیر آ گیا تو سب آ گئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، ویسے جناب آپ کے پاؤں میں پورے ہاؤس کا پاؤں آ جاتا ہے۔ جب آپ پورے ہاؤس کے custodian ہیں۔ اور اگر آپ ان سب کو بلانا چاہیں تو پھر آپ کو بتانا پڑے گا کہ آیا میونسپل کارپوریشن کے ایڈمنسٹریٹر کو بلائیں یا کسی اور کو بلائیں۔ میرے دوست نیازی صاحب نے پورے لاہور کی بات کی ہے تو اس بارے میں میرے خیال میں،

Minister would be enough to answer for all that and they are also responsible about that

جناب سپیکر، بجا ہے لیکن بہتر ہے اگر آپ کچھ لوگوں کو بلالیں گے تو وہ بھی بحث سن لیں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب! اس کا پھر یہ ہے کہ How will you permit them to sit in the lobby? Are they permitted to sit in the lobby? There are certain officers who are permitted to sit in the lobby پھر ان کو آپ سے اجازت لینی پڑے گی کیونکہ

There are others who are not permitted to sit in the lobby

جناب سپیکر، نہیں نہیں جو permitted to sit ہیں انہیں بلا لیجیے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مصتاق احمد اعوان)، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انعام اللہ نیازی صاحب کی تحریک التوائے کار کل آئی تھی۔ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ اور ایل ڈی اے کے افسران کل موجود تھے، ہماری میٹنگ ہوئی ہے اور چونکہ اجلاس ملتوی ہو گیا اس لیے یہ تحریک التوائے کار کل نہ آ سکی۔ ہم نے certain informations کے لیے جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے ان کو task دے دیا ہے۔ ان شاء اللہ اگلی دفعہ اس تحریک التوائے کار کے ساتھ جو تمام متعلقہ محکمے ہیں وہ آئیں گے اور اس معزز ہاؤس کو ساری informations دیں گے۔

جناب سپیکر، excellent۔ اب سرکاری کارروائی کا آغاز ہوتا ہے۔ میاں صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے

ہیں؟

میاں فضل حق، جناب والا! میں تحریک التوائے کار کے متعلق ہی بات کرنا چاہوں گا۔ آپ نے last اجلاس میں بڑی مہربانی کی میری اور ارشد عمر ان سلہری صاحب کی تحریک التوائے کار کو admit کیا۔ اور اس پر بحث کے لیے ایک گھنٹے کا وقت آپ نے مقرر کیا تھا۔ بدقسمتی یہ کہ اس دن جو subject تھا وہ ہاؤسنگ کے وزیر سے متعلق تھا یعنی ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن سے متعلق تھا۔ نہ تو اس دن ہاؤس میں وزیر قانون صاحب بیٹھے جبکہ ہاؤسنگ کے وزیر صاحب تو اس دن تشریف ہی نہیں لائے۔ اور بدقسمتی یہ ہوئی کہ جس وقت میں نے اور ارشد عمران سلہری نے اپنی بات کر لی تو حکومت کی طرف سے کوئی جواب دینے کے لیے تیار نہیں تھا اور جو چیئر مین صاحب چیئر پر تشریف رکھتے تھے انہوں نے کہا کہ جی اس پر کوئی جواب ہی نہیں آئے گا کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے تو اب میں یہ چاہتا ہوں کہ جب آپ کسی تحریک کو admit کرتے ہیں تو کم از کم اس چیز کا ضرور خیال رکھا جائے کہ جس چیز پر آپ بحث کرتے ہیں اس کے بارے میں حکومت کی طرف سے بھی اس کا جواب ضرور آنا چاہیے۔ جناب سپیکر، بجا ہے۔ اسی لیے میں نے تاکید کی ہے کہ اس دن دوست تشریف رکھیں۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار ہے اور تین اجلاس گزر چکے ہیں۔ جب بھی باری آتی ہے تو آپ فرما دیتے ہیں کہ کل آجائے گی یا پرسوں آجائے گی۔ لیکن بدقسمتی سے میری باری ہی نہیں آتی۔ میری تحریک انجمن حمایت اسلام کے سلسلے میں ہے۔ تو آپ مہربانی فرمائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اسے آج ہی لیں لیکن لے لیں بے شک کل لیں، پرسوں لیں۔

جناب سپیکر، آپ فکر نہ کریں "پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ" اس کی باری بھی آجائے گی۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر 1، پیش کردہ چودھری پرویز الٰہی صاحب، ایم پی اے کے بارے مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔ فروری 1995ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:۔

" تحریک استحقاق نمبر 1 ' پیش کردہ چودھری پرویز الٰہی صاحب ' ایم پی اے کے بارے مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔ فروری 1995ء تک توسیع کر دی جائے "۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی طرف سے بلند آواز سے No,No کہا گیا)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! یہ تحریک استحقاق چودھری پرویز الٰہی صاحب کی ہے۔ اور اپوزیشن کی طرف سے کہا گیا ہے کہ No,No لہٰذا اب اس میں توسیع نہ کریں It has been rejected now. تمام اپوزیشن کے اراکین نے کہا ہے کہ جس تحریک کے چودھری پرویز الٰہی محرک ہیں اس کی میعاد میں توسیع نہ کی جائے ۔ لہذا اب توسیع نہ کی جائے ۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جناب وزیر قانون، جناب سپیکر ! یہ ایک تحریک استحقاق ہے جس کی رپورٹ پیش کرنے کے لیے فاضل محرک نے میعاد میں توسیع مانگی ہے ۔ اور جو اراکین اسے oppose کر رہے ہیں میرے خیال میں وہ issue کو سمجھ نہیں سکے ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس تحریک پر میعاد میں توسیع نہیں ہو گی تو اس تحریک استحقاق پر جو اب تک کارروائی ہو چکی ہے یعنی انہوں نے جو میٹنگز کی ہیں اس کے بعد اس تحریک استحقاق پر مزید کوئی کارروائی نہیں ہو سکے گی اور وہ dead ہو جائے گی۔ یہ قائد حزب اختلاف سے متعلقہ تحریک استحقاق ہے اس لیے اپوزیشن کے اراکین کو اس کی support کرنی چاہیے نہ کہ مخالفت کرنی چاہیے ۔

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ محترم وزیر قانون صاحب نے ہماری پوری بات نہیں سنی۔ ان کا جو نکتہ نظر ہے وہ بھی درست ہے لیکن ہماری گزارش صرف یہ تھی کہ یہ ہمارے اپوزیشن لیڈر کی ایک انتہائی اہم تحریک استحقاق تھی اور اس کو delay کیا گیا ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو جلد از جلد dispose of ہونا چاہیے۔ یہ ہم مزید تین مہینے کی یا دو مہینے کی اگر مہلت مانگیں گے تو یہ معاملہ lmger on ہو گا ۔ ہم تو مہلت اس لیے نہیں دینا چاہتے کہ اس کو جلد dispose of ہونا چاہیے ۔

وزیر قانون، اگر آپ آج اس کو opppose کریں گے تو یہ بالکل آج ہی سے dispose of ہو

جائے گی۔ آپ میعاد میں توسیع پر oppose کر رہے ہیں تو اس طرح یہ dispose of ہو جائے گی۔

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر : ہم میعاد میں oppose اس لیے کرتے ہیں کہ اس کو آپ time limit کریں اور بجائے اس کے کہ تین مہینے کی مہلت دیں۔ ان کو دس دن کی مہلت دیں تاکہ اس پر جلد از جلد رپورٹ آ سکے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! جناب نے ابھی ایک تحریک کی میعاد میں توسیع کے لیے ہاؤس سے permission مانگی۔ ہاؤس نے اس کو No کر دیا۔ اس کے بعد explanation نہیں دی جایا کرتی یہ کوئی debateable issue نہیں ہے۔ اب اس پر آپ رولنگ دیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی نیازی صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق دی گئی تھی جو غالباً میری گرفتاری کے مسئلے پر تھی۔ جناب والا! جس تحریک استحقاق کو move کرنے والے شخص کو حکومت مفرور قرار دے رہی ہے۔ قائد حزب اختلاف کے پیچھے حکومت نے پولیس لگا رکھی ہے۔ اور آج وصی ظفر صاحب اس تحریک کی میعاد میں extension مانگ رہے ہیں۔ پہلے آپ اپنے ان حالات کو تو درست کریں کہ کیا چودھری پرویز الٰہی صاحب کو حکومت اس میٹنگ میں پیش ہونے کی گارنٹی کر سکتی ہے۔ جس کو مفرور قرار دے دیا گیا ہے اس کی تحریک استحقاق کے لیے وقت مانگا جا رہا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔ پیسے بنانے کے لیے یہ میعاد بڑھا رہے ہیں کہ ہماری میٹنگز زیادہ ہوں اور پیسے بنیں۔ یہ کام نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! آپ کے لیڈر سردار کھوسہ صاحب کھڑے ہوئے ہیں پہلے انہیں بات کر لینے دیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم تمام اپوزیشن کے معزز ممبران پہلے بھی آپ سے گزارش کر چکے ہیں کہ ہمارے قائد حزب اختلاف کو proclaimed offender declare کر دیا گیا ہے جبکہ حکومت پنجاب نے یہ اجلاس طلب کیا ہے اور آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ ہاؤس مکمل نہیں ہے جب تک قائد حزب اختلاف یہاں پر موجود نہ ہوں۔ ہم نے پہلے بھی آپ سے درخواست کی تھی کہ براہ مہربانی آپ یا حکومت پنجاب یہ فضا پیدا

کریں کہ قائد حزب اختلاف موجودہ رواں اجلاس میں شمولیت کر سکیں اور اپنے جمہوری تقاضے اور فرائض پورے کر سکیں براہ مہربانی آپ اس بارے میں فرمائیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ۔۔۔۔

جناب سپیکر ، ایک منٹ۔۔۔۔ پہلے میں بات کر رہا ہوں ۔ جناب کھوسہ صاحب! میں نے آپ کی بات سن لی ہے ۔ میں اس پر ابھی بات کرتا ہوں ۔ میرا خیال یہ ہے کہ پہلے اس مسئلے کا فیصلہ کر لیا جائے ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! میاں شہباز صاحب جو قائد حزب اختلاف تھے وہ لندن تشریف لے جا چکے ہیں لیکن ہاؤس تو چلتا رہا ہے۔ اب پرویز الٰہی صاحب کو نہ تو کسی نے قائد حزب اختلاف بنایا ہے نہ کوئی لکھ کر دیا ہے ۔۔۔

جناب سپیکر ، نہیں، نہیں ۔ یہ تسلیم ہو چکا ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب کی غیر موجودگی میں چودھری پرویز الٰہی صاحب قائد حزب اختلاف ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا!۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں ، ایسے نہیں، آپ بیٹھیں ۔ دیکھیں آپ نے اتنے دن اتنی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے آپ کو عنقریب pride of performance ملنے والا ہے ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ ، جناب والا! میں نے ایک استدعا کی تھی ۔

جناب سپیکر ، میں نے آپ کی استدعا قبول نہیں کی آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گورنمنٹ کی custody میں ہو اسے تو لایا جا سکتا ہے یا request کی جا سکتی ہے کہ جو شخص مفرور ہے یا اشتہاری قرار دیا گیا ہے۔ جناب والا! نے ادھر قائد حزب اختلاف کا رویہ دیکھا کہ کتنا جارحانہ ہوتا ہے ۔ وہ کسی وقت بھی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں انھیں اشتہاری قرار دیا جانا چاہیے ۔

جناب سپیکر ، I rule it out

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا! اگر یہ اس قسم کی حرکتیں کریں گے تو پھر مجھے بتائیں کہ ان کے لیڈر آف دی ہاؤس کی کون عزت کرے گا ۔ اگر ہمارے لیڈروں کو مفرور قرار دے کر مذاق بنانا چاہتے ہیں تو میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ ان کے لیڈر آف دی ہاؤس اس

ہاؤس میں گھستے ہوئے دس دفعہ پوچھ کر آتے ہیں---

جناب سپیکر، ہاؤس میں کوئی کسی کو دھمکی نہیں دے سکتا۔ آپ آرام سے بیٹھیں۔ آپ دھمکی نہ دیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اگر یہ ایسا کر سکتے ہیں تو پھر ہم بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، I rule it out جی کھوسہ صاحب! فرمایئے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ نے صرف مجھے یا اپوزیشن کو نہیں بلکہ سارے ہاؤس کو بار بار ہدایت دی ہے کہ اس قسم کے ریمارکس پاس نہ کیے جائیں جہاں ماحول بگڑتا ہو۔ اب بار بار اس معزز اسمبلی کے ایک رکن اسی طرح بضد ہیں اور ریمارکس چلاتے آتے ہیں۔ کیا وہ چاہتے ہیں کہ قائد حزب اقتدار کے بارے میں بھی ایسے ہی ریمارکس دیے جائیں۔

جناب سپیکر، وہ بالکل نہیں چاہتے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، تو پھر وہ بار بار یہ کیوں دہراتے ہیں؟

جناب سپیکر، انشاء اللہ وہ نہیں کریں گے وہ بہت اچھے انسان ہیں، بہت اچھے وکیل ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ موقع دیجیے۔ آپ ان کے اچھے self کو address کیا کریں۔ آپ ان کے شرارتی self کو address کر لیتے ہیں۔ تو پھر وہ چمک کر ابھر کر ایک اور شرارت کرتے ہیں۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ انھوں نے جو استدعا کی ہے۔ اس میں 28 فروری تک توسیع کرنی اس لیے ضروری ہے اگر آپ اس پر انکار کریں گے تو ٹیکنیکی آپ کو نقصان ہو گا۔ کیا توسیع کر دی جائے؟

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، لیکن اب میں ایک observation دینا چاہتا ہوں ----

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا!

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب! میں بات کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے یہ بات نوٹ کی ہے کہ میری تمام تر اس خواہش کے باوجود کہ ہمارا کمیٹی سسٹم مضبوط ہو۔ کیونکہ ہاؤس میں زیادہ تر جو کارروائی ہوتی ہے اس میں اتنی سنجیدگی سے بہت سے معاملات طے نہیں پاتے۔ معاملات کو زیادہ سنجیدگی سے طے کرنے کے لیے کمیٹی سسٹم کو مضبوط ہونا پڑے گا لیکن اگر کمیٹیز سنجیدگی سے کام

نہ کریں ۔ بعض اوقات میرے نوٹس میں یہاں تک آیا ہے کہ کمیٹیوں کے چیئرمین کا انتخاب ہے اور اس دن بھی یہاں تک کہ جو لوگ اس کے ممبر ہیں وہ نہیں آئے ۔ وہ تو دور کی بات جنہوں نے چیئرمین بننا ہے وہ بھی تشریف نہیں لائے ۔

(حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں لگائی گئیں کہ حکومت کا یہ حال ہے)

جناب سپیکر ، جس کا بھی ہے یہ باتیں ثابت کرتی ہیں اور جب یہ باتیں عوام تک جاتی ہیں تو انہیں اندازہ ہوتا ہے کہ ہاؤس کے ممبر کس حد تک اپنی کارروائی کرنے میں سنجیدہ ہیں ۔ اس لیے جو یہ رویہ بنا ہوا ہے اور کچھ کمیٹیاں یہ سمجھتی ہیں کہ ہمارے پاس تو زیادہ تحریکیں آتی ہی نہیں وہ اپنے کام کو اس لیے لمبا کرنے کی خاطر کہ ان کے ممبروں کو بھی زیادہ ٹی اے ڈی اے ملے ۔ وہ بھی زیادہ دفعہ آئیں ۔ وہ کئی دفعہ یہ کہتے ہیں کہ یار چلنے دو ذرا ۔ تو یہ جو دو دو مہینوں کی اجازتیں لی جاتی ہیں ۔ میں آج واضح کرنا چاہتا ہوں اور میں ڈپٹی سپیکر صاحب کو بھی کہوں گا اور یہ میری رولنگ ہے کہ آئندہ ایک وقت میں ایک مہینے سے زیادہ اجازت نہیں دی جایا کرے گی ۔ اگر اس میں extension کی ضرورت ہوگی تو اس میں خیال کریں گے لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ کمیٹیاں ایک معاملے کو لے کر برسوں اس پر بیٹھی رہیں اور انڈے سیتی رہیں ۔ تو جو یہ طریقہ ہے اس میں improvement کی ضرورت ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! پچھلے سیشن کی بات ہے کہ میں نے ایک چھوٹی سی بات آپ کی گوش گزار کی تھی اور آپ نے اس پر action لینے کا وعدہ کیا تھا۔

جناب سپیکر ، جی

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! وہ اسمبلی کے سوالات کی بات تھی ۔ اور آپ نے بڑا واضح طور پر کہا تھا کہ ان کے بارے میں جو بھی follow up ہے سیکرٹری صاحب یا جو بھی اسمبلی کا سسٹم ہے اس کے مطابق کیا جائے ۔ جناب والا! ایک ایک سوال کو آٹھ آٹھ نو نو مہینے ہو گئے ہیں اور ابھی تک کسی ڈیپارٹمنٹ نے ان کو اتنی اہمیت ہی نہیں دی کہ اس کے جواب واپس اسمبلی میں دیے جائیں اور پتا نہیں کہ اس پر ٹائم لینے کا کیا سسٹم ہوتا ہے ۔ جناب والا! میں آپ کو یہ حقیقت بتا رہا ہوں کہ اس وقت ہمارے سوالات کی جو اوقات ہے وہ اتنی گر چکی ہے کہ جس ڈیپارٹمنٹ میں سوال جاتا ہے وہاں کے آفیسر حضرات بیوروکریٹس اس کو داخل دفتر کر دیتے ہیں اور فائل کو رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں ۔ چھوڑیں جی دیکھ لیں گے ۔ یہ میں نے خود سنا ہے ۔ جناب والا! اب آپ کو ان سوالات کے بارے میں

تھوڑا سا nelion لینا پڑے گا ۔ خود میرے 8 مہینے پرانے سوال کا ابھی تک جواب نہیں آیا ۔ جناب والا! ایک اور بارے میں بھی میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ میرے نام پر ایک تحریک التوانے کار داخل کرائی گئی تھی ۔ کس بندے نے کرائی تھی مجھے نہیں پتا ۔ میرے جعلی دستخط کر کے اپوزیشن آفس میں دی ہے ۔ اور آپ نے کہا تھا کہ انکوائری ہو گی ۔ لیکن اس کے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا گیا ۔

جناب سپیکر ، میں نے دونوں باتوں کے سلسلے میں نوٹس لیا ہے آپ اطمینان رکھیں سوالات کے سلسلے میں بھی اور جو آپ کے ناموں پر کسی نے جعلی طور پر کیا ہے ۔ میں نے اس سلسلے میں already سیکرٹری صاحب کو آرڈرز کیے ہیں ۔ عنقریب آپ کو اس بارے میں آگاہ کریں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا!

جناب سپیکر ، جی آپ فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، دو تحریکیں اور پیش کرنی ہیں ۔

جناب سپیکر ، جی؟

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! دو اور تحریکوں کی میعاد میں توسیع کے لیے تحریک پیش کرنی ہے ۔

جناب سپیکر ، لیکن اب میری رولنگ آ گئی ہے کہ ایک مہینے سے زیادہ اجازت نہیں دے سکتے ۔ اس لیے اگر آپ نے اس میں زیادہ مدت مانگی ہے تو خود ہی صحیح کر لیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا repunstoned اور گورنمنٹ کے اجلاس ہی اتنے ہوتے ہیں کہ میٹنگ کا نائم ہی نہیں ملا

جناب سپیکر ، جو بھی ہے میں ایک مہینے سے زیادہ نائم نہیں دوں گا ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، درست ہے لیکن اجلاسوں کی وجہ سے نائم نہیں ملا ۔

جناب سپیکر ، آپ ایک مہینے کی توسیع مانگیے ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر 7 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ صاحب ایم پی اے کے بارے

میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 10 فروری 1995ء تک توسیع کر دی جائے "۔

جناب سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 7 پیش کردہ سید ظفر علی شاہ صاحب ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 10 فروری 1995ء تک توسیع کر دی جائے "۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

" تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کردہ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 10 فروری 1995ء تک توسیع کر دی جائے "۔

جناب سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

" تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کردہ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 10 فروری 1995ء تک توسیع کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

سید محمد عارف حسین بخاری : جناب والا!۔۔۔۔

جناب سپیکر : نہیں۔ جو بات محترم کھوسہ صاحب نے پیش کی پہلے اسے take up کیا جائے ۔ آپ کی بھی تحریکیں ہیں ۔

مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا محمد فاروق سعید خان: جناب والا ' میں ایوان میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ۔

"مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق و غیر مالکانہ حقوق آبادی دیہہ پنجاب مصدرہ

1994ء مسودہ قانون(16) بابت 1994ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔ فروری1995ء تک توسیع کر دی جائے "۔

جناب سپیکر : نہیں 15 فروری تک توسیع نہیں ہو سکتی ۔

رانا محمد فاروق سعید خان : ایک ماہ کے لیے توسیع کر دی جائے ۔

جناب سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"مسودہ قانون عطائے مالکانہ حقوق و غیر مالکانہ حقوق آبادی دیہہ پنجاب مصدرہ 1994ء مسودہ قانون(16) بابت 1994ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کے لیے توسیع کر دی جائے "

(تحریک منظور ہوئی)

رانا محمد فاروق سعید خان : مہربانی ۔

جناب سپیکر : جی سید عارف حسین بخاری صاحب ۔

مجلس قائمہ برائے حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید محمد عارف حسین بخاری :جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"مسودہ قانون انضباط ذبح مویشی پنجاب مصدرہ ۱۹۹۴ء مسودہ قانون نمبر ۱ بابت ۱۹۹۲ء پیش کردہ سید تابش الوری کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۱۰ فروری ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے "۔

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ ،

"مسودہ قانون انضباط ذبح مویشی پنجاب مصدرہ ۱۹۹۴ء مسودہ قانون نمبر ۱ بابت ۱۹۹۲ء پیش کردہ سید تابش الوری کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور حیوانات و ڈیری

ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۱۰ فروری ۱۹۹۵ء تک توسیع کر دی جائے "۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر ، محترم کھوسہ صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے' میں وزیر قانون سے کہنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اس سلسلے میں حکومت کا موقف پیش کرنا پسند کریں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! اگر کھوسہ صاحب اپنی بات کو دہرا دیں تو میں ممنون ہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ زرا دوبارہ بات کر لیجئے گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! اس وقت شاید وزیر قانون مصروف تھے میں نے آپ سے استدعا کی تھی کہ ہم گزشتہ روز بھی آپ سے اپیل کر چکے ہیں کہ آپ یا حکومت پنجاب اس بات کو یقینی بنائیں کہ قائم مقام قائد حزب اختلاف اجلاس ہذا میں شرکت کر سکیں تاکہ وہ اپنی ذمہ داریاں نبھا سکیں اور میں نے آج بھی آپ سے وہی اپیل کی ہے ۔

جناب سپیکر ، تشریف رکھیں ۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! کل اس بارے میں اپوزیشن اراکین کی طرف سے تحریک استحقاق بھی آئی تھی جس میں میں نے اپنا نقطہ نظر بھی پیش کیا تھا آج جناب ذوالفقار علی کھوسہ صاحب نے اسی issue کے حوالے سے بات کی ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ پارلیمانی نظام کے اندر جہاں ایوان کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے وہاں پر حکومتی اراکین اسمبلی کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کے اراکین اسمبلی کا بھی ایک مقام ہے ۔ قائد حزب اختلاف کا جمہوریت کے اندر بہت بلند مقام ہے ۔ اپوزیشن کے اراکین کا اپنے لیڈر کے سلسلے میں اس قسم کے جذبات کا اظہار کرنا اور ان کی ایوان میں موجودگی کو ضروری بنانے کے لیے ان کا موقف یقیناً ان کے جمہوری جذبات ہیں۔ ایک کیس جس کے سلسلے میں انہیں پریشانی موجود ہے وہ مقدمہ پنجاب حکومت نے قائم نہیں کیا وہ فیڈرل حکومت کی طرف سے قائم کردہ کیس ہے اسے سی سٹی اسلام آباد نے ان کے خلاف ایکشن لیا ہے اور ہدایات بھی جاری کی ہیں۔ محترم ڈپٹی اپوزیشن لیڈر جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ نے جس امر کے لیے یقین دہانی چاہی ہے میں آج پھر اس بات کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے ان کی گرفتاری کے لیے نہ

تو کوئی ہدایات دی ہیں اور نہ ہی ہم نے کوئی ایسا کیس ان کے خلاف قائم کیا ہے اور نہ ہی پنجاب حکومت کو جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب کی گرفتاری مطلوب ہے ۔ جہاں تک ایف آئی اے کا تعلق ہے اسے گرفتاری کے سلسلے میں ، روکنے کے سلسلے میں پنجاب حکومت کوئی ہدایات جاری نہیں کر سکتی ۔ پنجاب حکومت انہیں گرفتار کرنا نہیں چاہتی اور نہ ہی کوئی ایسی ہدایات جاری کی گئی ہیں ۔ میں انہیں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انہیں پارلیمانی کردار ادا کرنے سے روکنے کے لیے پنجاب حکومت کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور دوران اجلاس پنجاب حکومت ایسی کوئی ہدایات بھی جاری کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔ میں اس امر کی انہیں یقین دہانی کرواتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، آگے چلیں ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! اگر جناب کی اجازت ہو تو میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کروں گا کہ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے باوجود اس کے کہ پنجاب گورنمنٹ نے اور پنجاب گورنمنٹ کے نمائندوں نے پنجاب گورنمنٹ کی پولیس نے کل قائد حزب اختلاف کی مل پر ان کے گھر پر واقع راولپنڈی چھاپہ مارا ہے اور اس میں ایک اہم رول ادا کیا ہے مگر وہ کل کی بات ہے آج جب کہ وزیر قانون بڑی ذمہ داری سے حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ وہ قائد حزب اختلاف کی پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بات بھی ٹھیک کہی ہے کہ مقدمے کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے میں سمجھتا ہوں اور یہ قانون کی بات ہے کہ ایف آئی اے پولیس جو کہ سفید کپڑوں میں ہوتی ہے وہ کسی شخص کو بھی کہا یہ کہ جو ایک بہت بڑے صوبے کے قائد حزب اختلاف ہیں وہ بغیر کسی صوبائی باوردی پولیس کی مدد کے کسی کو گرفتار نہیں کر سکتی ۔ان کو ان کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے ۔ گو کہ وفاقی حکومت کا یہاں پر کوئی نمائندہ نہیں بیٹھا مگر آپ کی وساطت سے آپ کی آواز سے اور قومی پریس کی آواز سے میں فیڈرل گورنمنٹ سے بھی یہ توقع رکھتا ہوں ہم کوئی begging نہیں کر رہے کہ وہ مقدمات واپس کر دیں۔ قانون کی لڑائی کورٹس آف لاء میں لڑی جائے گی ۔ اس سے پہلے بھی لاہور ہائی کورٹ نے ہمارے پانچ سات اراکین کو سپوری ریلیف دے رکھا ہے محض اس لیے کہ وہ ہاؤس کی کاروائی میں حصہ لے سکیں اور اپنے صوبے کے معاملات میں حصہ لے سکیں ۔ قائد حزب اختلاف کے متعلق پنجاب حکومت کی اس یقین دہانی کے بعد وضاحت کے بعد جناب کی طرف سے بھی کوئی اس قسم کے

ریمارکس آ جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت اس کا بھی احترام کرے گی وہ بھی اسی طرح جس طرح پنجاب گورنمنٹ نہیں کرے گی ۔ میں امید کرتا ہوں کہ وفاقی حکومت بھی اپنے طور پر نہیں کرے گی ۔ اگر آپ نے کچھ الفاظ کہہ دیے تو وہ یقیناً نہیں کرے گی ۔ بہت بہت شکریہ ۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! وزیر قانون نے پنجاب حکومت کے بارے میں اپنے موقف سے ہاؤس کو آگاہ کر دیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں آپ تمام ممبران کے حقوق کے محافظ ہیں۔ اس ناتے کچھ آپ کا بھی حق بنتا ہے ۔ اگر چہ ہمیں یہ بھی پتا ہے کہ سید یوسف رضا گیلانی کی رولنگ کا کیا حشر ہوا ' وسیم سجاد صاحب کی رولنگ کا کیا بنا ' ڈپٹی سپیکر سید ظفر علی شاہ کی رولنگ کا کیا بنا ۔ ہمیں یہ بھی پتا ہے کہ آپ کی رولنگ کی fate کیا ہو گی ؟لیکن بطور کسٹوڈین بطور محافظ آپ کا اخلاقی طور پر یہ فرض بنتا ہے اور ایک good justice کے طور پر اچھے جذبات کے طور پر میں سمجھتا ہوں کہ آج آپ کو اس مقدس ایوان میں کم از کم اپنے فطری جذبات کا اظہار کرنا چاہیے اور ایک دانشور ہونے کے ناتے انسانیت کے ناتے جناب سپیکر آپ کو کچھ فرمانا چاہیے ۔ جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے صرف پانچ روز کے عرصے میں political offender قرار دینا یہ پاکستان کی تاریخ میں شاید پہلا اور آخری واقعہ ہو ۔ میری درخواست ہے کہ آپ اس کے بارے میں کچھ اپنی رولنگ فرمائیں تاکہ اس ہاؤس کے ممبران کو اس بات کا احساس ہو کہ اگر کل کسی کے ساتھ زیادتی ہو گی تو سپیکر ان کا محافظ ہو گا ۔ شکریہ' جناب سپیکر!

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب نے کافی وضاحت کی ہے اس وضاحت کے بعد مزید کسی بات کی ضرورت نہیں رہتی۔ جو بات دوستوں نے کی ہے اس کے بعد بھی آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ' جہاں تک میرا تعلق ہے میرا ایک ہی موقف ہے کہ اس ملک میں جمہوریت تب ہی چل سکتی ہے کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں کے درمیان افہام و تفہیم ہو دونوں آپس میں بیٹھیں دونوں ایک دوسرے کو موقع دیں' ایک دوسرے کی رائے کا احترام کریں اور اس سلسلے میں پہل جو ہے وہ مرکز میں ہونی چاہیے۔ اسی کے اثر کے تحت قومی سطح پر جب یہ فیصلے ہوتے ہیں تو اس کے بعد باقی صوبوں میں بھی اسی کے مطابق پھر بات چلتی ہے۔ اس روایت کو قائم کرنے کے لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب حکومت کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے کہ آئیے! بات کیجیے تو بات کرنے کی پیشکش کو سنجیدگی سے لینا چاہیے اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ حکومت کو بھی پیشکش کرتے وقت اپوزیشن کی عزت نفس کو

ملحوظ رکھنا چاہیے اور اس کی عزتِ نفس کے پیشِ نظر سنجیدگی سے دعوت دینی چاہیے اور اپوزیشن کو سنجیدگی سے گفتگو کی میز پر بیٹھ کر افہام و تفہیم کی فضا پیدا کرنی چاہیے۔ یہ سوچنا کہ قومی سطح پر تو فیصلے نہیں ہوں گے اور صوبائی سطح پر بہت سے فیصلے ہو جائیں گے یہ ممکن نہیں ہے۔

اس کی ابتداء اوپر ہی سے ہو گی تو نیچے بھی اصلاح کی صورت ہو گی۔ میں اس سے زیادہ اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جی خانزادہ صاحب!

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, being the conscious of the fact that nobody is above law but discrimination in law which smells personal animosity is certainly obnoxious and unwanted and it is democratically and morally wrong. Sir, Mr S A Hameed raised a very relevant point and now I wish to ask this question from the Chief Executive of the Province who is responsible for the maintenance of the law and order in the country that I expect him to interfere not for the sake of an individual but for the sake of establishing traditions in the country to show that legislature in matters of law is above personalities. Sir, this is not a hidden fact the biggest criminals have not been declared absconders in one day. Is it not a pity that a man who has been a minister of the government, a man who has been a colleague of the Leader of this August House, a man who himself, and his family members have done much for this country rendered valuable and untold services for the creation of this country is not being given importance. What for you created this country. This country was created for justice, for fairplay and for impartial treatment irrespective of their cast colour and tribes. Sir, it is very unfortunate to see such things happening at the end of my political career as I am an old man it looks very obnoxious to witness scenes in this country where respectable men are hunted from house to house, from street to street and from pole to pole for political victimization. Please don't misunderstand me. If somebody has

done this I strongly condemn him for this victimization and if some body is doing it today, I condemn him on the floor of this House. Two wrongs don't make one right. Much has been heard about these small and petty matters. Governments were headed before you by whatever persons but they did not like such things. They did not do it. Mr Speaker! no body is infallible. People make mistakes but under no circumstances whatsoever those mistakes are repeated. I think it shows greatness to abide by the law and the rules which is morally correct and which is otherwise legally also correct. Sir, I request this House irrespective of any political affiliation atleast come forward and say why this special discrimination is being exercised against a gentleman who is not only a member of this House but also a leader of a considerable number of parties inside and out side the House. Sir, it is neither a personal matter nor a question of personalities. We indulge in personal matters. We do every thing possible in personal matters If some body is great and if he is in fact a great man we try to make controversy and we do so many other things. We make these things personal We talk for hours over the matters which ultimately bring forth nothing. So please let us be unanimous Mr Speaker! we are not defending a wrong thing. If any body has done wrong from top to bottom from start to the finish do you think he would be exempted. and if he is not exempted he should be proceeded against under the Constitution of Pakistan. He is a man to be dealt with in accordance with the law of this country Neither Mr Pervez Elahi is above the law nor any body else is above the law. But Sir. let us ensure that law is practised impartially and creditably and according to the morality and according to the prevalent legal system in the country. I agree with you and I agree with the treasury benches that there should be no

discrimination. He is not running away. He has got his properties, he has got his mills, he has got other things to manage. As you know Mr Speaker no body is declared as an absconder with in one day. History shows that civil suits and civil cases go for decades then how a man is being declared as an absconder with in one day. He is not being given the opportunity to say that he will pay the money. Under the rules there is collective security, there is personal security and there is moral security provided and there are means available to repay the loans. Even if he goes to jail or a man is sent to jail he has to pay for his living. What are you doing? You are making civil people criminals. You want to drive them against the law either to live or die. For God's sake come to law, come to morality and come to fairplay. We are brothers. Politically we may not be doing the same but we are the citizens of this country, we are brothers and we feel hurt when we hear that one from amongst us is hurt.

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ' ایک منٹ ٹھہر جائیے۔ میں نے ان کی اتنی لمبی بات سنی ہے' پتا نہیں آپ نے سنی ہے یا نہیں؟ میں پہلے بات کرلوں۔ میں نے انہیں پہلے دیکھا ہے اس لیے ان کو floor دیتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے بارے میں ہمارے ذہن میں آپ کا قد بہت اونچا ہے۔ آپ ایک دانشور ہیں لیکن آپ کو ضمیر کا قیدی نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے اپنے ضمیر کی آواز کو دبا رکھا ہے۔ مجھے اس کا انتہائی دکھ ہے۔ میں بطور احتجاج آج یہاں سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر!

وزیر قانون: جناب والا! میں جناب ایس اے حمید صاحب کے واک آؤٹ کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا سوائے اس کے کہ ایک شخص صرف اپنی بات منوانا چاہے اور اپنے دل کے اندر کی وہی بات کسی سے کہلوانا چاہے اور اگلا نہ کہے تو اس سے ناراض ہو جائے۔ لیکن جو صورت حال ہے وہ آپ کے

سامنے ہے۔ آپ نے اس ایشو پر جو remarks دیئے' میں انہیں آگے بڑھانا چاہتا ہوں اور خانزادہ تاج محمد صاحب کی تقریر میں سے تھوڑا سا حصہ لیتے ہوئے پارلیمانی نظام کے لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اپوزیشن کو پارلیمانی نظام کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ اپوزیشن پارلیمانی نظام کا ایک حصہ ہے۔ مذاکرات جمہوریت کی ضرورت ہیں۔ مذاکرات کے بغیر' افہام و تفہیم کے بغیر جمہوری نظام کبھی آگے نہیں بڑھا۔ جنگوں کا فیصلہ بھی مذاکرات کی ٹیبل پر ہوتا ہے۔ آپ نے جمہوری نظام کو بچانے کے لیے جو observation دی ہے ' آپ نے اس میں جہاں مذاکرات پر زور دیا ہے وہاں پر میں آج پھر ایک دفعہ حکومت کی طرف سے اپنی پہلی گفتگو کے علاوہ اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت اس جمہوری نظام کو مضبوط کرنا چاہتی ہے ۔ ہماری حکومت پارلیمانی نظام کو مضبوط کرنا چاہتی ہے۔ اپوزیشن کے ساتھ افہام و تفہیم کے لیے انہیں میں ایک دفعہ پھر مذاکرات کی دعوت دیتا ہوں۔ ہم انہیں ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ یقیناً ایسی ambiguity اور ایسے معاملات جو ویسے حل نہیں ہوسکتے' میں یقین کرتا ہوں کہ اگر سیاسی جماعتیں اور ان کی قیادت' لیڈر شپ ' سیاسی لوگ آپس میں مل بیٹھیں تو مذاکرات کی میز پر بیٹھنے سے اس جمہوری نظام کو ایک نئی تقویت ملے گی' ایک نئی روح ملے گی ۔ ایک نیا راستہ ملے گا اور اس tension کے دور میں بھی' میں ایک دفعہ پھر آج ایوان کے اندر آپ کی observation کی وجہ سے بھی اور خود اپنے نقطۂ نظر کی وجہ سے بھی اپوزیشن کو باضابطہ مذاکرات کی دعوت دیتا ہوں۔ ہم ان سے مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ ہم پہل کرنے کے لیے تیار ہیں اور جہاں تک ہوسکتا ہے اس پارلیمانی نظام کو مضبوط کرنے کے لیے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنے کے لیے تیار ہیں ۔ ان کی تجاویز کو accept کرنے کے لیے تیار ہیں۔ عوامی مفادات میں انہیں accept کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ان کی آراء ہمارے لیے اہم ہیں' ہم انشاء اللہ انہیں احترام دیں گے۔ شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، مجھے موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر، میں موقع ضرور دوں گا۔ لیکن میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ حکومت بھی یہ اجلاس بلاتی ہے' اپوزیشن بھی اجلاس بلاتی ہے۔ اور جن باتوں کے لیے لڑائی ہوتی رہتی ہے کہ انہیں ایجنڈے پر رکھا جائے جب ان پر بات کرنے کا وقت آتا ہے تو پوری کوشش کی جاتی ہے کہ اور باتیں ہوتی رہیں' بھگائی پر بات نہ ہو' لاء اینڈ آرڈر پر بات نہ ہو' جنرل ایڈمنسٹریشن پر بات نہ ہو' جن رپورٹس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایجنڈے پر رکھی جائیں' ان پر بات نہ ہو۔ اب آپ خود سوچیں کہ اب ہیں

منٹ رہ گئے ہیں اور ابھی تک آپ دوستوں کا دل نہیں بھرا۔ انہی بحثوں میں الجھتے الجھتے آٹھ بج جائیں گے ۔ اب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو میں ہمہ تن گوش ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں نے آپ کے ان ریمارکس کو محسوس کیا ہے۔ آپ کا یہ پوائنٹ آؤٹ کرنا بجا ہے۔ لیکن آپ کی غیرموجودگی میں جب ڈپٹی سپیکر صاحب سپیکر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے تو اگر آپ نے وہ واقعات سنے ہوتے اور اگر آپ چیمبر میں موجود تھے تو آپ نے سنے ہوں گے۔

جناب سپیکر، میں چیمبر میں تھا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ایسے معاملے پر ہم خاموش نہیں بیٹھ سکتے تھے۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اور وہ اگر وقت ضائع ہوا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ وقت ضائع نہیں ہوا ---

جناب سپیکر، یہ آپ کی priorities ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہماری یہ priority ہمیشہ رہے گی۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، قائداعظم کی عظمت پہ ہم کبھی داغ آنے نہیں دیں گے۔ یہ ہماری priority ہمیشہ رہے گی۔---

جناب سپیکر، قائداعظم سب کے قائداعظم ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اسی پر میں عرض کر رہا ہوں کہ اسی لیے ہم نے کارروائی آگے چلنے نہیں دی جب تک وہ معاملہ طے نہیں ہوا۔ باقی ابھی وزیر قانون نے بہت اچھے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ جہاں تک ان کی ذات کا تعلق ہے یا ان کے یہاں جذبات کے اظہار کا تعلق ہے تو میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن حکومت پنجاب کا جو عمل ہے جب وہ ہم سامنے دیکھتے ہیں تو آپ دیکھ لیجیے گا کہ اس ایوان کے کتنے ممبران کے خلاف پرچے chalk کیے گئے ہیں، کتنوں کو جیلوں میں بھیجا گیا ہے اور کتنے اب تک اپوزیشن کے ارکان جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی بنیاد کیا ہے؟ وہ خود بھی

منصف ہیں۔ اب میں کیا بتاؤں کہ مال روڈ پر جلوس نکالنے میں کیا ہم نے توڑ پھوڑ کی؟ کہیں کسی دکان کا شیشہ ٹوٹا؟ کسی گاڑی کا شیشہ ٹوٹا؟ کسی پر کوئی ایک کنکر پھینکا گیا؟ اینٹ پتھر تو بڑی بات ہوتی ہے' کسی پر کنکر پھینکا گیا؟ یہاں ہمارے معزز ارکان اسمبلی کی کلاشنکوفیں دکھا دی گئیں۔ تو اس فضا میں ہم کیا ان کے ساتھ مذاکرات کریں گے؟ ہم تو چاہتے ہیں کہ جمہوریت کی گاڑی بطریق احسن آگے چلائی جائے۔ لیکن جب ایک طرف سے یہ پیش کش ہوتی ہے اور دوسری طرف ہمارے ممبران اسمبلی پر چاہے وہ قومی اسمبلی کے ہوں یا صوبائی اسمبلی کے ہوں کلاشنکوفوں کے مقدمے چلائے جاتے ہیں۔ تو پھر کیا ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کریں؟ ہم تو چاہتے ہیں کہ اسمبلی کے مذاکرات آپ کے چیمبر میں ہم کرتے رہیں۔ آپ خود اس چیز کے گواہ ہیں۔ آپ نے اس بات کی ذمہ داری اٹھائی۔ لیکن آپ کی ذمہ داری اٹھانے کے باوجود کچھ باتیں پوری نہ کی گئیں تو پھر ہمارے پاس کیا رہ گیا سوائے تصادم کے ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے سوائے تصادم کے۔ اگر ان کا رویہ باتوں میں یوں اور عمل میں ووں تو میں ان کی پیش کش کو قبول کروں گا۔

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب! بات یہ ہے کہ انھوں نے بڑی دفعہ خواہش کی ہے کہ گفتگو ہو اور شاید یہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں یہ بھی آپ کو راضی کرنے کا ایک بہانہ ہو کہ آجاؤ' گفتگو کرو۔

عجز و نیاز سے تو آیا نہ راہ پر
دامن کو آج اس کے حریفانہ کھینچیے

یہ بھی تو ہوتا ہے کہ عجز و نیاز سے آپ راستے پر نہ آئیں تو وہ ذرا دامن کو کھینچ لیں کہ بھائی آپ کدھر جا رہے ہیں' آئیے ہمارے ساتھ بات کیجیے۔ میرا اپنا خیال یہ ہے کہ آپ مہربانی سے اپنے اندر یہ گنجائش پیدا کیجیے کہ آپ دونوں گفتگو کی میز پہ بیٹھ سکیں۔ اور میرا خیال ہے گفتگو کی میز پر بیٹھیں گے تو بہت سی باتیں طے ہو جائیں گی۔ آنکھوں کی شرم ہوتی ہے' لحاظ ہوتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! ذاتی طور پر میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ ذاتی طور پر ہم ایک ہی پارٹی میں رہے ہیں۔ عرصہ دراز سے ہم نیرڑی بنچوں پر اکٹھے بیٹھتے رہے ہیں۔ ذاتی طور پر میرا ان سے آج تک کوئی اختلاف نہیں۔ ان کی ذات سے بھی مجھے کوئی گلہ نہیں۔

جناب سپیکر: بجا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: میں تو حکومت کا ذکر کر رہا ہوں یا تو یہ حکومت کے سامنے بے بس

ہیں۔ حکومت ان کی بات نہیں سنتی۔ کیونکہ ہمارے ساتھ commitments کی گئیں' پرچے withdraw کرنے کی باتیں کی گئیں' جو غلط پرچے ہمارے ممبران کے خلاف chalk کیے گئے۔ لیکن وہ عمل نہ ہوا۔ تو اس کے بعد ہم کیا کریں؟

جناب سپیکر، ایک گفتگو کی میز اور سجا کے دیکھ لیجیے۔ لڑائی کر کے روز دیکھتے ہیں' گفتگو بھی کر کے دیکھیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہاں' ہم سجانے کے لیے آمادہ ہوں گے۔ ہمارے کارکنان کے خلاف پرچے واپس کیے جائیں۔ ہمارے ممبران اسمبلی کے خلاف پرچے واپس کیے جائیں ـــــ

جناب سپیکر، یہ سب باتیں بیٹھ کے طے ہو سکتی ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اور جو سیاسی انتقامی کارروائی کی جا رہی ہے وہ ختم کر دی جائے تو بالکل ہم ان کے ساتھ بیٹھنے کے لیے آمادہ ہیں۔

جناب سپیکر، یہ باتیں بیٹھیں گے تو ختم ہوں گی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہم آپ کی وساطت سے ہاؤس میں کھڑے ہو کر یہ بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ ان کو بھی مناتا ہوں۔ آپ کو بھی مناتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ سیاسی انتقامی کارروائیاں ختم کر دی جائیں اور پرچے واپس کر دیے جائیں تو ہم بالکل آمادہ ہوں گے۔

جناب سپیکر، بہت اچھا۔ کوشش کرتے ہیں۔ سرکاری کارروائی کا تھوڑا سا تو آغاز ہو جانے دیجیے۔

جناب سپیکر، جی اقبال خاکوانی صاحب!

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میرے ذہن میں ایک تجویز تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ ایک ایسے ثواب میں آپ کو بھی شامل کر لوں۔ وہ یہ تھی کہ ابھی اس قائد حزب اختلاف کے بارے میں جو تحریک استحقاق تھی' اس سے پہلے آپ نے ریمارکس دیے کہ مجالس قائمہ کی رپورٹس اور اسمبلی کی کارکردگی اور اس میں بہتری پیدا کی جائے اور آپ نے کچھ حکم احکام بھی دیے۔ میں آپ کی خدمت میں ایک اور بھی گزارش کروں گا کہ جب سے 1993ء سے یہ اسمبلی وجود میں آئی تو آپ نے آتے ہی مہربانی فرمائی کہ اس اسمبلی میں نماز پڑھنے کے لیے ایک کمرہ مختص کیا۔ اچھا اقدام تھا۔

لیکن میں وہ محسوس کر رہا ہوں اس وقت کہ جتنے نمازی حضرات ہیں' ہم ماشاء اللہ سب نماز پڑھتے ہیں تو وہاں مسئلہ یہ ہے کہ اس کی entrance آگے سے ہے۔ اتفاق ہے۔ اس کی entrance آگے سے ہے۔ اگر امام صاحب جماعت کرا رہے ہیں اور تمام ساتھی نماز پڑھ رہے ہیں اور پیچھے گنجائش ہے ۔ لیکن آگے سے آدمی enter ہی نہیں ہو سکتا۔ اب وہ خلاف ورزی بھی نہیں کر سکتے جو دین کے ان نکتوں کو جانتے ہیں اور وہ شامل بھی نہیں ہو سکتے اور بڑے پیچ و تاب میں کھڑے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، غا کوانی صاحب! یہ ایسا مسئلہ ہے کہ یہ میرے چیمبر میں طے پا سکتا ہے۔ آپ آئیے۔ یہاں عارف صاحب بیٹھے ہیں' دوسرے لوگ گواہ ہیں کہ میرے پاس یہ مسئلہ جب بھی آیا میں نے ایک سیکنڈ کی دیر لگائے بغیر فوری طور پر قدم اٹھایا۔ آپ آئیے کا ذرا۔

حافظ محمد اقبال خان غا کوانی، بڑی مہربانی۔ میں صرف چھوٹی سی تجویز دوں گا۔

جناب سپیکر، آ کر تو دیکھیے۔

حافظ محمد اقبال خان غا کوانی، میں چھوٹی سی ایک تجویز دوں گا کہ یہ ہماری جو اسمبلی کی بلڈنگ ہے' جو نیم گولائی کے اندر ہے' جو اس طرف کے کمرے ہیں' جن کا رخ قبلے کی طرف ہے اگر ان میں سے ایک دو کمروں کو اس کام کے لیے مختص کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر، دیکھ لیتے ہیں۔ آپ تشریف لائیں گے تو میں آپ کے ساتھ چل کے دیکھ لوں گا۔

حافظ محمد اقبال خان غا کوانی، بڑی مہربانی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ابھی چودھری پرویز صاحب کے مسئلے پر ہمارے ممبران نے' ہمارے موجودہ قائد حزب اختلاف نے بڑی خوبصورت باتیں کہی ہیں اور چودھری فاروق صاحب نے بھی بڑے اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ آپ نے بھی بڑے خوبصورت انداز میں باتیں کیں اور اسمبلی کے ماحول کو بہتر بنانے کے لیے اور سسٹم کو چلانے کے لیے باتیں ہوئیں۔ لیکن ہم تو تیار ہو گئے اور میں نے کان ایسے کر لیے کہ شاید آپ رولنگ دینے لگے ہیں لیکن آپ تو خاموشی سے بات ادھر ادھر کر کے بیچ میں سے نکلنا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، یہی تو خوبی ہے پارلیمانی جمہوریت کی۔ یہی تو خوبصورتی ہے اس کی۔ بسم اللہ' اب یہ کرتے ہیں کہ حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عمل درآمد کے بارے میں جو رپورٹ بابت

سال ۱۹۹۴ء پیش ہوئی ہے اس کے بارے میں بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں پھر ایک قدم آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر قانون، بے شک ایجنڈے کے لحاظ سے discussion کے لیے آپ نے وضاحت کر دی لیکن فاضل اراکین اپوزیشن نے کل تو price side بحث میں حصہ نہیں لیا۔ انھوں نے اجلاس کا واک آؤٹ کیا تھا۔ میری جہاں تک ان سے بات ہوئی ہے اس کے حوالے سے ان کی خواہش یہ تھی کہ آج ہم اس ایجنڈے کو مؤخر کر کے price side پر ہی بحث کر لیں۔

جناب سپیکر، اب دس منٹ میں prices پہ کیا بحث ہو گی؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! آج کے ایجنڈے کے لیے بھی اتنا ہی وقت ہے اور اگر ہم کل کا ایجنڈا اپوزیشن کی خواہش کے مطابق لے لیں تو پھر بھی اتنا ہی وقت ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کی خواہش کے مطابق ــــ

جناب سپیکر، میں تیار ہوں۔ اگر سارے دوست تیار ہیں کہ prices پر بات ہو تو دس منٹ ہیں۔ اس میں جو بات کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! کچھ نہ کچھ تو وہ بات کر لیں گے۔ اپنے جذبات کا اظہار کر لیں گے۔ میں انہیں موقع دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح اپوزیشن کی خواہش ہے اس طریقے سے بزنس چلا لیا جائے۔

جناب سپیکر، بسم اللہ۔ جو لسٹ میرے پاس آئی ہے اس میں نمبر ایک سپیکر ایس اے حمید ہیں۔ لیکن وہ مجھ سے روٹھ کے باہر چلے گئے ہیں۔ اس لیے میں بدرالدین صاحب! آپ تکلیف کیجیے۔ محترم ایس اے حمید صاحب کو لے کے آئیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ یہ مہنگائی کا مسئلہ ملک گیر مسئلہ ہے اور خاص طور پر پنجاب کے بارے میں جو ہم ہاؤس کے اندر بحث کرنا چاہتے تھے وہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ دس منٹ میں یا آپ آدھا گھنٹہ بھی ٹائم بڑھا دیں تو وہ پورا ہو سکے۔

جناب سپیکر، میں تو خود محسوس کرتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، برائے مہربانی اسے کل پر رکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر ۔ کل آپ کا پرانیوٹ ممبرز ڈے ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب والا! پرسوں کے لیے رکھ لیا جائے ۔

جناب سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ اگر آپ سب متفق ہیں تو پرسوں بھی اس پر بات ہو سکتی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب والا! ہم آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ اسے پرسوں کے لیے رکھ لیا جائے۔

مہنگائی پر بحث

جناب سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ اب جناب ایس اے حمید بحث کا آغاز کریں گے اور پھر یہ بحث پرسوں بھی جاری رہے گی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ شکریہ ۔

جناب ایس اے حمید ۔ شکریہ' جناب سپیکر! آٹھ بجنے میں صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ آپ ہاؤس کا کچھ ٹائم بڑھا دیں ۔

جناب سپیکر ۔ نہیں ۔ آج میری commitments ہیں ۔ آپ بسم اللہ کر لیں اور آپ کی ہی تقریر سے آگے جاری کر لیں گے ۔ آپ بسم اللہ کر لیں۔ پھر آپ کو اور موقع دے دیں گے ۔

جناب ایس اے حمید ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! آج اگر آپ اقوام عالم کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں تو جو قومیں دنیا پر آج حکومت کر رہی ہیں ان کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ ان کی معیشت بڑی مضبوط ہے ۔ امریکہ ' جرمنی ' جاپان ' کوریا ' تائیوان حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے ملک سنگاپور ' ملائشیا آج معاشی طور پر اتنے مضبوط ہیں کہ ان کی برآمدات اس قدر بڑھ چکی ہیں کہ وہ دنیا کے نقشے پر اپنا قد منوا چکے ہیں۔ آج معاشی طور پر مضبوط ملک اس دنیا پر حکمرانی کر رہے ہیں اور وہ معاشرت کے ذریعے حکمرانی کر رہے ہیں ۔ آج کوریا ' سنگاپور اور ملائشیا جیسے چھوٹے چھوٹے ملک اکنامک ٹائیگر بن چکے ہیں ۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان ممالک نے اپنے ہاں سب سے پہلے ڈسپلن کو رائج کیا ۔ اپنی قوم کو پڑھایا۔ انہیں educate کیا اور ایک سو تیس ڈالر اور ایک سو اڑتیس ڈالر کوریا ' تائیوان ' سنگاپور اور ملائشیا جیسے ممالک ایک بچے کی تعلیم پر سالانہ خرچ کرتے ہیں ۔ جبکہ اس ملک میں صرف تین ڈالر خرچ ہوتا ہے ۔ ہمارے ہمسایہ ملک میں 9 ڈالر خرچ ہوتا ہے ۔ بنیادی طور پر تعلیم کو مروج کر کے انہوں نے اپنے آپ

کو معاشی طور پر مضبوط کیا اور آج دنیا میں وہ اپنا لوہا منوا رہے ہیں ۔ آج امریکہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور گنی جاتی ہے ۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر انڈسٹری ترویج اور فروغ پا رہی ہے ۔ اس طریقے سے اس کی جو صنعتی مصنوعات ہیں اس کی بنیاد پر پوری دنیا کی اقوام پر اس کا کنٹرول ہے ۔ لیکن پاکستان کا حشر بہت ہی بد تر ہوچلا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تک اس ملک کی معیشت کو کنٹرول کرنے کے لیے کوئی واضح طور پر منصوبہ بندی نہیں کی گئی اور اگر ہم ماضی کے جھروکے میں جھانکیں تو ۱۹۷۱ء میں جب اس ملک میں آج کی حکومت برسر اقتدار آئی تو انہوں نے ۱۳۱ فیصد devalue کرکے اس ملک کے تمام قرضوں کو ۱۳۱ فیصد بڑھا دیا اور اس ملک کی تمام درآمدات کو اربوں روپے میں بڑھا دیا۔ ہمارا دفاع کا خرچہ ' ہمارا raw material تمام چیزیں بڑھ گئیں۔ اور اس کے ساتھ ظلم یہ ہوا کہ چھوٹے چھوٹے کارخانوں کو بھی نیشنلائیز کیا گیا اور یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ اس کے معاشی ڈھانچہ کو' اس کے صنعتی ڈھانچہ کو ' اس کے تجارتی ڈھانچہ کو تباہ و برباد کیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۸ء کا دور بھی اسی حکومت کا دور ہے۔ اس میں بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس ملک میں صنعتوں نے فروغ نہیں پایا۔ اس ملک کا کاروبار صحیح معنوں میں نہیں چل سکا۔ اور اس ملک کے تاجروں کو وہ امن و امان' وہ عافیت نہیں ملی اور بہت سے معاشی ' سیاسی مسائل جنم لے چکے تھے جن کی وجہ سے صرف ۲۰ ماہ کے عرصہ میں اس حکومت کو رخصت ہونا پڑا۔ اس کے بعد ۱۹۹۳ء آتا ہے۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار سکندر حیات خان، میں آپ سے correction مانگوں گا کہ کیا یہ prices کے اوپر تقریر ہو رہی ہے؟

جناب ایس اے حمید، میں جناب والا! اسی طرف آرہا ہوں۔ ۱۹۹۳ء میں جب یہ حکومت برسر اقتدار آئی اور انہوں نے ایک پروگرام دیا کہ ہم غریب عوام کے لیے ' محروم طبقوں کے لیے ' پسے ہوئے لوگوں کے لیے اس ملک کے معاشی نظام کو ٹھیک کریں گے۔ انہوں نے ایک کوشش کی کہ صنعتوں کو نجی شعبے میں دے کر جو بیمار ہیں یا جو کسی طور پر feasible نہیں ہیں کہ اس ملک کی اکانومی کو ٹھیک کیا جائے۔ لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ۱۹۹۴ء کا جو بجٹ ہے اس میں ۴۷ ارب روپے کے ٹیکس لگا کے پورے ملک کی معیشت کو تباہ و برباد کردیا گیا ہے۔ اس کا impact واضح طور پر یہ ہوا کہ ملک کی تمام درآمدات

پر بوجھ پڑا۔ ملک میں جتنی انڈسٹریاں چل رہی تھیں ان تمام پر بوجھ پڑا ہے ۔اور سیل ٹیکس کی شکل میں' ایکسائز ڈیوٹی کی شکل میں اور انکم ٹیکس کی شکل میں ایسے ایسے قوانین بنائے گئے جس کی وجہ سے کاروبار اور صنعتیں متاثر ہوئیں ۔ آج اس ملک کی سب سے بڑی انڈسٹری یعنی ٹیکسٹائل انڈسٹری تباہی سے دوچار ہے ۔ تقریباً دو ملیں اب تک بند ہو چکی ہیں اور باقی موت و حیات کی کشمکش میں ہیں ۔ اس کے علاوہ اور بہت سی انڈسٹریاں ہیں۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں اپنی بات کو پنجاب تک رکھنا چاہتا ہوں ۔ اس لیے کہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ۶۲ فیصدی والا صوبہ سب سے پہلے ہٹ ہوا ہے اور پنجاب کی صورتحال یہ ہے کہ ۷۰ ارب روپے کا اس کے اوپر قرض ہے اور اس interest کے باوجود ہم اوور ڈرافٹ پر اوور ڈرافٹ لیے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد صورتحال یوں بنتی ہے کہ کسی طور پر بھی آج تک مرکزی حکومت کی پالیسی کے تحت' بجٹ کے تحت' پنجاب حکومت کی کسی پالیسی کے تحت کسی قسم کی کوئی سرمایہ کاری نہیں ہو رہی۔ جو صنعتیں اس وقت چل رہی ہیں ان صنعتوں میں ٹیکسٹائل ' وولن ' کاٹن اور پروسیسنگ اور ابھی پورے پاکستان کی جو انڈسٹری ہے ' جو کپڑے کو پروسیس کرتی ہے وہ بند ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اوپر پندرہ فیصد سیلز ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ جو کسی طور پر feasible نہیں ہے۔ اس کے بعد اس ملک کے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ ہوا ہے کہ GAAT کے معاہدے کے مطابق جس کو پاکستان نے agree کیا اور وہ sign پاکستان نے کیا ہے اور agreement کیا ہے۔اس کے مطابق پاکستان کی برآمدات کا جو ڈھانچہ ہے اس پر ہمارا ٹیرف آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے۔ ہم نے وہ ٹیرف اس لیے کم کیا ہے کہ امریکہ اور دوسرے صنعتی ممالک یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان ہماری ایک منڈی بن جائے اور اسے منڈی بنانے کی بنیاد پر اس وقت درآمد اشیاء اس ملک میں سستی بک رہی ہیں۔ آج پاکستان کا بنا ہوا ٹیلی ویژن تو مہنگا ہے ۔ پاکستان کا بنا ہوا اے سی تو مہنگا ہے' پاکستان کا بنا ہوا ریفریجریٹر تو مہنگا ہے لیکن اس کے مقابلے میں درآمد شدہ چیزیں سستی بک رہی ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود رہے ہیں۔ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنے ملک میں لگائی ہوئی وہ قیمتی انڈسٹری تباہ کر رہے ہیں جس کے لیے ہم نے برس ہا برس محنت کی۔ یہ ایک ایسا vicious سرکل ہے جس کی وجہ سے اس وقت پورا ملک بے روزگاری اور مخلوک الحالی کی شکل میں چل رہا ہے۔

جناب سپیکر، اب آپ یہیں رک جائیے۔ آپ کو موقع دیں گے۔ آپ بدھ کو پھر continue کیجیے گا۔

اب ہاؤس کو کل شام تین بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی کل مورخہ 10 ۔ جنوری 1995ء تین بجے تک کے لیے ملتوی کردی گئی۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس)

منگل '10۔ جنوری' 1995ء

(سہ شنبہ '8۔ شعبان المعظم' 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 1 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ②

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④

سورۃ الحدید آیات 1 تا 4

جو مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے (وہی) زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ (سب سے) پہلا اور (سب سے) پچھلا اور (اپنی قدرتوں سے) سب پر ظاہر اور (اپنی ذات) سے پوشیدہ ہے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی اور جو اس کی طرف چڑھتی ہے سب اس کو معلوم ہے اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

وما علینا الا البلاغ۝

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس بات پر دلانا چاہتا ہوں کہ میں جتنے بھی سوالات بھجواتا ہوں یا Call Attention Notice بھجواتا ہوں تو ان کو عام طور پر reject کر دیا جاتا ہے۔ پچھلی دفعہ میں نے سات سوالات بھجوائے وہ سارے کے سارے reject کر دیے گئے ۔ اس دفعہ بھی میں نے ایک بہت ہی اہم سوال بھجوایا تھا جس میں صرف یہ پوچھا گیا تھا کہ ہائی کورٹ میں پولیس کے خلاف کتنی رٹیں کی گئیں اور ان کے اوپر کیا کیا فیصلے ہوئے؟ کیا کیا سزائیں ہوئیں؟ اس کو بھی reject کر دیا گیا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ خاص طور پر میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا جاتا ہے اور ان سوالات کو reject کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ صرف یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ رول 45 (الف) کے تحت یہ سوال پیش نہیں ہو سکتا۔ جناب سپیکر یہ تو کوئی جواب ہی نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایس اے حمید صاحب! آپ ایسے کریں کہ کسی وقت جب آپ کو وقت مل جائے تو میرے پاس تشریف لائیں۔ ہم دونوں بیٹھ کر اس مسئلے پر بات کریں گے کہ کیا وجہ ہے اور کیوں ایسا ہو رہا ہے؟

صاحبزادہ محمد فضل کریم، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! ایک ماہ پہلے میں نے ایک تحریک پیش کی تھی اور اس سوال کو آپ نے مؤخر کر دیا تھا جو کہ فیصل آباد کی کچی آبادی راجباہ سر والا کے سلسلے میں تھا' ہائی کورٹ نے بھی اس کا stay دے دیا ہے لیکن فیصل آباد کی انتظامیہ اتنی ہٹ دھرم ہے کہ ہائی کورٹ کے stay کے باوجود بھی راجباہ سر والا کو گرانے میں مصروف عمل ہے۔ اس وقت بھی یہ مسئلہ میں نے آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس سلسلے میں آپ فیصل آباد کی انتظامیہ کو کوئی واضح ہدایات جاری کروائیں۔ چونکہ میرا سوال مؤخر ہے ۔

نشان سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات جنگلات و اوقاف)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے سوالات محکمہ جنگلات اور اوقاف کے متعلق ہیں۔

میاں فضل حق، جناب والا! میرا خیال ہے کہ آج وزیر جنگلات موجود نہیں ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر اوقاف تو تشریف رکھتے ہیں اور جنگلات کے پارلیمانی سیکرٹری بھی تشریف فرما ہیں۔

میاں فضل حق، آپ کی بات درست ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کا ہونا ضروری تھا۔ ان

کے یہاں نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ آیا علالت کی وجہ ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر وزیر موصوف موجود نہ ہوں تو پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں۔ چودھری احمد یار گوندل صاحب۔

چودھری احمد یار گوندل: سوال نمبر 655

گجرات فارسٹ ڈویژن کی آمدن

*655۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

گجرات فارسٹ ڈویژن میں کتنی سب ڈویژنز ہیں اور ہر سب ڈویژن سے حکومت کو 1992-93ء میں کتنی آمدن ہوئی اور کتنا خرچ ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (چودھری محمد ظہیر الدین خان)،

گجرات فارسٹ ڈویژن میں دو سب ڈویژن ہیں۔

1۔ گجرات سب ڈویژن

2۔ ڈفر سب ڈویژن

سال 1992-93ء میں ہر سب ڈویژن سے ہونے والی آمدنی اور خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نام سب ڈویژن	آمدنی (روپے)	خرچ (روپے)
گجرات سب ڈویژن	27,99,802.00	11,54,442.00
ڈفر سب ڈویژن	87,22,784.00	42,74,996 00

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احمد یار گوندل، کیا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ گجرات ڈویژن کو اب چھ سات حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ پہلے اس کے چار حصے تھے۔ کیا یہ درست ہے کہ اب اس کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ پوچھتے ہیں کہ اس کو اس وقت سات حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (چودھری محمد ظہیر الدین خان)، نہیں جی۔ سات حصوں میں تقسیم نہیں کیا گیا۔ یہ منڈی بہاؤالدین ضلع بننے کے بعد ڈفر سب ڈویژن ادھر چلا گیا ہے۔ اس کو اب

separate کرنے کے لیے علیحدہ establishment کے لیے لکھا گیا ہے۔ چونکہ اس میں کارروائی جاری ہے اور نئے development year میں اس پر کارروائی مکمل ہو جائے گی۔

چودھری احمد یار گوندل: کیا یہ درست نہیں ہوگا کہ یہ اپنا ریکارڈ درست کرلیں۔ منڈی بہاؤالدین ضلع بننے کے بعد ' منڈی بہاؤالدین اور گجرات کو علیحدہ کرنے کے لیے منسٹر صاحب نے شاید پچھلے جون میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس کو اب سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس میں پانچ ہیڈ کوارٹر تحصیل منڈی بہاؤالدین میں ہیں۔ تین رینجرز اور دو سب ڈویژن ہیں۔ ایک سب ڈویژن گجرات میں ہے تو اس کے مطابق کیا اس فیصلے پر عمل درآمد کرنے کے لیے کب تک حکومت تیار ہے کہ ہیڈ کوارٹر کو منڈی میں shift کردیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات(چوھری محمد ظہیر الدین خان) : جناب والا! چونکہ یہ ڈفر سب ڈویژن ایک بڑا فارسٹ سب ڈویژن ہے اور انتظامی تبدیلی کے بعد یہ منڈی بہاؤالدین میں وقوع پذیر ہے۔ اس کو آنے والے مالی سال میں علیحدہ کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال چودھری احمد یار گوندل۔

چودھری احمد یار گوندل: سوال نمبر 675

محکمہ جنگلات کے ملازمین کے خلاف کارروائی

*675۔چودھری احمد یار گوندل: کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

یکم جنوری 1992ء سے 30 اکتوبر 1993ء تک محکمہ جنگلات کے کتنے ملازم معطل کیے گئے۔ہر ملازم کا نام ' عہدہ اور جگہ تعیناتی اور ان کے خلاف عائد کردہ الزامات کی تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے۔نیز ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات(چودھری محمد ظہیر الدین خان):

محکمہ جنگلات پنجاب میں یکم جنوری 1992ء سے اکتوبر 1993ء تک درج ذیل ملازمین معطل کیے گئے۔جن کے نام ' عہدہ ' اور جگہ تعیناتی ' اور ان کے خلاف عائد کردہ الزامات کی تفصیل اور جو کارروائی عمل میں لائی گئی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احمد یار گوندل: کیا پارلیمانی سیکرٹری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس میں گریڈ 16 سے اوپر کے افسران کتنے ہیں؟ 16 سے کم کے افسران کتنے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! چونکہ یہ لمبا جواب تھا اسی لیے اس کو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ خاص طور پر اس کے بارے میں گریڈ وائز ایک نیا سوال آجائے تو میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید: جناب والا! کل کتنے ملازمین ہیں ان کی تعداد کیا ہے جن کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے پاس وہ ایوان والی کاپی نہیں آئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: نہیں' جناب! وہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرے پاس اس کی کاپی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کاپی دی جائے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' سعید احمد شرقپوری پوائنٹ آف آرڈر۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: جناب والا! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور رمضان شریف سے پہلے اللہ کے فضل سے میری قرار داد جو نظام مصطفٰے کے متعلق ہے' وہ ایجنڈے پہ آٹھویں نویں دفعہ آئی ہے اور ہمیشہ یہ ہنگامے کی وجہ سے پیش نہیں ہو سکی۔ میری استدعا ہے کہ نظام مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) most important issue ہے تو اس پر آج میں جو گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ٹیلیفون پر سب کو convey کریں کہ وہ آئیں اور ثواب دارین حاصل کریں تاکہ اس کو متفقہ طور پر پاس کرلیا جائے۔ سب کو ٹیلی فون کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ میرے خیال میں آج انشاء اللہ تعالٰی آپ کی وہ قرار داد آئے گی اور ہاؤس میں اس پر بات ہو گی۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: اس کو اگر آپ out of turn لے لیں تو شاید آپ کو جنت

الفردوس میں جگہ مل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اب آجائے گی۔ وہ تو پہلے نمبر پر ہے۔ آپ کی قرار داد پہلے نمبر پر ہے۔

جناب ایس اے حمید: اگر آپ اس قرار داد کو out of turn لے بھی لیں گے تو پھر بھی صاحبزادہ شرقپوری صاحب شاید والی بات کر رہے ہیں کہ شاید آپ کو بیت الفردوس میں جگہ مل جائے۔ یہ شاید والی بات کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ doubtful ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ظہیر الدین صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: 376 ملازمین۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 376 ---- یہ ایس اے حمید صاحب ایسی باتیں ہیں جب یہ ایوان کی میز پر آیا کریں تو ممبران کو بھی چاہیے کہ وہ پہلے یہاں سے معلومات کر لیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! یہ تو عام سا سوال ہے جو تعداد ہے وہ تو وزیر موصوف کے پاس ہونی چاہیے۔ ہاں البتہ ان کے خلاف کیا کیا کارروائی کی گئی اس کی تفصیل تو ایوان کی میز پر ہو گی۔

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! آپ نے صحیح فرمایا ہے کہ ممبران کو چاہیے کہ وہ تیاری کریں۔ کیونکہ عام طور پر ہمیں یہاں آکے ایجنڈا ملتا ہے کہ آج یہ سوالات آئے ہیں۔ عام طور پر یہی ہوتا ہے۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ وزیر اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس کاپی نہیں تھی۔ حالانکہ ان کو تو خود کاپی رکھنی چاہیے تھی۔ وہ تیاری کر کے جواب دیں۔ اس کا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ ان کے پاس کاپی ہونی چاہیے۔ آپ وزراء کو اور پارلیمانی سیکرٹریوں کو فرمائیں۔ یہ تو بیچارے ہیں، میرے خیال میں ان کو ادھر آکے پتا چلا ہو گا کہ آج منسٹر نے نہیں آنا تو ذمہ داری ان کے ذمے پڑ گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! جن سوالات میں اعداد و شمار مطلوب ہوتے ہیں وہ ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں اور اعداد و شمار ایسی چیز ہے جو کہ لکھی گئی ہے اور پھر اس پر کسی قسم کی deviation نہیں ہو سکتی۔ وہ میرے پاس ہونا یا نہ ہونا علیحدہ بات ہے۔ اس میں ایک معمولی سی بات ہے۔ وہ میں نے منگوالی ہے اور میز پر رکھ دی ہے۔ شوکت داؤد صاحب نے بجا فرمایا۔ تو

اعداد و شمار کے بارے میں اگر کوئی نیا سوال ہے تو اس کے بارے میں تیاری ہو جائے گی۔ لیکن اس میں تو جواب لکھا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احمد یار گوندل: جی، ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد یار گوندل صاحب!

چودھری احمد یار گوندل: تفصیل میں آئٹم نمبر 179 پر لکھا ہوا کہ پانچ ملازمین کو معطل کیا گیا اور پھر انہیں بحال بھی کر دیا گیا۔ وہ کس جرم میں معطل کیے گئے۔ اور آج کل انکوائری کس سٹیج پر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: ان کو محکمانہ شوکاز نوٹس دیے گئے تھے۔ انکوائری مکمل ہو چکی ہے اور انکوائری مکمل ہونے کے بعد ان کو بے گناہ قرار دیتے ہوئے بحال کر دیا گیا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل: کیا انکوائری مکمل ہونے سے پہلے بحال کیا گیا تھا یا انکوائری مکمل ہونے کے بعد بحال کیا گیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! انکوائری مکمل ہونے سے پہلے بحال نہیں کیا جاتا۔ انکوائری مکمل ہونے کے بعد بحال کیا گیا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل: کیا کوئی ایسے ملازمین جن کو انکوائری مکمل ہونے سے پہلے بحال کیا گیا ہے۔ تو کیا آپ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لیے تیار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: میں آپ کا سوال نہیں سمجھ سکا۔ آپ دہرانا پسند فرمائیں گے؟

چودھری احمد یار گوندل: آپ نے لکھا ہے کہ خورد برد سرکاری لکڑی نصلان درختاں انکوائری ہو رہی ہے۔ تو کیا متعلقہ سیکرٹری صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ ان کو کس تاریخ سے بحال کیا گیا اور انکوائری کا فیصلہ کس تاریخ پر ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: ان کی انکوائری میں یہ قصور وار نہ پائے گئے۔ انکوائری کے بعد ان کو بحال کر دیا گیا ہے۔ یہ محکمے کے immediate officer کے discretion میں ہوتا ہے کہ اگر وہ یہ پائے تو اس کے خلاف جو انکوائری ہے یہ ضروری نہیں ہے۔ پھر اس کو بحال کر دیا جاتا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل: میں عرض کر رہا ہوں کہ اس میں لکھا ہے کہ انکوائری ہو رہی ہے۔ کیا یہ

وضاحت فرمائیں گے کہ اگر فیصلہ ہوگیا ہے تو کیا فیصلہ ہوا ہے؟ ان کو معاف کر دیا گیا ہے یا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی انکوائری ہو رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: ابھی اس کے بارے میں انکوائری ہو رہی ہے۔ اس کے لیے مجھے اگر مہلت دی جائے تو میں اگلے وقت پر بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

چودھری احمد یار گوندل: جناب یہ بتا دیں کہ یہ انکی مرتبہ کس وقت بتائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بتا دیں گے۔

چودھری احمد یار گوندل: کب؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: comming session میں جب ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے سوالات آئیں گے تو پھر میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہو کر آجاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد عمران سلہری۔

جناب ارشد عمران سلہری: اس میں لکھا ہے کہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ یہ کسی بھی دوست کے پاس نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ جو چیز یہاں ایوان کی میز پر ہوتی ہے' وہ ادھر ہوتی ہے۔ اگلا سوال میاں شیخ محمد چوہان۔

میاں فضل حق: سوال نمبر 896 (معزز رکن میاں شیخ محمد چوہان کے ایماء پر دریافت کیا)

نیشنل پارکوں کی بہتری کے اقدامات

*896۔ **میاں شیخ محمد چوہان:** کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
صوبہ کے نیشنل پارکوں کی بہتری کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات(چودھری محمد ظہیر الدین خان)،

لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور کو حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر ایس او ایف ٹی (ایکسٹنشن) 72/23-xii مورخہ 26۔ اکتوبر 1972ء نیشنل پارک کی حیثیت دے دی ہے۔ یہ بہاولپور شہر سے 32 کلو میٹر دور مشرق میں واقع ہے اس کا کل رقبہ127480۔ایکڑ ہے۔اس میں تقریباً 5000 ایکڑ رقبہ پر ایک خوبصورت جھیل ہے اور اس نیشنل پارک کی بہتری کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے ہیں اور کیے جا رہے ہیں۔

چلڈرن پارک

پارک میں مختلف جانور اور پرندے خاص طور پر کالے ہرن، چنکارہ ہرن اور نیل گائے کی پرورش کی جاتی ہے جس کی حفاظت کے لیے بڑے بڑے جنگلے اور دوسرے چھوٹے جانوروں/ پرندوں کے لیے چھوٹے چھوٹے جنگلے تعمیر کیے گئے ہیں تاکہ تفریح کے لیے آنے والے محفوظ ہو سکیں۔جانوروں کو قدرتی ماحول فراہم کرنے کے لیے تقریباً9000 ایکڑ رقبہ پر جنگل لگایا گیا ہے۔ اور 20974 ۔ ایکڑ رقبہ محفوظ جنگل کے لیے مختص ہے۔چلڈرن پارک ہیڈ ریگولیٹر کینال کے ساتھ آبادی کے نزدیک بنایا ہے جو کہ ۱۰۰۔ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔ اس میں گراسی پلاٹ بچوں کے لیے تفریح کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔ محکمہ سیر و سیاحت کی طرف سے موٹل تعمیر کیا گیا ہے۔ چلڈرن پارک میں ایک چھوٹی جھیل ہے جس میں پیڈل بوٹ رکھی گئی ہیں۔ برجی نمبر 50 پر ایک وی آئی پی ریسٹ ہاؤس بھی ہے جبکہ برجی نمبر 30 پر ایک چھوٹا ریسٹ ہاؤس بھی ہے۔ نہر ڈیزرٹ برانچ کے کنارے پارک کے بیچوں بیچ پکی سڑک تعمیر کی گئی ہے تمام اہم مقامات پر بجلی فراہم کی گئی ہے نظارہ کے لیے دو عدد واچ ٹاور تعمیر کیے گئے ہیں۔ بڑی جھیل میں موٹر بوٹ اور دوسری کشتیاں فراہم کی گئی ہیں۔ پارک کی مزید ترقی کے لیے منصوبہ جات مرتب کیے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(2) SCHEME ESTABLISHMENT OF LION SAFARI PARK AND IMPROVEMENT OF POND AREA IN LALSOHANRA NATIONAL PARK, BAHAWALPUR

یہ منصوبہ حکومت پنجاب نے منظور کر دیا ہے اور اس کے درج ذیل مقاصد ہیں:۔

(الف) تعمیر جنگلہ برائے شیر جو کہ ۱۵۹۲ فٹ پر محیط ہو گا۔

(ب) اس جنگلہ میں دس عدد شیر نر و مادہ مہیا کیے جا رہے ہیں۔

(ج) پارک میں واچ ٹاوروں کی تعمیر کی جا رہی ہے۔

(د) جنگلہ کے ارد گرد ۴،۹۹ کلو میٹر کچی سڑک تعمیر کی جا رہی ہے۔

(ر) جنگلہ میں 17 کلومیٹر پختہ سڑک تعمیر کی جا رہی ہے۔

(س) سیاحوں کے عارضی قیام کے لیے وزیٹر کمپلیکس تعمیر کیا جا رہا ہے۔

(ش) تفریح و نظارہ کے لیے دو عدد ویگن ہائے خرید کی جا رہی ہیں۔

(ص) موونگ بوٹ برائے بڑی جھیل بھی خریدی جا رہی ہے۔

(ض) جانوروں کی دیکھ بھال کے لیے عملہ و رہائشی سہولت فراہم کی جا رہی ہے۔

(ط) بڑی جھیل پر پرندوں کی دیکھ بھال کے لیے کچی سڑک کی تعمیر برلب سنارہ جھیل و تفریح کے لیے آنے والوں کے لیے موٹر بوٹ مہیا کی جا رہی ہیں۔

(3) CONSTRUCTION OF RHINO'S MOAT AT LALSOHANRA NATIONAL PARK B/PUR.

یہ منصوبہ زیر تکمیل مراحل سے گزر رہا ہے جس کا مقصد یہ ہے۔ چلڈرن پارک میں گینڈوں کا ایک جوڑا رکھا گیا ہے جن کو فی الحال کچی موٹ میں رکھا ہوا ہے مگر اس موٹ سے گینڈے باہر نکل جاتے ہیں۔ ان کی حفاظت کے لیے پکی موٹ تعمیر کرنا درکار ہے۔

(4) SCHEME IMPROVEMENT AND EXTENSION OF FACILITIES IN LALSOHANRA NATIONAL PARK, BAHAWALPUR

نیشنل پارک کی مزید ترقی کے لیے یہ منصوبہ مرتب کیا جا رہا ہے اس کے درج ذیل مقاصد ہیں:

(الف) کینال ایریا ڈویلپمنٹ۔

(ب) عجائب گھر کی تزئین و آرائش۔

(ج) ہرنوں کے موجودہ جنگلوں کی مرمت و درستی۔

(د) چلڈرن پارک میں پلانٹوں کی دیکھ بھال اور تفریح کا نیا سامان مہیا کرنا۔

(ر) ریسرچ لیبارٹری کی تعمیر

5۔ نیشنل پارک چنجی

یہ نیشنل پارک 1554 ۔1 ایکڑ رقبہ پر محیط ہے اور وائلڈلائف ایکٹ مجریہ 1974ء کے تحت نوٹیفائیڈ ہے۔اس کا آغاز وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر ایک ترقیاتی منصوبہ کے ذریعہ ہوا۔جس کی کل لاگت ۱۴۰.۲۹ لاکھ روپے تھی یہ منصوبہ 1987ء میں شروع ہوا اور مندرجہ ذیل کاموں کی تکمیل کے ساتھ جون 1991ء میں مکمل ہوا۔

(الف) نیچرل ہسٹری میوزیم کا قیام

(ب) چلڈرن پارک کا قیام

(ج) مختلف قسم کے جنگلی جانوروں کے لیے انکلوژرز کی تعمیر

(د) پرندہ گھر کا قیام

(ر) رہائشی و غیر رہائشی عمارات کی تعمیر

مندرجہ بالا کاموں کی تکمیل کے بعد اس نیشنل پارک میں جنگلی جانوروں اپرندوں کو بہتر ماحول دستیاب ہوا ہے تاہم سال 1991ء میں اس پارک کے پایۂ تکمیل ہونے کے بعد سے اب تک حکومت پنجاب کی طرف سے غیر ترقیاتی بجٹ فراہم نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے اس پارک میں موجود عملہ کو تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں اور اس کے بندوبست و انصرام میں مشکلات کا سامنا ہے۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب نے ابھی تک اس پارک کی فزیکل evaluation مکمل نہیں کی ہے۔ محکمہ ہذا نے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو ایک بار پھر سفارش کی ہے کہ اس پارک کی evaluation کی جائے اور محکمہ خزانہ پنجاب کو سفارش کی جائے کہ اس پارک کے نظم و نسق اور انتظام کے لیے غیر ترقیاتی بجٹ فراہم کیا جائے تاکہ جو ترقیاتی کام ہو چکے ہیں ان کی سالانہ بحالی و دیکھ بھال کو یقینی بنایا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؛

میاں فضل حق، جناب والا ضمنی سوال سے پہلے ایک گزارش ہے۔ جس طرح یہ جواب لمبا ہے' پرسوں ہمارے منسٹر نواب زادہ منصور علی خان صاحب جواب دے رہے تھے۔ ایک جواب بہت لمبا تھا۔ تب بھی

میں نے آپ سے request کی تھی کہ It should be taken as read تو آپ نے کہا' نہیں۔ وہ پڑھنا چاہتے ہیں' لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ وہ میں سمجھنا چاہتا ہوں کہ چیئر کی طرف سے رولنگ ہمیشہ ایک طرح کی آنی چاہیے کہ جب اتنا لمبا جواب ہو تو پھر سب کے لیے ایک ہی طریق کار ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ جواب اتنا لمبا نہ تھا۔ یہ جواب لمبا ہے۔ یہ جواب اڑھائی صفحے لمبا ہے۔ وہ جواب آدھا صفحہ تھا۔ اس لیے میں نے کہا تھا کہ وہ پڑھ لیں۔ یہ بہت زیادہ لمبا ہے۔

میاں فضل حق: ضمنی سوال۔ جناب' اس میں نمبر۲ جو انھوں نے جواب میں لکھا ہے کہ پارک میں واچ ٹاورز کی تعمیر کی جا رہی ہے۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کتنے واچ ٹاورز تعمیر کیے جا رہے ہیں اور کب سے ان کی کنسٹرکشن شروع ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! نمبر۲ یہ ہے۔

ESTABLISHMENT OF LION SAFARI PARK AND IMPROVEMENT OF POND AREA IN LALSOHANRA NATIONAL PARK, BAHAWALPUR

اس میں واچ ٹاور دو بنائے جا رہے ہیں۔

میاں فضل حق: میں نے ان سے پوچھا ہے کہ کتنے بنائے جا رہے ہیں اور ان پر کتنا خرچہ آئے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مطمئن ہیں؟

میاں فضل حق: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے کہ دو بنائے جا رہے ہیں۔ لیکن اس میں کتنی رقم خرچ ہو گی؟ اس کے بارے میں انھوں نہیں بتایا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: اس کے لیے fresh question چاہیے۔ کیوں کہ رقم کے بارے میں سوال میں نہیں تھا' اس لیے میں اس بارے میں تیار نہ تھا۔

میاں فضل حق: جناب والا! کیا میں satisfy ہو جاؤں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آدھے satisfy ہو جائیں۔

میاں فضل حق: آدھا ہو جاؤں! چلیے۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! میں موصوف پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ سوال میں

ہے کہ "صوبے میں کتنے نیشنل پارک ہیں؟" اور یہاں پر جو جواب دیا گیا ہے وہ صرف بہاول پور کے بارے میں دیا گیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پورے صوبے میں کتنے نیشنل پارک ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! لال سوہانرا پارک بہاول پور کے ساتھ ساتھ نیشنل پارک چنجی کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے۔ اس وقت یہاں دو نیشنل پارک ہیں جن میں سے ایک نیشنل پارک چنجی ہے جو کہ ضلع چکوال میں تلہ گنگ کے قریب ہے اور دوسرا جو بڑا پارک ہے' وہ پہلے لال سوہانرا پارک بہاول پور کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' راجہ بشارت!

راجہ محمد بشارت: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ سوال یہ تھا کہ صوبے کے نیشنل پارکوں کی بہتری کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟ اس میں ایک لال سوہانرا پارک کے متعلق بتایا گیا ہے اور دوسرا چنجی پارک کے متعلق۔ لال سوہانرا پارک کے متعلق انھوں نے مختلف منصوبوں کا ذکر کیا ہے کہ یہ یہ کام وہاں پر کیے جا رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کس پارک میں رواں مالی سال میں ڈویلپمنٹ کے لیے کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے' اس میں سے کتنی خرچ ہوئی ہے اور کتنی خرچ ہونی بقایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب کا ضمنی سوال لال سوہانرا پارک کے متعلق ہے یا نیشنل پارک چنجی کے بارے میں ہے؟

راجہ محمد بشارت: چنجی کے متعلق آپ نے رقم چودہ لاکھ انتیس ہزار بتا دی ہے۔ لیکن لال سوہانرا کے متعلق جواب میں رقم نہیں بتائی گئی۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ یہ بتایا جائے کہ لال سوہانرا پارک میں ڈویلپمنٹ کے لیے رواں مالی سال میں کتنی رقم خرچ کی جانی ہے اور کتنی خرچ کی جا چکی ہے اور بقایا کتنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! جیسا کہ سوال سے بالکل عیاں ہے' کہ صوبے کے نیشنل پارکوں کی بہتری کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ جو steps ان کی بہتری کے لیے ان کو promote کرنے کے لیے اٹھائے جا رہے ہیں اس کے بارے میں ہم نے گزارش کر دی ہے۔ لیکن اس سوال کے ضمن میں یہ amount particular آتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ اس میں تقریباً ایک کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور coming year میں نیشنل پارک لال

سوہانرا میں lion park کے لیے feasibility بن رہی ہے۔وہ آنے والے اسے ڈی پی میں رکھنے کے لیے submit کی جائے گی تو پھر اس کے لیے fresh question آجانے گا تو جواب تیار ہو گا جو میں جناب کی خدمت میں گزارش کر دوں گا۔ اس وقت تک ایک کروڑ روپیہ اس سال خرچ کیا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' خاکوانی صاحب کو وقت دیجیے۔ وہ کبھی کبھی بولتے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: کبھی کبھی بولتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور ٹھیک بولتے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! گزشتہ ہفتے وزیر اعلیٰ بہاول پور کے دورے پر تشریف لے گئے اور انھوں نے وہاں اسی لال سوہانرا پارک کے لیے تیرہ کروڑ روپے کی رقم کا اعلان کیا۔ میں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھوں گا کہ جتنی آپ نے ڈویلپمنٹ سکیمیں اور feasibilities بنائی ہیں' definitely ان کے لیے آپ نے بجٹ میں کوئی رقم allocate کی ہو گی۔ لیکن یہ اچانک تیرہ کروڑ روپے کی ضرورت کس قسم کے منصوبوں کے لیے پیش آئی جو وزیر اعلیٰ نے وہاں جا کر اعلان کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! ہمارے پاس extinct species کے لیے mid sixties میں ایوب خان سابق صدر کے حکم سے نیشنل پارک بنانے کے لیے ایک ڈی او ہوا تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ اب اس میں کالا ہرن' چنکارا اور دوسرے ہمارے پرندوں کے لیے ایک پانچ سو ایکڑ کے water house کے لیے جھیل بھی بنائی گئی ہے۔ اس میں جو اب تک خرچ کیا گیا ہے اس کو maintain کرنے کے لیے اس کی تقریباً ایک کروڑ رقم ہے جو میں نے گزارش کر دی۔ لیکن جیسا کہ خاکوانی صاحب نے فرمایا ہے' تیرہ کروڑ روپے کا ایسا کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔ نہ ہمارے علم میں ہے اور نہ ہمارے سامنے ہوا۔ میں وہاں پر موجود تھا۔ اس سارے visit میں' میں ساتھ تھا۔ کوئی ایسا اعلان نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی' میاں فضل حق صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب والا! علی الاعلان تیرہ کروڑ کی گرانٹ کا وہاں اعلان کیا گیا۔ یہ کس طرح پارلیمانی سیکرٹری کہہ رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ specifically کہہ رہے ہیں کہ ایسا کوئی اعلان نہیں ہوا۔ نہ کوئی ہمارے علم میں ہے نہ کوئی ایسی بات ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، اس کا مطلب ہے کہ وہ وہاں محض اخباری بیان کی حد تک وزیر اعلیٰ نے اعلان کیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' وہ تو کہتے ہیں کہ ہوا ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، میں گزارش کر دوں۔ کیونکہ ہمیں دوست ممالک کی طرف سے دو rhinos بھی donate کیے گئے ہیں اور وہاں پر لائن پارک کے لیے بھی اب ہمیں feasibility بنانے کے لیے بھی کہا گیا ہے۔ اس کے لیے میاں صاحب نے کہا تھا کہ جس رقم کی اس نیشنل ویلتھ کے لیے اس کو preserve کرنے کے لیے ضرورت ہو گی وہ دے دی جائے گی۔ اخباری سطح کی جو خبریں ہوتی ہیں' میں ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ بعض اوقات اس میں تمام حقائق نہیں ہوتے۔ ایسا اعلان کوئی وہاں پر فوری طور پر نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی' میاں فضل حق صاحب۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! میں خاص طور پر اس سوال کے متعلق جو ضمنی سوالات آ رہے ہیں اور بھی آ سکتے ہیں' یہ سمجھتا ہوں کہ جو کچھ ان دونوں نیشنل پارکس میں ڈویلپمنٹ کا کام اور جو کچھ additional, construction ہو رہی ہے اس کے لیے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ چھ کروڑ رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں آئٹم دیے گئے ہیں کہ کس کس چیز پہ یہ خرچ ہو گا۔ لیکن اس کی تفصیل نہیں دی گئی۔ اب اگر میں یہ سوال کروں کہ تفصیل بتائی جائے تو وہ شاید اس وقت نہ بتا سکیں۔ تو میری تجویز یہ ہے کہ اس کو کچھ عرصے کے لیے پینڈنگ کر دیا جائے۔ اور ان سب چیزوں کی جو یہاں تفاصیل دی گئی ہیں ان کے آگے بتایا جائے کہ ہر ایک کے اوپر کتنا کتنا خرچ کیا جائے گا۔ کیا estimates ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جناب سپیکر! میں اس میں گزارش کرنا چاہوں گا۔ اگر یہ پینڈنگ کروانا چاہیں تو علیحدہ بات ہے۔ لیکن جو تفصیلات یہ پوچھنا چاہتے ہیں' میں یہ گزارش کر دیتا ہوں کہ وہاں پر black birds جو کہ کبھی انڈیا sub-continent کا سب سے خوب صورت جانور سمجھا جاتا تھا وہ ختم ہو رہا تھا۔ اس کے لیے وہاں پر acrage لکھ دی گئی ہے کہ اتنے ایکڑ میں اس کے لیے پارک

بنایا گیا۔اس کی habitant کے لیے ایک لاکھ ایکڑ کے قریب چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ وہاں پر بچوں کے پارک کے لیے موٹر بوٹ' پیڈل بوٹ رکھے گئے ہیں۔ ان چیزوں پر ہی خرچ کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود اگر مزید تفاصیل کے لیے میرے محترم دوست بھائی اس کو پینڈنگ کروانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

میاں فضل حق: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو information دی ہے اور دو لاکھ روپے کی بات کی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ بڑی نایاب چیز وہاں لائی گئی ہے۔ میرا مقصد کہنے کا یہ ہے کہ جیسے انھوں نے بتایا ہے کہ کینال ایریا ڈویلپمنٹ عجائب گھر کی renovation کے لیے' ہرنوں کے موجودہ جنگلوں کی مرمت کے لیے' چلڈرن پارک میں پلاٹوں کی دیکھ بھال اور تفریح کا سامان مہیا کرنا' تو یہ جتنی چیزیں ہیں اس پر حکومت کا پیسہ خرچ ہو رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کی تفاصیل ہمیں ہاؤس میں مل جائیں اور ہر بات کا پتا لگے کہ ہر پارک میں کس کس چیز پہ کتنا کتنا خرچ ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا سوال میں یہ تفاصیل پوچھی گئی تھیں؟

میاں فضل حق: جناب والا! میں یہی آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ مجھے یہ information چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں کہ questions میں جو سوال کرنے والے فاضل رکن ہوتے ہیں وہ اپنا ایک سوال کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہاں پر وزیر موصوف یا پارلیمانی سیکرٹری جاتے ہیں۔ آگے پھر ضمنی سوالات تو ہو سکتے ہیں لیکن از خود اس کے بارے میں یہاں بات نہیں کی جا سکتی کہ اس کے بارے میں بتایا جائے۔

میاں فضل حق: جناب والا! بات یہ ہے کہ انہوں نے کچھ آئٹمز کا ذکر کیا ہے کہ یہاں یہاں ان پر یہ رقم خرچ ہو گی اور amount بھی بتا دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آگے بڑے ضروری سوال ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اب ہم ذرا آگے چلیں۔

میاں فضل حق: جناب والا! اس کو آپ pending نہیں کرنا چاہتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر یہ pending ہو گیا تو اور نئے سوال نہیں آ سکیں گے۔ اسی طرح اگر ہم انہی کو pending کرتے پھریں تو پھر آگے بات نہیں بنے گی۔ جی خاکوانی صاحب!

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ان کے ریکارڈ میں ڈیرہ غازی خان کا پارک بھی شامل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان کا پارک، نیشنل پارک میں شامل نہیں ہے۔

خواجہ ریاض محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ ریاض محمود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خواجہ ریاض محمود: جناب والا! ماشاء اللہ میرے فاضل بھائی پارلیمانی سیکرٹری صاحب بڑے تیز ہیں۔ تحریک کا محرک بعد میں اٹھتا ہے اور یہ جواب دینے کے لیے پہلے اٹھ جاتے ہیں۔ لیکن میں ان کی تعریف کرتا ہوں۔ اسی طرح ہمارے وزراء صاحبان اور سیکرٹری صاحبان کی تیاری ہونی چاہیے لیکن چٹیں وہاں سے آ رہی ہیں۔ متعلقہ افسران سے یہاں پر یہ تیسری چٹ آئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے جناب سیکرٹری صاحب اور وزراء صاحبان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا۔۔۔ آوازیں، شعر سنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں فاضل اراکین آپ کا شعر سننا چاہتے ہیں۔ یہ سارے چاہتے ہیں کہ پہلے آپ شعر سنائیں پھر بات کریں۔ جی خواجہ صاحب!

خواجہ ریاض محمود: جناب والا! میں اپنی بات کو چھوڑ کر پہلے آپ کو شعر سناتا ہوں۔

یہ اور بات کہ تم آئنے ہو تو کوئی نہیں
وگرنہ غم تو یہاں بے شمار رہتے ہیں
جہاں خود بھی میری نظر سے گزرا ہے
وہاں بھی تیری نظر کے شکار رہتے ہیں
اور بصیرتوں کو نکھارا ہمیں نے اے ساگر
تجلیوں سے ہم ہمکنار رہتے ہیں

تو میں یہ درخواست کرنی چاہتا تھا کہ ہمارے جو سیکرٹری صاحبان ہیں یا وزراء صاحبان ہیں وہ کم از کم محکمانہ سطح پر پوری تیاری کے ساتھ معاملات کو دیکھ کر آیا کریں تا کہ ان چٹوں کی ضرورت نہ پڑے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! میرے خیال میں آپ نے پہلے ان کو شاباش تو دی ہے کہ بڑے ہوشیار ہیں اور اٹھ پڑتے ہیں۔ لیکن جو ہمارے ہاؤس میں ہم سب کی صورتحال ہے اس لحاظ ان کی کارکردگی اچھی ہے۔

خواجہ ریاض محمود: جناب والا! میں نے تو پہلے کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد عمران سہری صاحب!

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں کوئی نیشنل پارک نہیں ہے۔ چونکہ مہران بنک سکینڈل کی زمین کا کوئی وارث نہیں ہے تو کیا حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ اسے نیشنل پارک کا درجہ دے دیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جی' ارشد عمران سہری صاحب!

جناب ارشد عمران سہری: جناب والا! اس میں یہ لکھا ہے کہ پارک کی ابھی تک physical evaluation نہیں ہو سکی جس وجہ سے 1991ء سے ابھی تک غیر ترقیاتی فنڈز نہیں ملے اور اسی وجہ سے عملے کو تنخواہ بھی نہیں مل رہی۔ تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی physical evaluation کب تک ہوجائے گی اور جن ملازمین کو ابھی تک تنخواہ نہیں ملی ان کو آپ کب تک تنخواہ دے دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! اس بارے میں میری آج ہی محکمہ کے ڈپٹی سیکرٹری صاحب سے بات ہوئی ہے۔ اصل میں یہاں پر ہمارے نیشنل پارک کے بارے میں عرصہ دراز سے تقریباً دس سالوں سے یہ چلا آ رہا ہے کہ جب اس سلسلے میں establishment ہوتی ہے تو اس کے لیے کچھ رقم مختص کردی جاتی ہے۔ بعد میں development اور non-development فنڈ کے لیے کوئی پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ان کی فائل through نہیں ہوتی۔ جس کے لیے اب فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ اس کو پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ میں pursue کر رہا ہے۔ اور جتنی پارک کچھ عرصہ

سے for defence purposes کے لیے اس کو take over کر لیا گیا ہے۔ کچھ اور اس کی تفاصیل ہیں جو کہ یہاں ایوان میں بیان نہیں کی جاسکتیں۔ یہ ایک نیشنل پارک کے طور پر تو کاغذات میں موجود ہے لیکن یہ اس وقت defence services کے زیر تصرف ہے۔

جناب ارشد عمران سہری : جناب سپیکر! اس میں کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ جن ملازمین کو ابھی تک تنخواہ نہیں ملی ان کے لیے حکومت خصوصی طور پر گرانٹ دے دے تاکہ ملازمین کو تنخواہ تو مل سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات : جناب سپیکر! اس سلسلے میں فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ میں move کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ میں pursue کرکے انشاء اللہ تعالیٰ ان کو جلدی تنخواہیں دلوا دی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 1067 جناب محمود حیات خان صاحب کی طرف سے ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور ہو گا۔

جناب محمود حیات خان: سوال نمبر 1067

چڑیا گھر لاہور میں جانوروں اور پرندوں کی تعداد

*1067۔ جناب محمود حیات خان: کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور چڑیا گھر میں اس وقت کل کتنے جانور اور پرندے ہیں ان میں کتنے درآمد شدہ ہیں اور کن کن ممالک سے کتنی کتنی مالیت سے کب درآمد کیے گئے۔

(ب) چڑیا گھر میں موجود جانوروں اور پرندوں کی افزائش نسل کے لیے کیا سہولتیں میسر ہیں ان پر کتنے اخراجات ہوئے ہیں اور کون کون سے جانور اور پرندے افزائش نسل کے تحت بڑھائے گئے ہیں۔

(ج) چڑیا گھر دیکھنے کے لیے آنے والوں کو کیا کیا سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں اور چڑیا گھر کا نظم و نسق چلانے پر سالانہ کتنے اخراجات ہوئے ہیں اور کن کن ذرائع سے چڑیا گھر کو سالانہ آمدنی ہو رہی ہے تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (چودھری محمد ظہیر الدین خان):

(الف) لاہور چڑیا گھر میں اس وقت کل جانوروں اور پرندوں وغیرہ کی تعداد حسب ذیل ہے۔

1) دودھ پلانے والے جانور 283

2)	رینگنے والے جانور	40
3)	پرندے	442
	میزان	765

مندرجہ بالا جانوروں اور پرندوں میں سے درآمد شدہ مع ملک، مالیت اور درآمد گی کے سال کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تفصیل جانوران و پرندگان

نمبر شمار	نام و نسل	تعداد	نام ملک	سال درآمد گی	مالیت
1۔	افریقن ہتھنی	1	بلجیم	1988	430,000 روپے
2۔	بنگال ٹائیگر	4	"	1982,84	80,000 روپے
3۔	سفید گینڈا	1	جرمنی	1990	610 000 روپے
4۔	دریائی گھوڑا	1	بلجیم	1974	Stg 3000
5۔	لاما	1	بلجیم	1983	34,250 روپے
6۔	بون بندر	1	"	1988	7500 روپے
7۔	کیپوچین بندر	4	لندن	1975,93	6200 روپے 241,500 روپے
8۔	زرافہ	1	ہالینڈ	1982	134,270 روپے
9۔	کنگرو	2	جرمنی	1992	560,000 روپے
10۔	بلیک فیس سپائیڈر بندر	1	بلجیم	1988	28200 روپے
11۔	زیبرا	1	"	1983	65000 روپے
12۔	گھڑیال	4	بھارت	1986	تحفتاً ملے
13۔	کساوری	1	بلجیم	1983	22500 روپے
14۔	ایمو	2	بلجیم	1982	40000 روپے
15۔	شتر مرغ	1	"	1983	50000 روپے

16۔	انٹیلیس لنگور	1	لندن	1994 127000 روپے
17۔	مینڈرل بندر	1	"	1994 129000 روپے

(ب) افزائش نسل کے لیے مندرجہ ذیل سہولیات میسر ہیں۔

1) مخالف جنس کے جانور پرندے مہیا کرنا۔

2) پرندوں کے انڈوں سے بچے نکلوانے کے لیے انکوبیٹر مشین

3) انکوبیٹر کو ہمہ وقت بجلی مہیا کرنے کے لیے جنریٹر

ان پر مندرجہ ذیل اخراجات ہو چکے ہیں۔

1) انکوبیٹر کی خرید۔ 25500 روپے

2) جنریٹر کی خرید 14000 روپے

تفصیل جانوران پرندگان جن کی افزائش نسل لاہور چڑیا گھر میں ہوئی

نمبر شمار	جانور	نمبر شمار	پرندے
1۔	ٹائیگر	1۔	جاوا سبز مور
2۔	کنگرو	2۔	بلیک شولڈر مور
3۔	چھوٹا کنگرو	3۔	پائیڈ مور
4۔	یاک	4۔	سفید مور
5۔	سندھ آئی بیکس	5۔	نیلے مور
6۔	نیل گائے	6۔	ریوز فیزنٹ
7۔	چیتل	7۔	لیڈی ایمرسٹ فیزنٹ
8۔	کالا ہرن	8۔	گولڈن فیزنٹ
9۔	پاڑا ہرن	9۔	رنگ نیک فیزنٹ
10۔	چنکارہ ہرن	10۔	گرین فیزنٹ
11۔	اڑیال	11۔	سلور فیزنٹ
12۔	مفلن بھیڑ	12۔	کلج فیزنٹ
13۔	لاما	13۔	ٹربیگو پان
14۔	زیبرا	14۔	نیلے کان والے فیزنٹ

15۔	بون بندر	15۔	کیرو لینا بلخ
		16۔	کینڈین بزی بلخ
		17۔	کالا ہنس

(ج) تفصیل سہولیات

1۔ بچوں کے لیے چلڈرن پارک جس میں مختلف قسم کے جھولے اور سلائیڈ وغیرہ ہیں

2۔ شائقین کو ٹھنڈے پانی کی فراہمی کے لیے مختلف مقامات پر الیکٹرک واٹر کولر نصب کیے گئے ہیں۔

3۔ صاف ستھرے گھاس والے لان اور موسمی پھولوں کے پودے لگائے گئے ہیں۔

4۔ بیٹھنے کے لیے مختلف جگہوں پر بینچ رکھے گئے ہیں۔ سایہ دار درخت۔

5۔ چلنے پھرنے کے لیے صاف ستھرے پکے راستے

6۔ فوارے اور آبشاریں بنائی گئی ہیں۔اور تفریح کی غرض سے ایک پہاڑی بھی ہے ۔

7۔ پبلک ایڈریس سسٹم موجود ہے ۔ جس کی وجہ سے بھٹکے ہوئے بچوں اور گم شدہ اشیاء کی بازیابی کے لیے اعلان کیے جاتے ہیں

8۔ پبلک ٹائلٹ

9۔ باجماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے ۔

10۔ بچوں کے لیے ہاتھی کی سواری کا انتظام ہے ۔

11۔ طلباؤ طالبات کے لیے گروپ کی صورت میں ٹکٹ داخلہ میں رعایت دی جاتی ہے ۔

12۔ لاہور چڑیا گھر کے متعلق معلومات اور نقشے پر مشتمل بروشر کی شائقین کے درمیان مفت تقسیم

سالانہ اخراجات 10832700 روپے

مالی سال 93-1992ء میں چڑیا گھر کا نظم و نسق چلانے کے لیے مبلغ ایک کروڑ آٹھ لاکھ بتیس ہزار سات سو روپے خرچ ہوئے ۔ اس میں ملازمین کی تنخواہیں جانوروں کی خوراک اور دوسرے اخراجات شامل ہیں۔

ذرائع آمدنی

1۔ ٹکٹ داخلہ کی فروخت سے آمدنی۔
2۔ ہاتھی کی سواری سے آمدنی
3۔ کیفے نیریا' کارپارکنگ' سائیکل اسٹینڈ' ہینڈی کرافٹ شاپ' موبائیل فونو گرافی' پبلک ٹائلٹ' وزن مشین وغیرہ کے سالانہ ٹھیکہ جات۔
4۔ فالتو پرندوں کی فروخت۔
5۔ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن سے مبلغ 15000 روپے سالانہ کی گرانٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' ایس اے حمید صاحب' ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں گے کہ چڑیا گھر کی سالانہ آمدنی کتنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! معزز رکن نے ٹوٹل سالانہ آمدنی کے بارے میں پوچھا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ظہیر الدین صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! کن کن ذرائع سے آمدنی ہو رہی' اس کے بارے میں' میں جواب دے دیتا ہوں۔ اس میں کیفے نیریا' کار پارکنگ' سائیکل سٹینڈ' ہینڈی کرافٹ' موبائل فونو گرافی' پبلک ٹائلٹ اور وزن مشین سے ہوتی ہے اور یہ تقریباً 21 لاکھ 64 ہزار 4 سو نوے روپے بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ ان کو جمع کر کے بھی بتا دوں گا لیکن پہلے میں ان کی تفصیل پڑھ دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کل آمدن پوچھی ہے۔ آپ آمدن بتا دیجیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! ان کی کل آمدنی ایک کروڑ 37 لاکھ 60 ہزار 6 سو 80 روپے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ!

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! ایک کروڑ آٹھ لاکھ اس کا خرچ ہے۔ کیا یہ منہا کر کے آمدنی بتائی گئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ کل آمدنی یا خرچہ علیحدہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! یہ ہمارے پاس کل آمدنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ خرچہ نکال کے ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! اس میں اخراجات نہیں ہیں۔ یہ کل آمدنی ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! اگر یہ کل آمدن ہے اور اس کے مقابلے میں خرچہ ایک کروڑ آٹھ لاکھ ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اخراجات ایک کروڑ آٹھ لاکھ ہیں تو اس کا انہوں نے minus. plus بتایا نہیں کہ ایک کروڑ 17 لاکھ روپے اگر ان کی انکم ہے تو یہ اس کے اوپر واضح طور پر لکھتے لیکن یہ کہیں نہیں لکھا ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! میں یہ ضمنی سوال کے جواب میں بتا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ ذرا وضاحت سے بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! میں وضاحت کر دیتا ہوں۔ داخلہ ٹکٹ کی فروخت سے آمدنی ایک کروڑ ایک لاکھ 23 ہزار 6 سو 19 روپے ہے۔ ہاتھی کی سواری سے جو آمدنی ہوئی وہ 32 ہزار 4 سو 20 روپے ہے۔ کیفے نیریا' کار پارکنگ' سائیکل سٹینڈ' ہینڈی کرافٹ' موبائل آٹو فوٹو گرافی' پبلک ٹائلٹ اور وزن مشین سے آمدنی 21 لاکھ 64 ہزار 4 سو 90 روپے ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: فالتو پرندوں کی فروخت سے آمدنی ایک لاکھ 37 ہزار 470 روپے لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن سے سالانہ گرانٹ 15 ہزار روپے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا چڑیا گھر کو فالتو انکم ہوتی ہے۔ چڑیا گھر منافع میں جا رہا ہے یا نقصان میں جا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! منافع میں ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! یہ منافع جو ہے یہ کس جگہ استعمال ہو رہا ہے؟ چڑیا گھر کی

ڈویلپمنٹ پر استعمال ہو رہا ہے یا گورنمنٹ کسی مد میں لے لیتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! یہ جو منافع ہے یہ اسی مد میں اس کی ڈویلپمنٹ کے لیے' نئے جنگلے بنوانے کے لیے' پرندوں اور جانوروں کی خوراک کو بہتر کرنے کے لیے' ملازمین کی ویلفیئر کے لیے' habitat کو بہتر کرنے کے لیے اور نئے پرندے یا جانور جو کہ بعض اوقات ان کے opposite sex کے لیے یا breeding purposes کے لیے یا incubators جو ہوتے ہیں وہ خراب ہو جاتے ہیں ان کو نئے خریدنے کے لیے اس میں خرچ کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ امان اللہ بابر صاحب۔

جناب امان اللہ خان بابر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ایہہ وے کہ اک افریقن ہتھنی جیڑھی بلجیم توں 1988ء وچ درآمد کیتی گئی اے اوہ میں سمجھنا آں کہ انتہائی شریف اے جنے ہون تک کوئی ہنگامہ نہیں کیتا۔ آیا گورنمنٹ اودے متعلق کچھ سوچ رہی اے۔ جناب! 1988ء توں او کلی رہ رہی اے۔ گورنمنٹ اودے متعلق کچھ سوچ رہی اے کہ اوہ وی جوڑا ہو جائے۔ جدوں کہ قدرت نے جوڑا جوڑا پیدا کیتا اے۔ (قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! یہ سوال ہتھنی کی طرف سے سمجھا جائے یا---(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں انھوں نے از راہ تفنن یہ سوال کیا ہے۔ جی ضمنی سوال؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ضمنی سوال۔ خاکوانی صاحب!

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ چڑیا گھر کی آمدن ایک کروڑ 37 لاکھ روپے ہے اور اس کا خرچہ ایک کروڑ 8 لاکھ روپے ہے۔ پھر خود ہی فرمایا کہ منافع میں جا رہا ہے۔ تو پھر یہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور سے 15 ہزار کی سالانہ گرانٹ کس کھاتے میں لیتے ہیں اور کیوں لیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل اور معزز دوست کی خدمت میں گزارش کر دوں کہ جن میٹروپولیٹن کارپوریشن یا کارپوریشن کے علاقے میں یہ تفریح گاہیں آتی ہیں تو ان کے ہاؤس کی پروویژن میں ہے' ان کے بائی لاز میں بھی ہے کہ وہ generosity کے ساتھ کچھ

گرانٹ دے دیتے ہیں۔ تو جو گرانٹ دے اس کو جواب نہیں دیا جاتا کہ ہم یہ نہیں لیتے۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! ابھی امان اللہ صاحب نے ایک سوال پوچھا تھا کہ افریقن ہتھنی جو ہے اس کی تعداد ایک ہے جو کہ بلجیم سے درآمد کی گئی اور 1988ء میں اسے درآمد کیا گیا۔

جز (ب) میں محکمہ نے جواب دیا ہے کہ مخالف جنس کے جانور پرندے مہیا کرنا افزائش نسل کے لیے ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ان سے کہیں کہ وہ کھڑے ہو کر بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کھڑے ہیں۔ (قہقہے)

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! اگر یہ مجھے کھڑا ہوا نہیں دیکھ رہے تو پھر انھیں اسی ہتھنی کے ساتھ ہاتھی کے طور پر پیش کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ جانوروں کی افزائش نسل کے سامان مہیا کرنے اور انھوں نے سوال کے جواب جز (ب) میں کہا ہے کہ "مخالف جنس کے جانور/پرندے افزائش نسل کے لیے مہیا کرنا"۔ یہ جواب ہے۔ تو جز (الف) میں ہے کہ افریقن ہتھنی 1988ء سے اکیلی رہ رہی ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سوال از راہ تفنن نہیں تھا بالکل صحیح سوال ہے۔ تو اس کا جواب دیا جانا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال جو میرے مہربان دوست نے فرمایا ہے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ بڑے جانور ہیں۔ ان کی utility display کی ہے۔ کچھ ایسے جانور ہیں جن کی افزائش نسل کے لیے ان کو نسبتاً منگوانے میں پیسہ کم خرچ آتا ہے۔ اس لیے اس کی افزائش نسل کو بڑھانے کے لیے اس کا male نہیں منگوایا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال جناب محمود حیات خان۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب محمود حیات خان کے ایماء پر سوال نمبر 1074 درمیافت کیا۔

ڈائریکٹوریٹ ناظم صلوٰۃ کا قیام

*1074۔جناب محمود حیات خان، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈائریکٹوریٹ ناظم صلوٰۃ کب قائم کیا گیا اس میں کتنے ملازمین کس کس گریڈ میں ہیں اور ان کے نام و عہدہ کیا ہیں؟

(ب) صوبے میں اس وقت کتنے ناظم صلوٰۃ ہیں ان کی تقرری کا کیا معیار ہے اور کس قانون کی روسے مجاز اتھارٹی ناظم صلوٰۃ کی تقرری کرتی ہے حکومت کی طرف سے ناظم صلوٰۃ کو کیا فرائض سونپے جاتے ہیں اور انہیں اپنے فرائض کی بجا آوری کے سلسلے میں کیا کیا مراعات یا سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں تفصیلات ضلع وار ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر اوقاف(چودھری محمد شاہنواز چیمہ)،

(الف) ڈائریکٹوریٹ نظامت صلوٰۃ صدارتی حکم نامہ نمبر 443 آف 1984ء کے تحت اگست 1984ء میں قائم ہوا۔ اس میں جتنے ملازمین جس جس گریڈ میں ہیں ان کے نام و عہدے درج ذیل ہیں،

نمبر شمار	عہدہ	گریڈ	نام
1۔	ڈائریکٹر جنرل	20	مولانا سید محمد عبدالقادر آزاد
2۔	سپرنٹنڈنٹ	16	محمد بشیر کھوکھر
3۔	"	16	صفدر علی بلوچ
4۔	"	16	منظور حسین راجہ
5۔	سٹینو گرافر	15	محمد صابر
6۔	"	12	خالی پوسٹ ۳
7۔	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	15	تنویر احمد
8۔	اسسٹنٹ	11	ابرار علی
9۔	"	11	مظہر حسین
10۔	"	11	محمد اختر زاہد

11۔	"	11	محمد اسلم شاد
12۔	"	11	سلیم حفیظ بٹ
13۔	کلرک	7	غلام سجاد حیدر
14۔	"	7	فاروق علی
15۔	"	7	سید اخلاق محمود
16۔	"	5	قمر الاسلام
17۔	"	5	عطاء اللہ خان
18۔	"	5	خالی جگہ ۲
19۔	دفتری	4	محمد اشرف
20۔	ڈرائیور	4	خالی جگہ
21۔	نائب قاصد	1	محمد رفیق
22۔	نائب قاصد	1	خالی جگہ ۲
23۔	فراش	1	حافظ محمد زاہد
24۔	چوکیدار	1	محمد اشفاق
25۔	خاکروب	1	شفیق مسیح

(ب) 26 جولائی 1989ء کو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس نظام کو مزید موثر و فعال بنانے کے لیے ناظمین صلوٰۃ کی تقرری منسوخ کر کے اس نظام کو تحریک صلوٰۃ و فلاح کا نام دیا اور موجودہ نظام اس حکم کے تحت چل رہا ہے اور اس وقت صوبے میں کوئی ناظم صلوٰۃ نہ ہے بلکہ مسجد مجالس صلوٰۃ و فلاح کام کر رہی ہیں۔ چونکہ اس وقت ناظمین صلوٰۃ کام نہیں کر رہے اس لیے سوال کے بقیہ اجزاء کا جواب غیر ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں شاہنواز چیمہ صاحب اس خیال میں تھے کہ آپ ان سے کوئی سوال جواب نہیں پوچھیں گے تو آپ کو بھی ان کی توقعات پر پورا اترنا چاہیے۔(قہقہے)

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں۔ وہ وزیر اوقاف ہیں۔ دو مولود کے بول سنا دیں۔ ہم کوئی سوال نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منظور ہے؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: ہمیں منظور ہے۔ کوئی ضمنی سوال نہیں کریں گے۔ کوئی نعت کے، کوئی مولود کے دو بول سنا دیں۔

میاں فضل حق: ہم کہتے ہیں کہ یہ اگر نعت کے یا مولود کے دو بول سنا دیں۔ ادھر سے کوئی ضمنی سوال نہیں آئے گا۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب سپیکر ....

وزیر اوقاف: اچھا گل سنو ایہہ مولوی ہراں نوں پچھ لو پہلاں۔ ایتھاں دی وی گل تے کر لو۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال؟ جی سید عارف حسین۔

سید محمد عارف حسین بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ڈائرکٹر جنرل کی تقرری میرٹ پر ہوئی ہے اور اس میں محکمانہ قواعد کو مدنظر رکھا گیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

وزیر اوقاف: جناب سپیکر! اصل وچ میرے جواب تے سارے ایہے ای دین لگ پے نیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر ....

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا آفتاب احمد خان۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ جو ضمنی سوال کیا گیا ہے اس کی relevancy نہیں ہے۔ ان کو 1984ء میں appoint کیا گیا تھا۔ 1984ء کے بعد جو ان کا ایڈہاک پیریڈ ہے اس کے بعد وہ confirm ہو گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کی طرف سے جواب دیں گے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بتا سکتا ہوں۔ This is a relevant answer۔ تو اس کے لیے یہ باقاعدہ باضابطہ طور پر کہیں۔ اس پر تو یہ بنتا ہی نہیں ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر ....

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ میں سے کوئی ایک فاضل رکن کھڑا ہو تو میں اسے کہوں۔

جناب ایس اے حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں۔ ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! رانا صاحب وزیر موصوف کو پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی فیڈ نہیں دے سکتے۔ کسی قسم کی کوئی انفرمیشن نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال تو یہ ہے کہ وزیر اوقاف جو ہوتا ہے وہ بر وزن معاف ہوتا ہے۔ تو چونکہ ان کی جو ہم نے ذمہ داری بھی لگائی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جب آپ روٹھ جاتے ہیں تو وہ آپ کو منانے کے لیے جاتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آپ اس بات پر رولنگ دیں کہ کیا کوئی وزیر کسی دوسرے وزیر کو پوائنٹ آف آرڈر کی بنیاد پر feed back دے سکتا ہے؟ انفرمیشن دے سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں دے سکتا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! بس یہی بات ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ feed back نہیں ہے۔ میں رولز کے مطابق بتا رہا تھا۔ پھر آپ کوئی ایسا ضابطہ، کوئی قانون بتا دیں جس کی رو سے کسی دوسرے وزیر پر رولز بتانے کی پابندی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی پابندی نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، تو میں نے رولز بتائے ہیں کہ اس کا یہ procedure ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن انھوں نے تصور یہی کیا ہے۔ اگر وہ یہ تصور کرتے ہیں تو وہ بات ٹھیک ہے۔ اگر آپ نے feed back نہیں کیا تو آپ کی بات ٹھیک ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ جب متعلقہ وزیر بیٹھا ہو تو پھر کوئی دوسرا وزیر اس طرح بتا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ پہلے وزیر اوقاف کا فیصلہ کریں کہ وزیر اوقاف کے یہ سوال آپ پوچھنا چاہتے ہیں یا کیا بات ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف، جی پوچھنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر اوقاف! ان کو کیا کریں۔ کیا ایوان کی میز پر رکھ دیں یا آپ ان کے

جواب دیں گے۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! میں ہر سوال کا جواب دوں گا اور میں تیار ہو کر آیا ہوں یہ شور کر رہے ہیں۔ یہ ان کی مہربانی ہے۔ یہ میری بات سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات، جناب سپیکر! آگے محکمہ جنگلات کے کچھ اور سوالات آ رہے ہیں پہلے میرا محکمہ نمٹا لیا جائے اتنی دیر میں وقفہ سوالات ختم ہو جائے گا۔ (قہقہہ)

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! یہ نہیں ہو سکتا۔ میرے سوالات آئیں۔ میں ان کا جواب دوں گا جس طرح ان کی خواہش ہے۔ یہ جتنے بھی ضمنی سوالات کریں میں ان کا جواب دوں گا۔ ایوان میں ان کا حق ہے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ آپ پہلے ہاؤس کو in order کریں۔

MR DEPUTY SPEAKER: I call the House to order

چودھری شوکت داؤد، **********

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ ہمیشہ ایسے ہی پوائنٹ آف آرڈر کرتے ہیں۔ اب تو آپ کافی تجربہ کار ہو گئے ہیں۔ This is no point of order.

چودھری شوکت داؤد، چلو جی' میں اس میں ترمیم کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، This is no point of order. میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سید محمد عارف حسین بخاری، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! میں اپنا ضمنی سوال دوبارہ دہرا دیتا ہوں کہ کیا ڈائرکٹر جنرل کی تقرری میرٹ پر ہوئی ہے اور کیا محکمانہ قواعد کا لحاظ رکھا گیا ہے؟ جناب والا! میرا مختصر سوال تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ simple سی بات ہے کہ کیا آپ نے ڈی۔جی کی تقرری پروسیجر کے مطابق کی ہے؟

وزیر اوقاف، جی' قانون کے مطابق کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے وہ قانون کے مطابق کی ہے۔

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب وہ بیس گریڈ میں ہیں۔ اس کا میرٹ کیا ہے اور اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ اس کا کیا میرٹ ہے اور اس کی بھرتی کے لیے تعلیم کیا ہے؟

وزیر اوقاف، جناب والا! وہ کس چیز کی قابلیت پوچھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ڈائرکٹر جنرل کی قابلیت پوچھتے ہیں۔

وزیر اوقاف، یعنی ڈائرکٹر جنرل کی قابلیت کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، گریڈ بیس میں جب وہ بھرتی کیا جاتا ہے۔

وزیر اوقاف، جناب والا! ملازم کسی محکمے کا بھی ہو اس کی سروس کے لحاظ سے اس کی ترقی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہمارے محکمے میں بھی جو مسجدوں میں امام ہوتے ہیں ان کی ترقی ان کی قابلیت اور سروس کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، ڈائرکٹر جنرل صاحب کب سے محکمے میں بھرتی ہوتے ہیں اور یہ کس عہدے پر بھرتی ہوتے تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کہتے ہیں کہ---

وزیر اوقاف، جناب والا! میرا خیال ہے کہ اس کے لیے fresh question دینا چاہیے۔

MR DEPUTY SPEAKER: fresh question?

وزیر اوقاف، جی ہاں۔(قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ان سے پہلے کی بات ہے۔ لہٰذا fresh question کریں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ میرا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور ہاؤس کا ماحول جو ہے۔ یہ بھی آپ کے سامنے ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک اسلامی ریاست میں نظام صلوٰۃ کے مسئلہ پر اگر ایوان میں سنجیدگی پیدا نہیں ہو سکتی تو پھر میں آپ کی خدمت میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ وزیر موصوف یہ بیان فرماتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ نے اس نظام کو مزید مؤثر اور فعال بنانے کے لیے ناظمین صلوٰۃ کی تقرری منسوخ کر کے اس نظام کو تحریک صلوٰۃ و فلاح کا نام دیا ہے اور موجودہ نظام اس حکم کے تحت چل رہا ہے اور اس وقت صوبے میں کوئی

ناظم صلوٰۃ نہ ہے۔ جناب والا قرآن میں ہے۔

و اقیمو الصلوۃ و اتوا الزکوٰۃ وارکعو مع الراکعین o

اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

الصلوۃ عماد الدین o

نماز دین کا ستون ہے اور پھر فرمایا کہ

ان الصلوۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر o

مجھے یہ بتایا جائے کہ ایک اسلامی مملکت کے اندر ان کا یہ فرمان ہے کہ کسی ناظم صلوٰۃ کی تقرری نہیں کی گئی اور پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ کام مساجد کے حضرات کر رہے ہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ موجودہ حکومت تو مساجد اور ممبر سے اٹھنے والی آواز کو دبانے کے لیے سپیکر پر جو بے جا پابندیاں عائد کر رہی ہے' اب علماء اس سلسلے میں نظام صلوۃ اور احکامات شریعہ کے سلسلے میں دین کی کیا خدمت سرانجام دیں گے جبکہ موجودہ حکومت نے تو نظام صلوۃ کے پورے سسٹم کو تباہ و برباد کر دیا ہے تو اس کی وجوہ جناب وزیر موصوف بیان فرمائیں۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! کیا یہ relevant سوال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب فضل کریم صاحب۔ میرے خیال میں---

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پہلے تو آپ یہ اندازہ کریں کہ یہ سوال تھا یا تقریر تھی۔ جو مولوی اپنے مدرسوں کے وظیفے لے کر کھاتے ہیں اور قوم کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں ان کو اگر ختم کر کے ایک آدمی کی جگہ پر اگر مجلس بنا دی گئی ہے تو ان کو کیا اعتراض ہے۔ یہ تو کہتے ہیں کہ ہمارے مدرسوں کے آپ وظیفے لگائیں۔ ہم لوٹیں بھی اور قوم کے بچے بھی خراب کریں۔ یہ تو اس طرف کو چلتے ہیں۔ اس میں جناب والا! اگر مجالس کو بنا دیا گیا ہے تو ان کو کیا اعتراض ہے۔ جناب والا! یہ کوئی ضمنی سوال ہی نہیں ہے۔ آپ اسے rule out کریں۔ یہ تو تقریر تھی۔ اس میں سوال والی بات کون سی ہے؟ پہلے آپ یہ decide کریں کہ کیا ضمنی سوال ہے؟

صاحبزادہ محمد فضل کریم: جناب والا! جہاں تک وصی ظفر صاحب کا یہ خیال ہے کہ مدارس کے حضرات وظیفہ مانگتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ کوئی بھی مدرسے والا کسی حکومت سے وظیفہ مانگنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اگر کسی کو کوئی شک ہے تو وہ آ کر دیکھ لے اور

جہاں تک یہ تعلق ہے کہ وہ دینی مدارس جو فرقہ وارانہ فسادات میں ملوث ہیں اور جن کو بین الاقوامی طور پر امداد ملتی ہے تو اس کی تحقیقات ہونی چاہییں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ چند ایک منفی بھر مدارس کا نام لے کر اور حکومت ان کا سہارا لے کر پاکستان کے اکثریتی مدارس کی آواز کو دبانا چاہتی ہے تو یہ وہ منصوبہ ہے جو انگریز نے موجودہ حکومت کو دیا ہے۔ ہم مدارس کی پابندی کے سلسلہ میں حکومت کی جو قانون سازی ہو گی' جیسے ہم نے انگریز کے ساتھ مزاحمت کی تھی اس حکومت کے ساتھ بھی ویسی ہی مزاحمت کریں گے اور پھر ان کے لیے یہ عرض کروں کہ یہ فرماتے ہیں کہ مدارس میں کیا ہوتا ہے؟ جناب والا! مدارس کے سلسلہ میں میرا یہ دعویٰ ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: فضل کریم صاحب! میرا خیال ہے---

صاحبزادہ محمد فضل کریم: جناب والا! ایک منٹ۔ جناب والا! میں ایک مولوی گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں۔ انہوں نے ہم پر attack کیا ہے اور ان کا کام ہی یہ ہے کہ ہاؤس کے اندر جب کوئی مصلحت سے بات ہو تو فوری طور پر یہ اعتراض فرما دیتے ہیں۔ جناب والا! ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ تمام کی بات نہ کریں۔ ان میں اگر اخلاقی جرأت ہے تو ان مدارس کا نام لیں' مطلقاً" بات نہ کریں۔ مطلقاً" بات کر کے اسلام کے پورے حلیہ کو dark کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ موجودہ حکومت مساجد کے اندر سپیکر کے استعمال پر جو پابندی لگا رہی ہے وہ غیر آئینی ہے' غیر اصولی ہے' غیر جمہوری ہے۔ جمہوریت کا تقاضا جو ہے کہ لوگ اس طرف majority میں گئے تھے وہ اس پر عمل پیرا ہو گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ مہربانی۔

ملک محمد عباس کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ وصی ظفر صاحب کو مولوی طبقے سے تو ویسے ہی ضد ہے۔ پتہ نہیں وہ ان کے منشور کے خلاف ہیں یا کیا ہیں؟ لیکن میری ان سے ایک گزارش ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ادھر تو آپ کو عشر و زکوٰۃ کا بڑا ڈر ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپ کے ساتھیوں نے جو بیت المال سے اور تو عشر و زکوۃ سے پیسے کھائے ہیں کیا وہ آپ واپس دلائیں گے؟ میرا یہ آپ سے بھی سوال ہے اور جناب وزیر صاحب سے بھی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہ یہ کوئی ضمنی سوال ہے؟ یہ question hour ہے۔ بات کہیں اور نکل گئی

ہے۔نیازی صاحب! تشریف رکھیں۔ ایس اے حمید صاحب! آپ بیٹھیں۔ شاہ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ یہ وقفہ سوالات تھا اور اس میں ضمنی سوالات ہو رہے تھے۔ بات کہیں اور نکل گئی ہے۔ اب اس کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ پوائنٹ آف آرڈرز پہ پوائنٹ آف آرڈرز' اور پھر جواب پہ جواب۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اب ہم وقفہ سوالات پر ہی چلیں۔

CH MOHAMMAD WASI ZAFAR: Point of personal explanation

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! وصی ظفر صاحب نے ان مدرسوں کا نام تو نہیں لیا تھا کہ جن کو پنجاب کے اقلیتی وزیر اعلیٰ ہفتہ بھیجتے ہیں اور اپنی بچت کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ تو از راہ کرم ان مدرسوں کا نام یہاں پر بتائیں اور ہمیں پتا چلے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کون کون سے مدرسے کو ہفتہ بھیج کر اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ بھی explanation میں وضاحت کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات سنیں۔ personal explanation بڑی brief ہوتی ہے اور to the point ہوتی ہے' تقریر نہیں ہوتی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ سب کو علم ہے کہ علماء حق اور علماء سو، معاشرے میں موجود ہیں۔ اس بات کا فیصلہ کرنے کا نہ میرے پاس اختیار ہے اور نہ میں ایسا شخص ہوں کہ میں کہوں کہ کون سا مدرسہ مذہبی منافرت پھیلا رہا ہے اور کون سا صحیح ہے۔ میں نے تو ایک trend کی بات کی کہ اس وقت چند لوگ ایسا کرتے ہیں۔ یہ تو قرآن پاک میں بھی ہے کہ مسلمانو! تم کو فرقوں میں بانٹ دیا جائے گا اور تم اس سے بچو اور جو فرقوں میں بانٹنے والے ہیں' میں ان کی بات کرتا ہوں جو ایک مسلمان کو بلا وجہ کافر کہہ دیتے ہیں۔ جو گھر بیٹھے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں' جو جعلی فتوے جاری کرتے ہیں اور جو اپنے مقاصد کے لیے اپنے مدرسوں میں بچوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ دوسرے مکتبہ فکر کے یا دوسرے فرقہ کے علماء کو تم نے قتل کرنا ہے۔ ان کو تم نے مارنا ہے---

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ان سے یہ پوچھیں کہ یہ وہی مولوی ہیں کہ جنہوں نے ان کے خاندان کے آباؤ اجداد کے نکاح پڑھوائے ہیں۔ یہ وہی مولوی ہیں۔ اگر مولویوں کی ذات مشکوک ہے تو پھر ان کے کردار مشکوک ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: **********

جناب انعام اللہ خان نیازی: **********

چودھری محمد وصی ظفر: ********** (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ یہ تمام الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر حکومتی بینچز کے اراکین چودھری محمد وصی ظفر صاحب کو سمجھاتے رہے اور اپنی نشست پر بیٹھنے کے لیے کہتے رہے)

چودھری محمد وصی ظفر: **********

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ میں وصی ظفر صاحب کو آج کے اجلاس کی کارروائی سے نکالتا ہوں۔ (قطع کلامیاں، شور و ہنگامہ)

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس ہاؤس کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے آپ خود ملاحظہ کر رہے ہیں کہ کون آدمی ہر روز ایوان کے تقدس کو مجروح کرتا ہے۔ یہ وتیرہ بن گیا ہے کہ ہاؤس کے اندر بیٹھ کر گالیاں نکالی جاتی ہیں۔ جناب والا! کیا آپ پڑھ لکھ کے اور الیکشن لڑ کے اس لیے یہاں ہاؤس میں آئے ہیں کہ ہمیں گالیاں سننی پڑیں؟ اس وتیرے کو بڑی سختی کے ساتھ بند کریں اور یہ جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس کو بند کریں۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: I call the House to order

چودھری محمد اقبال: آپ اس سلسلہ کو آپ بڑی سختی کے ساتھ بند کریں۔ ورنہ یہ سلسلہ چل پڑے گا۔ یہ کوئی طریقہ ہے کہ جو کوئی اٹھتا ہے گالی گلوچ شروع کر دیتا ہے۔ اس پر آپ سختی فرمائیں۔ ورنہ اس سے کوئی آدمی محفوظ نہیں رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے خود سنا ہے کہ وصی ظفر صاحب نے گالیاں دی ہیں جو کہ ہاؤس کے وقار کے خلاف ہیں۔ لہٰذا میں وصی ظفر صاحب سے کہوں گا کہ وہ آج کی کارروائی میں حصہ نہ لیں۔ براہ کرم ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: (نعرہ ہائے تحسین)

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، میں وصی ظفر صاحب کی خدمت میں کہوں گا کہ آپ نے ہاؤس کے تقدس کے خلاف بات کی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں نہیں جاؤں گا۔ گالیاں پہلے اس نے دی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے ڈائریکٹ گالیاں دی ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس نے کہا ہے کہ تمہارے بڑوں کے نکاح ہی مولویوں نے پڑھائے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ علمائے سو نے میرے بڑوں کے نکاح پڑھائے ہیں۔ اس نے پہلے میرے بڑوں کو گالی دی ہے۔ میں باہر نہیں جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے رولنگ دے دی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ کی رولنگ غلط ہے۔ میں اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ آپ فورس بلائیں جو مجھے اٹھا کے باہر نکالے--- میں نہیں جاتا--- پہلے اس نے گالی دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا رویہ ہاؤس کے لیے ایک بری روایت بنتا جا رہا ہے۔ اس لیے اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ صاحب اقتدار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں تو میں آپ کی بات کو کہوں کہ یہ ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ آپ اپوزیشن کے پریشر میں غلط رولنگ دیں۔ گالی پہلے اس نے دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سارجنٹ ایٹ آرمز کو حکم دیتا ہوں کہ فاضل رکن کو وہاں سے نکال دیا جائے۔ سارجنٹ ایٹ آرمز جائیں اور اس کو نکال دیں۔

(شور و غوغا و ہنگامہ آرائی اس دوران ایک معزز رکن نے ڈپٹی سپیکر کے پاس جا کر کہا کہ نیازی صاحب نے بھی گالیاں دی ہیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، اس نے زیادہ گالیاں دی ہیں۔ جب وہ کہے گا تو میں اس وقت اس کو بھی باہر نکالوں گا۔ ماں بہن کی گالی پہلے انہوں نے نکالی ہے۔ میں سارجنٹ ایٹ آرمز کو حکم دیتا ہوں کہ وہ جائیں اور فاضل رکن کو ہاؤس سے باہر نکالیں۔ (سارجنٹ ایٹ آرمز سے مخاطب ہو کر) آپ جائیں اور فاضل رکن کو باہر نکالیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: گالی پہلے اس نے نکالی ہے۔ اوہ کہندا اے کہ توں تے تیرے وڈیاں دے نکاح مولویاں نے پڑھائے نیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ بھی ایسی گالی نکالیں گے تو ان کو بھی نکالا جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جب نکالیں گے تو پھر میں بھی چلا جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے گالی نکالی ہے۔ میں نے خود سنی ہے بلکہ دو تین دفعہ آپ نے گالی نکالی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: اس نے نہیں کہا کہ تمہارے بڑوں کے نکاح پڑھوائے ہیں اور پھر اس نے بھی گالیاں دی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: صرف ایک شخص اس ہاؤس کے لیے باعث بدنامی بن گیا ہے (شور و غوغا' قطع کلامیاں) ----- پہلے میں اپنی رولنگ پہ عمل کراؤں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں نئیں جانا۔ سارے بے غیرت ہو گئے او۔ پہلے گال وی اس نے کڈھی اے۔ اینہاں دی رولنگ غلط اے۔ پہلے میری گل سندے' فیر رولنگ دیندے۔ میں باہر نئیں جانا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ میں ہاؤس کو پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔ اس کے بعد بات ہو گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(ایوان کی کارروائی زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر 5.00 بجے دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو گیا تھا۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات: جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کے میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ ہائی وے کی سڑکوں کے کنارے پر درختوں کی چوری کے سدباب کے لیے اقدامات

*1151۔ چودھری محمد اسلم۔ کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین کی حدود میں محکمہ ہائی وے کی کون کونسی سڑکیں واقع ہیں اور ان سڑکوں کے کنارے درختوں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) سال 94-1993ء میں محکمہ کے ملکیتی درختوں کی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے اور ان درختوں کی مالیت کتنی تھی۔ نیز چوری کے سدباب کے لیے کیا اقدامات کیے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات(چودھری محمد ظہیر الدین خان)۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں مندرجہ ذیل سڑکات بمعہ تعداد درختاں واقع ہیں۔

نام	سڑک	حدود سڑک	لمبائی	تعداد درختان
1۔	گجرات /سرگودھا روڈ	رینکے ہلی تا ہیڈ فقیریاں	89 کلومیٹرز	25449
2۔	میانہ گوندل /ہیڈ فقیریاں	چوک ہیڈ فقیریاں تا میانہ گوندل	3 کلومیٹرز	264
3۔	گوجرہ /ملکوال روڈ	گوجرہ اڈا تا اسلام پورہ ملکوال	22 کلومیٹرز	3724
4۔	ڈنگہ /منڈی بہاؤالدین روڈ	موجیانوالہ تا پرانی منڈی	18 کلو میٹرز	2632
		کل لمبائی اور تعداد	132 کلو میٹرز	32069

(ب)

چوری شدہ درختوں کی تعداد	پرچہ پولیس	چالان عدالت	عوضانہ وصولی	میزان
298عدد	ڈیتھ رپورٹ 2عدد درخت 3عدد	ڈیتھ رپورٹ 87عدد درخت 276عدد	ڈیتھ رپورٹ 11عدد۔ ڈیتھ رپورٹ 100عدد درخت 19عدد درخت 298عدد	
	مالیتی 28700روپے	مالیتی۔ 263280روپے	مالیتی۔ 26020روپے مالیتی۔ 318000روپے	

چوری روکنے کے سدباب

جملہ سٹاف کی دن رات گشت ہوتی ہے اور تمام عملہ نقصان کو روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ نقصان کی فوری طور پر ڈیتھ رپورٹ جاری کرکے عوضانہ وصول کیا جاتا ہے۔ جس کے لیے پولیس کی مدد حاصل کی جاتی ہے اور بقایا رپورٹ ہائے کا چالان عدالت' مرتب کرکے عدالت سے جرمانہ کروایا جاتا ہے۔

نقصان کو روکنے کے لیے بہت زیادہ مشکلات پیش آتی ہیں۔ کسی ملزم کے پاس سرکاری ذرائع گشت یعنی موٹر سائیکل یا سرکاری گاڑی نہ ہے جبکہ ملزم مسلح امشینری اٹرانسپورٹ کے ساتھ جرم کرتے ہیں۔ لیکن کسی ملازم کو سرکاری اسلحہ یا لائسنس جاری نہیں کیا جاتا ہے۔ اگر اسلحہ لائسنس اور ٹرانسپورٹ کی سہولت سٹاف کو مل جائے تو نقصان پر کافی حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ جنگلات کا سٹر کچر

*1157۔چودھری محمد اسلم: کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع منڈی بہاوالدین میں محکمہ جنگلات کا کیا سٹر کچر ہے اور اس ضلع کا یہ محکمہ کس کام میں مصروف ہے نیز متعلقہ اہل کاران کا دائرہ کار علاقہ وار اور ان کی انفرادی کارکردگی کی وضاحت کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات(چودھری محمد ظہیرالدین خان):

ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ جنگلات (یعنی گجرات فارسٹ ڈویژن) کی تین برانچیں ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ ڈفر سب ڈویژن:

اس سب ڈویژن میں ایک سب ڈویژنل فارسٹ آفیسر ' پانچ فارسٹر اور تقریباً پچیس فارسٹ گارڈ کام کر رہے ہیں۔

2۔ منڈی بہاؤالدین:

اس رینج میں بھی ایک فارسٹ رینجر ' تین فارسٹر اور تقریباً بائیس فارسٹ گارڈ کام کر رہے ہیں۔

3۔ پھالیہ رینج:

اس رینج میں بھی ایک فارسٹ رینجر ۔ تین فارسٹر اور تقریباً بائیس فارسٹ گارڈ کام کر رہے ہیں۔

انفرادی کار کردگی:

ہر فارسٹر کے پاس تقریباً چھ یا سات فارسٹ گارڈ کام کرتے ہیں فارسٹ گارڈ کی ڈیوٹی میں جنگلات کی نگرانی ' شجر کاری ' نرسریوں کا کام اور جن رقبہ میں کٹائی کا کام ہو ' کروانا شامل

ہے۔ فارسٹر (بلاک آفیسر) ان کے معاون ہوتے ہیں جبکہ سب ڈویژن فارسٹ آفیسر یا رینج افسران ان کے کنٹرولر ہوتے ہیں۔

محکمہ کس کام میں مصروف ہے کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ڈفر سب ڈویژن میں کٹائیوں کا کام مکمل ہو چکا ہے اور ان رقبہ جات یا کمپارٹمنٹ میں دوبارہ شجرکاری کا کام شروع ہو چکا ہے۔ محکمہ کے اہل کار زمین کی تیاری پودے لگوائی و دیگر کام کلج اور ان کی نگرانی میں مصروف ہیں اور اسی طرح نرسریوں کے کاموں میں بھی اہلکار بہت مصروف ہیں۔

سڑکات پر خشک و بوڑھے درختان کی کٹائی کے لیے لسٹ بانٹے مرتب کی جا رہی ہیں اور ان درختان کی لسٹیں بھی تیار کی جا رہی ہیں جو ٹریفک میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں اور جن جنگلات بید جات یا سڑکات پر کوئی کام کلج نہیں وہاں اہل کاران کی نگرانی میں مصروف عمل ہیں۔ شجر کاری کے لیے سکیم گورنمنٹ کے پاس بھیجی جا چکی ہے۔ منظوری کے بعد اہل کار شجر کاری کروانے کے ذمہ دار ہیں۔ زرعی زمینوں پر شجر کاری کے سلسلہ میں کسانوں کی مدد کے لیے گجرات کے رینج آفیسر فارم انرجی کا دائرہ کار منڈی بہاؤالدین تک ہے۔

دربار حضرت داتا گنج بخش کمپلیکس کی تعمیر

*1393۔حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 1991-92ء اور 1992-93ء میں دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور کی ہر سال کتنی آمدنی ہوئی تھی اور اب 1993-94ء میں کتنی آمدنی ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دربار حضرت داتا گنج بخش کے احاطہ میں تعمیر ہونے والے کمپلیکس کی تعمیر روک دی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ):

(الف) دربار حضرت داتا گنج بخش کی ان سالوں کی سالانہ آمدنی حسب ذیل ہوئی:

(1	1991-92ء	3,47,20,169 روپے
(2	1992-93ء	4,18,90,422 روپے
(3	1993-94ء	4,52,62,660 روپے

(ب) یہ درست نہ ہے

متبادل اراضی کی فراہمی

*1397۔میاں معراج الدین، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے داتا دربار کو وسیع کرنے کا جو منصوبہ بنایا تھا اس میں دربار کے ساتھ اور اس کے سامنے کی پراپرٹی کو گرا کر وسیع کرنے کا منصوبہ تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مذکورہ منصوبہ کی تکمیل کے لیے دربار کے سامنے والی پراپرٹی کے کچھ حصہ کو ابھی تک نہیں گرایا جو اس سکیم میں شامل تھا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پراپرٹی کو گرا کر متاثرین کو متبادل اراضی دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ)،

(الف) اس حد تک درست ہے کہ داتا دربار کی توسیع کے منصوبہ میں کچھ پراپرٹی کا حصول اور گرایا جانا شامل تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے حکومت نے منظور شدہ سکیم کے مطابق حاصل کردہ پراپرٹی گرا دی ہے اور ڈیزائن کے مطابق کام زیر تکمیل ہے۔

(ج) جو پراپرٹی ترقیاتی منصوبہ کے لیے گرائی گئی اس کے متاثرین کو ان کے استحقاق کے مطابق متبادل زمین اور معاوضہ دیا جا چکا ہے۔

ٹیوب ویلوں کی مرمت

*1425۔ چودھری شاہد خلیل نور، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فارسٹ ڈویژن ضلع جھنگ کے سرکاری ٹیوب ویل عرصہ چھ سال سے ناکارہ ہیں اور بند پڑے ہیں۔ مگر ٹیوب ویل اپریٹر کو باقاعدہ تنخواہ دی جا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ بالا حقائق کے بارے میں مسٹر حبیب اللہ قمر ممبر پنجاب کونسل کی جانب سے ایک درخواست برائے تحقیقات دی گئی تھی۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹیوب ویلوں کو چالو کروانے یا ٹیوب ویل آپریٹر کو فارغ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات(چودھری محمد عبیر الدین خان):

(الف) یہ درست نہ ہے ۔جھنگ فارسٹ ڈویژن میں ۱۳ بجلی سے چلنے والے سرکاری ٹیوب ویل ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام جنگل	تعداد ٹیوب ویل
۱۔ چک نمبر ۱۷۸ ج ب پلانٹیشن	۵ عدد
۲۔ چک بہادر پلانٹیشن	۲ "
۳۔ چک جلال دین پلانٹیشن	۴ "
۴۔ سٹیلائٹ ٹاؤن نرسری	۱ "
کل تعداد	۱۳ عدد

ان میں سے ۹ عدد ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں اور ان کو چلانے کے لیے ۹ عدد مستقل ٹیوب ویل آپریٹر ہیں۔ جن میں سے ایک ٹیوب ویل آپریٹر بوجہ غیر حاضری نوکری سے برخاست کر دیا گیا ہے۔ اس طرح 8 ٹیوب ویل آپریٹر 9 عدد ٹیوب ویلوں کے لیے ہیں چک جلال دین پلانٹیشن کے 4 عدد ٹیوب ویل چالو حالت میں نہ ہیں ۔ کیونکہ ماہ مئی 1994ء میں بوجہ عدم ادائیگی بل بجلی محکمہ واپڈا نے ان کے کنکشن منقطع کر دیے تھے اب رقم برائے ادائیگی بل بجلی دستیاب ہے اور بقایا جات ادا کر کے کنکشن بحال کروائے جا رہے ہیں اور ان ٹیوب ویلوں کے چالو ہونے پر 4 عدد مزید ٹیوب ویل آپریٹروں کی ضرورت ہو گی علاوہ ازیں جھنگ فارسٹ ڈویژن میں مندرجہ ذیل جنگلوں میں ڈیزل انجن سے چلنے والے ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں۔

نام جنگل	تعداد ٹیوب ویل
۱۔ بیلہ مسن	4 عدد
2۔بیلہ چک سرکار چنیوٹ	۱ "
3۔بیلہ چک سرکار مگینی	۱ "
4۔ چک بہادر پلانٹیشن	۱ "
کل تعداد	7 "

ان ٹیوب ویلوں کو چلانے کے لیے ۴ عدد مستقل آئل انجن ڈرائیور تعینات ہیں اور بقایا تین ٹیوب ویلوں سے جب پانی لگانا مقصود ہوتا ہے تو عارضی طور پر آئل انجن ڈرائیور رکھ لیا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ٹیوب ویل آپریٹر مفت تنخواہ نہیں لے رہا سوال غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے ہمارے پاس حبیب اللہ قمر کی اس بارے میں کوئی درخواست نہ ہے

(ج) مندرجہ بالا جز ہائے کا جواب نفی میں ہے۔ علاوہ ازیں عرض ہے کہ ضلع جھنگ کے کسی منتخب ممبر یا شخص نے اس بارے میں کوئی شکایت نہیں کی۔

سابقہ کنزرویٹر شمیم احمد کے خلاف کارروائی

*1426۔ چودھری شاہد خلیل نور، کیا وزیر جنگلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کینال ونگ پنجاب کے سابقہ انچارج شمیم احمد کنزرویٹر نے 1990-91ء میں سرگودھا کینالز سے 1270000 روپے مالیت کی سیل ڈپوؤں سے لکڑی چوری فروخت کروائی۔ جو ثابت ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بالا کنزرویٹر نے کینال ونگ میں 1990-91ء میں ایک سال کے اندر کروڑوں روپے کے جعلی بل مسترول ووچر برائے ورکس ماتحت عملہ سے بنوائے تھے۔

*(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ کنزرویٹر کے خلاف کیا کارروائی کی گئی اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (چودھری محمد ظہیر الدین خان)۔

(الف) یہ وقوعہ جس کا ذکر معزز رکن پنجاب اسمبلی نے اپنے سوال کے جز الف میں کیا ہے۔ مالی سال 1990-91ء کا ہے جب نہروں کے کنارے درخت محکمہ آبپاشی و قوت برقی کے زیر انتظام تھے۔ اس محکمہ میں فارسٹری ونگ کا قیام مالی سال 1987-88ء میں عمل میں آیا جو درختوں کی دیکھ بھال کا ذمہ دار تھا میاں محمد شمیم ناظم جنگلات 13-06-1990 سے یکم جون 1991ء تک اس شعبہ کے سربراہ رہے۔ تاہم حاصل کردہ معلومات کے مطابق اس لکڑی چوری کے وقوعہ میں میاں محمد شمیم ناظم جنگلات کسی طور پر بھی ملوث نہ تھے۔

جہاں تک سیل ڈپو سے لکڑی کی چوری کا تعلق ہے ریکارڈ کے مطابق اصل صورت حال اس طرح ہے۔ محکمہ آبپاشی و قوت برقی میں فارسٹری ونگ کا قیام مالی سال 88-1987ء میں عمل میں آیا اور اس ونگ نے مالی سال 89-1988ء میں باقاعدہ کام شروع کیا مالی سال 89-1988ء کے دوران صوبہ بھر کی مختلف انہار کے کناروں پر خشک گرے پڑے درختوں کی کٹائی کا کام شروع ہوا جو کہ اس وقت کے سیکرٹری محکمہ آبپاشی و قوت برقی کے حکم کے تحت اپریل 1990ء میں بند کر دیا گیا۔ کٹائی شدہ لکڑی (عمارتی وبالن) کو مختلف سیل ڈپوؤں پر ذخیرہ کیا گیا تھا اور یہ سارا کام متعلقہ فارسٹ گارڈ اور فارسٹر صاحبان کی ذاتی نگرانی میں مکمل ہوا۔ کٹائی شدہ لکڑی(عمارتی و بالن) کی ڈپوؤں میں ترسیل کے بعد ان کی چیکنگ متعلقہ رینج آفیسر و ایس ڈی ایف او صاحبان نے کی دوران پڑتال سر گودھا کینال ڈویژن کی شاہ پور رینج میں قائم کردہ میانی سیل ڈپو میں 793 لاگ لکڑی عمارتی و 11975 مکسر فٹ بالن اصل مقدار سے کم پائے گئے۔ مندرجہ بالا لکڑی کی کمی کے انکشاف کے فوراً بعد میاں محمد شمیم ناظم جنگلات نے متعلقہ عملہ سے محکمانہ قواعد کے مطابق باز پرس کی اور اس سارے معاملہ کی باقاعدہ انکوائری کروائی۔ اس کے بعد ضروری محکمانہ کارروائی کے لیے کیس جناب سیکرٹری محکمہ انہار و برقی قوت کو بھیج دیا۔ جس نے محمد ظفراللہ ناظم جنگلات کو Authorised Officer لگایا جس نے ملک عباس علی ڈی ایف او کو انکوئری آفیسر مقرر کیا بعد ازاں یہ انکوائری مشتاق احمد ڈوگر ڈی ایف او فیصل آباد کو تفویض کر دی۔ مشتاق احمد ڈوگر نے یہ انکوائری اپریل 1994ء میں مکمل کر کے Authorised officer کو بھیج دی اُس پر حتمی فیصلہ ہونا باقی ہے۔ مکمل انکوائری رپورٹ جاری ہو چکی ہے جس کے مطابق اس لکڑی کی کمی کا ذمہ دار میانی سیل ڈپو کے انچارج فارسٹ گارڈ امیرمختار کو قرار دیا گیا ہے۔جب کہ فتح محمد فارسٹر اور غلام محمد فارسٹ رینجر متعلقہ کو نااہلی کا مرتکب قرار دیا گیا ہے انکوائری ہر حال میں مکمل طور پر آزادانہ ماحول اور قواعد و ضوابط کے مطابق کی گئی ہے اور اس سارے واقعہ میں میاں محمد شمیم اس وقت کے ناظم جنگلات کینال کے کسی طور پر ملوث ہونے کا کوئی شائبہ تک نہ ہے۔ اس لیے الزام درست نہ ہے معزز رکن پنجاب اسمبلی کی طرف سے اٹھائے گئے سوال کی جز(ب) کا جواب بھی نفی میں ہے۔

(ب) ریکارڈ کے مطابق اصل صورت حال یہ ہے کہ میاں محمد شمیم ناظم جنگلات نے فارسٹری ونگ

کا چارج 13-06-90 کو سنبھالا تھا اور وہ اس عہدہ پر یکم جون 1991ء تک فائز رہے یہ سارا وقت مالی سال 91-1990ء پر مشتمل ہے ۔ اس دوران صوبہ بھر کی انہار پر 2272 ایونیو میل (Avenue Mile) اور 1440 ایکڑ پر شجر کاری کی گئی ایک سروے کے مطابق کامیابی کا تناسب مجموعی طور پر 79 فی صد ہے متعلقہ عملہ نے بل/مسٹر رول شیڈول ریٹ کے مطابق بنا کر اکاؤنٹ میں چارج کیے اس سلسلہ میں مزید عرض ہے کہ بل /مسٹر رول فارسٹ گارڈ اور فارسٹر کام کے مطابق تیار کرتے ہیں اور رینج آفیسر ایس ڈی ایف او صاحبان کام کی موقع پر پڑتال کے بعد اپنے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ساتھ متعلقہ ڈی ایف او کو بھیجتے ہیں جو دفتر میں چیکنگ کے بعد ان کو منظور کرتا ہے اس کی ادائیگی رینج آفیسر /ایس ڈی ایف او صاحب انفارسٹ گارڈ /فارسٹر کی نشان دہی پر متعلقہ مزدور کو کرتا ہے۔

(ج) جیسا کہ سوال کے جزالف اور ب میں وضاحت کی گئی ہے کہ معزز رکن اسمبلی کی طرف سے اٹھائے گئے سوال میں میاں محمد شمیم کسی طور پر بھی ملوث نہ ہے اس لیے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ جو اہلکار ملوث ہیں ان کے خلاف انکوائری مکمل ہو چکی ہے ۔ محکمہ جاتی فیصلہ کے لیے قانون کے مطابق ضروری کارروائی کی جا رہی ہے جو کہ عنقریب مکمل ہو جائے گی ۔

مزارات و مساجد کو لیز پر دینا

★ 1454۔ سید محمد عارف حسین بخاری: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جون ۱۹۹۳ء سے کتنے مزارات و مساجد کو واگزار کیا یا لیز پر دیا گیا ہے ۔

(ب) جن مزارات و مساجد کو واگزار کیا گیا ہے انہیں کن اشخاص یا اداروں کے حوالے کیا گیا ہے اور ایسا کس اتھارٹی کے حکم سے ہوا ہے ۔

(ج) جن مزارات و مساجد کو لیز پر دیا گیا ہے انہیں کن شرائط پر کن اشخاص یا اداروں کو دیا گیا ہے؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ):

(الف) جون 1993ء سے اب تک ۱۳ مزارات اور ایک مسجد کو چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب کے حکم سے واگزار کیا گیا ہے ۔ ۵۰ مزارات کی متفرق آمدنی و نذرانہ جات کو مقامی حالات کے

پیش نظر لیز پر دیا گیا ہے۔

(ب) درج ذیل جن ۱۳ مزارات اور ایک مسجد کو واگزار کیا گیا ہے انہیں سابقہ متولی یا انتظامیہ کے حوالہ کیا گیا اور واگزاری کے احکام چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف، پنجاب کی طرف سے جاری ہوئے ہیں۔

1۔ دربار حضرت شاہ صدا اوکاڑہ کو واگزار کرنے کے بعد سابقہ متولی کو دیا گیا۔

2۔ دربار حضرت گلزار شاہ جھنڈے شاہ قصور کو واگزار کرنے کے بعد سابقہ متولی کو دیا گیا۔

3۔ حضرت سید نذیر حسین شاہ موضع مراکہ ضلع لاہور کو واگزار کرنے کے بعد سابقہ متولی کو دیا گیا۔

4۔ دربار خواجہ ولی، غازی روڈ لاہور کو واگزار کرنے کے بعد سابقہ متولی کو دیا گیا۔

5۔ جامع مسجد اکبری منڈی، لاہور کو واگزار کرنے کے بعد سابقہ انتظامیہ کے حوالے کی گئی ہے۔

6۔ دربار حضرت مبارک شاہ کاموکی ضلع گوجرانوالہ کو واگزار کرنے کے بعد سابقہ متولی کے حوالے کیا گیا۔

7۔ دربار حضرت پیر شاہ چک سخا گوجرانوالہ عدالتی حکم امتناعی کی وجہ سے قبضہ ہی نہ لیا جا سکتا تھا لہذا مزار سابقہ متولی کے پاس ہی رہا۔

8۔ دربار حضرت قطب علی شاہ سندھیانوالی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو واگزار کرنے کے بعد سابقہ متولی کو دیا گیا۔

9۔ دربار حضرت غلام رسول مخدوم برہان الدین دستگیر واقع موضع چنگڑانوالہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ کو واگزار کرنے کے بعد سابقہ متولی کو دیا گیا۔

10۔ دربار حضرت نانک شاہ تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کو واگزار کرنے کے بعد سابقہ متولی کے حوالے کیا گیا۔

11۔ دربار حضرت پیر فتح شاہ بخاری موضع حاجی غازی غربی ڈیرہ غازی خان کو واگزار کر کے سابقہ متولی کے حوالہ کیا گیا۔

12۔ دربار حضرت نور شاہ بخاری واقع موضع کوٹ چھٹہ ڈیرہ غازی خان واگزار کرنے

کے بعد سابقہ متولی کے حوالہ کیا گیا۔

13۔ دربار حضرت قطب علی شاہ چک نمبر ۸۲ ج ب نوبہ نیک سنگھ سے ملحقہ رقبہ واقع موضع ترنڈہ تحصیل و ضلع رحیم یار خاں واگزار کر کے سابقہ متولی کے سپرد کیا گیا۔

14۔ جامع مسجد غلہ منڈی صادق آباد کو انتظامیہ کمیٹی کے حوالہ کیا گیا۔

(ج) شرائط پر نشان "الف" لف ہیں۔ انہیں درج ذیل اشخاص یا اداروں کو لیز پر دیا گیا ہے۔

لاہور زون

نمبر شمار	نام دربار	نام ٹھیکیدار
1۔	دربار بابا سلامت علی' لاہور	محمد شفقت حسین شاہ
2۔	دربار پیر نصیر الدین' لاہور	اصغر علی ولد محمد حنیف
3۔	دربار شیر محمد چشتی' لاہور	سہیل بٹ ولد عبداللطیف بٹ
4۔	دوشدی پیر قمر علی شاہ' لاہور	محمد سعید ولد اللہ دین
5۔	دربار محمود شاہ' سانده لاہور	محمد اکرم ولد حشمت علی
6۔	دربار شہزاد پیر' لاہور	محمد اکرم ولد حشمت علی
7۔	پیر عدالت علی شاہ چوہنگ لاہور	محمد افضل ولد عبدالغنی
8۔	پیر کرم شاہ جی ٹی روڈ' لاہور	محمد الیاس ولد شیر محمد
9۔	دربار کریم شاہ جی ٹی روڈ' لاہور	رضوان اختر ولد عبداللطیف
10۔	دربار معصوم شاہ' شیخوپورہ	عبدالحمید ولد نظام دین
11۔	دربار ذکری شاہ' شیخوپورہ	حاجی محمد شریف اینڈ کمپنی
12۔	دربار سلیم شاہ فتح ٹھٹہ ننکانہ	سعد محمد بٹ ولد نظام دین
13۔	دربار بابا کلی نور دین ضلع شیخوپورہ	علی احمد ولد محمد شریف
14۔	دربار الف شاہ بخاری' شیخوپورہ	چودھری محمد حنیف ولد ولی محمد
15۔	دربار نذر دیوان' شیخوپورہ	ظفر اقبال ولد میاں رجادہ
16۔	دربار پنجہ شیر بکری شاہ کوٹ	شیخ عبدالغنی

17۔	دربار کمال چشتی قصور	چودھری احمد دین ولد شیر محمد
18۔	شیخ علم دین قصور	" " "
19۔	بابا مہر شاہ ولی ' اوکاڑہ	حافظ محمد لطیف ولد غلام سرور

فیصل آباد زون

20۔	دربار حضرت منھا معصوم سرگودھا	نظام دین ولد محمد عبداللہ
21۔	دربار حضرت حافظ محمد عظیم بن حافظ جی میانوالی	عطا محمد' غلام محمد و ممتاز ولد نور خان
22۔	حضرت چوہڑ شاہ چنیوٹ	اکبر خان ولد سید محمد نور
23۔	دربار سادھن جواں چنیوٹ	محمد عارف ولد نور محمد
24۔	دربار حضرت رتی رتا فیصل آباد	رانا صابر امین ولد رانا غلام مرتضیٰ
25۔	دربار توڑی شاہ فیصل آباد	چودھری محمد رمضان ولد فتح محمد
26۔	دربار نکے شاہ' فیصل آباد	رحمت علی ولد جان محمد
27۔	دربار قائم سائیں فیصل آباد	سردار عالم ولد نواب دین
28۔	دربار ٹوعلی سائیں فیصل آباد	حبیب اللہ ولد محمد اقبال
29۔	سید افضل شاہ فیصل آباد	رانا غلام حسین ولد معراج الدین
30۔	دربار حضرت ناھلی سائیں فیصل آباد	قربان علی ولد محمد اسماعیل
31۔	دربار طاہر شاہ فیصل آباد	سردار عالم ولد نواب دین
32۔	دربار بری سلطان فیصل آباد	رانا غلام حسین ولد معراج دین
33۔	دربار نتھو شاہ شیرازی	میاں منظور احمد ولد محمد عبداللہ
34۔	دربار میاں ماموں کانجن	میاں منظور احمد ولد محمد عبداللہ
35۔	دربار حضرت پیر بخاری شاہ	محمد صدیق ولد میاں احمد دین
36۔	دربار حضرت بادشاھاں خوشاب	فیض احمد ولد لال خاں
37۔	دربار حضرت پیر عبدالقادر جیلانی جھنگ	غلام شبیر ولد اللہ دتہ
38۔	دربار پیر بگا جھنگ	غلام حسین ولد امیر بخش

39۔	دربار حضرت غازی پیر شور کوٹ	ذوالفقار علی ولد اللہ دتا
40۔	دربار لدھن امام شاہ جیونہ	محمد قمر ولد شہادت
41۔	دربار سلطان شہید ٹلانوالہ جھنگ	محمد عارف ولد اللہ بخش
42۔	دربار تاج الدین اٹھارہ ہزاری	ملازم حسین ولد صالح محمد

ملتان زون

43۔	دربار حضرت خاکی شاہ موضع جانب ساہیوال	محمد وریام ولد صادق
44۔	دربار حضرت شاہ کمال چیچا وطنی ضلع ساہیوال	فیض محمد
45۔	دربار حضرت آکھنشاہ موضع دو گزھ دو گزی	مدد علی ولد امام علی

پاکپتن شریف

46۔	دربار حضرت فتح شاہ بخاری بوریوالہ	الطاف حسین ولد فضل دین
47۔	دربار حضرت عبدالوہاب بخاری دائرہ دین پناہ ڈی جی خان۔	حاجی حسن بخش ولد فضل علی
48۔	دربار حضرت گوڈرامام تحصیل میلسی ضلع وہاڑی	عبدالغفور
49۔	دربار حضرت بابا جال والا ملتان	شہباز بٹ

بہاولپور زون

50۔	دربار حضرت بابا غریب اللہ شاہ خیر پور نامے والی بہاول پور	محمد انور
51۔	دربار حضرت پیر ولی محمد سلطان رحیم یار خاں	لیاقت علی
52۔	دربار حضرت عطاء شاہ بخاری چشتیاں	فیض احمد ولد غلام محمد

گجرات زون

53۔	دربار حضرت سخی بہادر المعروف بالاپیر اٹک	کرامت حسین ولد شیخی خاں
54۔	دربار شیر شاہ حسن ابدال اٹک	سید احمد ولد علی احمد
55۔	چلہ گاہ حسن ابدال ضلع اٹک	۔ایضاً۔
56۔	دربار حضرت میاں ولی ٹھیکریاں اٹک	نسیم محمود ولد قدرت الٰہی

57۔	دربار عبداللہ شاہ بیابانی راولپنڈی	عنائت اللہ ولد فضل حق
58۔	دربار پیر نو گرہ، چکوال روڈ، راولپنڈی	ایاز مغل ولد اللہ دتا
59۔	دربار نذر دیوان لال کرتی راولپنڈی	ملک محبوب حسین ولد محمد خان
60۔	دربار بدھو شاہ تربت تحصیل مری	محمد اعظم ولد میاں خیر دین
61۔	دربار بابا گوہر شاہ پیر ودہائی راولپنڈی	محمد ایاز ولد اللہ دتا
62۔	دربار پیر بگاس تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی	عبدالکریم ولد اللہ دتا
63۔	دربار داؤد شاہ حقانی، راولپنڈی	اکبر خان ولد سید نور
64۔	دربار حضرت کلیانوالی ضلع چکوال	عبدالعزیز ولد نور خان
65۔	دربار حضرت کرم الٰہی المعروف کاوانوالی سرکار گجرات	سائیں انور حسین ولد رانجھے خان
66۔	دربار حضرت صابر حسین کڑیالہ تحصیل کھاریاں گجرات	محمد الیاس ولد شیر محمد
67۔	دربار بیٹھک زندہ پیر سواں کمپ راولپنڈی	محمد شریف اینڈ کمپنی
68۔	دربار عبداللہ شاہ چورہ شریف تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم	۔ایضاً۔
69۔	دربار پیر اصحابہ رسول نو گرہ چکوال	محبوب الٰہی ولد فضل الٰہی
70۔	دربار معصوم بادشاہ تحصیل و ضلع جہلم	محمد امین ولد محمد نذیر
71۔	دربار فتح علی شاہ ملک افغاناں تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ	وزیر خاں ولد حبیب اللہ
72۔	دربار کرم شاہ سکنہ بولا باجوہ ضلع نارروال	حاجی محمد شریف اینڈ کمپنی
73۔	دربار عاشق علی شاہ سکنہ پنڈ سونیکا ضلع جہلم	عمر حیات ولد مرزا خاں
74۔	دربار حضرت پیر احمد علی ضلع جہلم	راجہ عصمت نواز ولد راجہ فضل مہدی
75۔	دربار حضرت زندہ پیر، جہلم	سید سلیم رضا ولد عجائب علی

مختصر شرائط نیلام بابت ٹھیکہ جات کیش بکس و متفرق آمدن

1۔ نیلام میں حصہ لینے والے حضرات کو مبلغ ـــــ روپے بطور زر ضمانت جمع کروانا ہوں گے۔
2۔ باقیدار محکمہ اوقاف اور اس کا رشتہ دار نیلامی میں حصہ نہیں لے سکے گا۔
3۔ کامیاب بولی دہندہ کو کل زر ٹھیکہ موقع پر جمع کرانا ہو گا۔ اگر موقع پر رقم جمع نہ کرا سکا تو اس کی زر ضمانت ضبط ہو جائے گی اور دوسرے نمبر والے بولی دہندہ کو ٹھیکہ دے دیا جائے گا۔ اگر وہ بھی انکار کر دے تو نیلامی دوبارہ ہو گی۔
4۔ آکشنیر نیلام کو اختیار ہو گا کہ وہ وجہ بتائے بغیر بولی مسترد یا ملتوی کر دے۔ نیلام تابع منظوری آکشنیر مجاز ہوگا۔ نیز کامیاب بولی دہندہ کو اپنے شناختی کارڈ کی عکسی نقل محکمہ کو دینا ہو گی۔
5۔ نذرانہ جات متفرق میں اجناس ہر قسم' زندہ جانور ہمہ قسم' تیل دودھ نمک پسا ہوا شامل ہیں۔
6۔ کامیاب بولی دہندہ کو منظوری ٹھیکہ کے 7 یوم کے اندر پٹہ نامہ حق محکمہ اوقاف اپنے خرچ پر تحریر کرنا ہو گا۔
7۔ اخراجات بجلی معمول کی مرمت 'انتظام اذان' صفائی وغیرہ بذمہ ٹھیکہ دار ہو گی۔
8۔ مدت ٹھیکہ ایک سال از یکم جولائی تا 30 جون ہو گی۔
9۔ ٹھیکہ دار محکمہ کی اجازت کے بغیر دربار شریف کی کسی قسم کی تعمیر و مرمت کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اگر کوئی نئی عمارت تعمیر کرنا ہو گی تو اس کے لیے محکمہ سے باقاعدہ منظوری حاصل کر کے تعمیر کرے گا اور مابعد محکمہ سے کوئی کلیم کا حقدار نہ ہو گا۔ بعد اختتام مدت ٹھیکہ قبضہ متعلقہ منیجر کے سپرد کرے گا۔
10۔ ٹھیکیدار قبضہ کے وقت جو سامان وصول کرے گا اسے جوں کا توں بعد از اختتام مدت ٹھیکہ محکمہ کے سپرد کرے گا۔ توڑ پھوڑ اور کمی کی صورت میں ٹھیکیدار ذمہ دار ہو گا اور یہ سامان اسے پورا کرنا ہو گا۔
11۔ ٹھیکیدار زائرین کی خواہش کا ہر مناسب احترام کرے گا۔
12۔ ٹھیکیدار کو قبضہ دینے سے قبل ـــــــ رقم بطور زر ضمانت جمع کرانا ہو گی۔ جو کہ بعد از اختتام ٹھیکہ ٹھیکیدار کو واپس کر دی جائے گی۔

13۔ ٹھیکیدار جو اپنے کارندے بٹھائے گا ان کا نام پتا عکسی نقل شناختی کارڈ دفتر منیجر اوقاف میں جمع کرائے گا۔ اور باقاعدہ اپنے کارندوں کے نام منظور کرائے گا۔ ان کے علاوہ کوئی اور شخص بطور ٹھیکیدار یا کارندہ بیٹھنے کا مجاز نہ ہو گا۔

14۔ ٹھیکیدار نقدی سونا چاندی اور پارچہ جات لینے کا مجاز نہ ہو گا۔

15۔ ٹھیکیدار دربار شریف پر بیٹھ کر نہ پیری مریدی کرے گا اور نہ ہی تعویز گنڈا۔

16۔ ٹھیکیدار یا اس کے کارندے دربار شریف پر غیر شرعی حرکات اور نشہ آور اشیاء کا ہر گز استعمال نہیں کریں گے۔

ضلع حافظ آباد کے مزارات و مساجد کی تفصیل

*1455۔ سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں کتنے مزارات و مساجد محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں اور ان سے متعلقہ املاک کی تفصیل کیا ہے۔

(ب) مذکورہ املاک اور دیگر ذرائع سے محکمہ کو مالی سال 94-1993ء میں ہونے والی آمدن کی تفصیل کیا ہے اور اس عرصہ کے دوران مذکورہ مزارات و مساجد پر اخراجات کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ)،

(الف) ضلع حافظ آباد میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں لی گئی وقف املاک کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مزارات	7 (سات)
مساجد	1 (ایک)
وقف اراضیات	1478 ایکڑ

(ب) مذکورہ املاک و دیگر ذرائع سے محکمہ اوقاف کو مالی سال 94-1993ء کے دوران ہونے والی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آمدن

(1)	زرینہ	۴۳۶٬۰۸٬۰۰۰ روپے
(2)	کیش بکس	۱٬۰۹٬۵۴۶٬۰۰ روپے

(3)	متفرق	۱۴'۹۹۹.۰۰ روپے
	میزان:	۵'۶۰'۵۵۳ روپے
	خرچ	
(1)	تنخواہ و الاؤنسز عملہ	۸۴'۴۶۶.۰۰ روپے
(2)	خرچ بجلی	۹'۴۸۵.۰۰ روپے
(3)	ختم قرآن کریم	۱۱۰۰.۰۰ روپے
(4)	خرید صف	۶۷۵.۰۰ روپے
(5)	مرمت وغیرہ	۱۴'۰۱۳.۰۰ روپے
(6)	پنشن کنٹری بیوشن	۱۵'۰۰۰.۰۰ روپے
	میزان	۱۲۴'۷۳۴ روپے

جامع مسجد وہاڑی کی آمدن اور اخراجات

*1474۔میاں ثاقب خورشید: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جامع مسجد غلہ منڈی وہاڑی محکمہ اوقاف کی ملکیت ہے۔ اگر ایسا ہے تو متذکرہ مسجد کے جملہ اخراجات کا ذمہ دار کون ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عدم ادائیگی بل بجلی ماہ نومبر 1994ء میں محکمہ نے مسجد کا بجلی کا کنکشن کاٹ دیا تھا۔

(ج) اگر ج(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس طرح مسلم عبادت گاہوں کی بنیادی ضروریات کا خیال نہ رکھنے کی کیا وجوہات ہیں نیز مذکورہ مسجد کی آمدن کے حسابات کا ذمہ دار کون شخص ہے کیا اس کا سالانہ آڈٹ ہوتا ہے؟

وزیر اوقاف(چودھری محمد شاہنواز چیمہ):

(الف) یہ درست ہے کہ جامع مسجد غلہ منڈی وہاڑی اوقاف محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے اس کے اخراجات کا ذمہ دار محکمہ اوقاف ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) منیجر اوقاف بورے والا کی جانب سے ماہ نومبر بل بجلی ۱۱۹۰۰.۰۰ روپے ناظم حلقہ ملتان زون کو

موصول ہوا۔ اتھارٹی رقم ناظم حلقہ نے منیجر کو منتقل کی جنہوں نے مورخہ 06-12-94 کو ادائیگی کر دی اور کنکشن بحال کر دیا گیا۔ مسلم عبادت گاہوں مساجد / مزارات زیر تحویل محکمہ اوقاف کی بنیادی ضروریات پورا کرنے کا محکمہ اوقاف ذمہ دار ہے اور جو پوری کی جاتی ہیں۔ مسجد مذکورہ کی آمدن کا حساب منیجر متعلقہ /ناظم حلقہ ملتان زون رکھتے ہیں۔ سالانہ آڈٹ ہوتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حلقہ پی پی ۱۹۲ میں محکمہ اوقاف کے رقبہ کی تعداد

525۔ جناب محمود حیات خان، کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) میرے حلقہ پی پی ۱۹۲ تحصیل میلسی میں محکمہ اوقاف کا کتنا رقبہ ہے وہ کہاں کہاں واقع ہے اور کن لوگوں کے قبضہ میں ہے۔ لوگ کس حیثیت سے قابض ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میلسی بوائز کالج سے ملحقہ رقبہ پر ناجائز قابضین آباد ہیں۔ اگر ہاں تو ان کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہیں کی گئی؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ)۔

(الف) تحصیل میلسی میں محکمہ اوقاف (مسلم) کے زیر تحویل ۶۳ ایکڑ ۶ کنال ۱۲ مرلے زرعی اراضی مواضعات چک محمد شاہ، آرے پور، آرے وائیں۔ بھسل اور ملک وانی میں واقع ہے اور پٹہ پر دی ہوئی ہے۔ مزید تفصیلات درج ذیل ہیں۔

نام موضع	رقبہ ایکڑ	کنال	مرلے	نام پٹہ دار برائے سال ۹۴-۱۹۹۳ء
۱۔ وقف اراضی ملحقہ درس گاہ سرویہ اسلامیہ چک محمد شاہ میلسی	۴۲	۰	۰	عبدالرزاق ولد نذر محمد چک نمبر ۱۰ ڈبلیو پی، میلسی۔
۲۔ وقف اراضی آمدہ انڈیا حال موضع آرے پور میلسی	۱۶	۱	۵	بشیر احمد ولد جان محمد موضع آرے پور میلسی
۳) وقف اراضی آرے پور وائیں میلسی	۱	۲	۰	حشمت علی ولد رحمت اللہ موضع آرے وائیں تحصیل میلسی

۴) وقف اراضی موضع جھسل میلسی	۳	۱	۱۶	نذر محمد ولد محمد رمضان موضع جھسل میلسی۔
۵) وقف اراضی آمدہ انڈیا موضع ملک میلسی	۱	۱	۱۱	شوکت علی ولد رحمت علی موضع ملک وائیں میلسی۔
میزان	63	6	12	

(ب) بوائز کالج میلسی سے ملحقہ رقبہ مسلم اوقاف کے زیر تحویل نہ ہے

مساجد سے ملحقہ دو کانوں کے کرایہ داران کی تفصیلات

557۔ رانا محمد فاروق سعید خان: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مسجد تحصیل والی عید گاہ اور جامع مسجد فیصل آباد سے ملحقہ کتنی اراضی ہے اور اس پر کتنی دکانیں ہیں۔

(ب) متذکرہ اراضی پر قائم شدہ دکانیں کن افراد کو کتنی مالیت پر کتنے عرصے کے لیے کن شرائط پر کس کی سفارش اور کن اختیارات کے تحت کس مجاز اتھارٹی نے کرایہ پر دیں؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ)۔

(الف) ۱۔ مسجد تحصیل والی، ۲ کنال ۵ مرلے ۱۴۷ سرساہی، ۲۱ دو کانیں

۲۔ مسجد عید گاہ (ماڈل ٹاؤن) ۲۱ کنال ۱۷ مرلے ۴۴ دو کانیں

۳۔ جامع مسجد (کچہری بازار) ۵ کنال ۱۷ مرلے ۲۴۶ سرساہی ۵۴ دو کانیں

(ب) متذکرہ اراضی پر قائم شدہ دوکانیں جن افراد کو جتنی مالیت سے جتنے عرصہ کے لیے کرایہ پر دی گئی ہیں۔ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

قواعد اور شرائط کرایہ داری کے تحت دو سال کے عرصہ کے لیے کرایہ داری پر دی جاتی ہیں اور دو سال بعد مارکیٹ ریٹ کے مطابق کرایہ میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ کرایہ پر دینے کی سفارش ڈونل ناظم اوقاف کرتے ہیں جب کہ کرایہ پر دینے کے مجاز اتھارٹی ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب ہیں۔

سرگودھا سرکل کی پلانٹیشنوں میں درختوں کی فی ایکڑ کٹائی

۶۵۳۔چودھری شاہد خلیل نور: کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ سٹینڈرڈ درخت (موٹے) کٹائی شدہ مربع میں 16 تا 20 درخت فی ایکڑ

ہوتے ہیں اور کیا سرگودھا سرکل کی تمام پلانٹیشنوں میں ایسے درخت موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (چودھری محمد ظہیر الدین خان)۔

یہ بات درست نہ ہے کہ تمام جنگلوں کے تمام کٹائی شدہ کھیت ہائے میں تعداد سٹینڈرڈ 16 تا 20 ہوتی ہے۔ یہ تعداد سٹینڈرڈ ہائے مثالی رقبہ جات میں جہاں زمین، پانی اور دیگر سہولتیں بھی مثالی ہوں ہوتی ہے۔ جنگلات کے تمام رقبہ جات مثالی نہ ہیں اور تعداد سٹینڈرڈ ہائے آئندہ مینجمنٹ زمین کی ماہیت پانی کی دستیابی آئندہ لگائی جانے والی درختوں کی اقسام پر منحصر ہے کمزور فصل میں تعداد سٹینڈرڈ ہائے کم بھی ہو سکتی ہے اور بعض صورتوں میں کوئی سٹینڈرڈ بھی نہیں رکھا جا سکتا اس لیے یہ مثالی تعداد درختاں مختلف جنگلوں میں مختلف حالات میں مختلف ہوتی ہے اور یہ کہنا کہ سرگودھا سرکل کے تمام جنگلوں کے تمام کھیت ہائے میں مثالی تعداد موجود ہو گی درست نہ ہے۔

گملاجات کی خریداری

654۔چودھری شاہد خلیل نور، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر آباد فارسٹ ڈویژن میں 16 جون 1994ء کو نرسری کے لیے ۲۴ لاکھ روپے کا چیک کاٹا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 16 جون 1994ء تا ۳۰ جون 1994ء تک گملاجات کی خریداری بیجائی دو دفعہ ویڈنگ ہوئی۔ اور یہ مرحلہ صرف ۱۴ دن میں ہوا۔ جو نہ ممکن ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس امر کی تحقیقات کرانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جنگلات (چودھری محمد ظہیر الدین خان)۔

(الف) یہ بات درست نہ ہے 16 جون 1994ء کو جوہر آباد فارسٹ ڈویژن میں صرف دو چیک مالیتی ۲۹۵۳۵ روپے بہ تفصیل ذیل جاری ہوئے۔

چیک نمبر ۵۱۰۸۱۳ مورخہ 16-۶-۹۴ 20850 روپیہ (برائے تنصیب ٹیوب ویل نرسری)

چیک نمبر ۵۱۰۸۱۴ مورخہ 16-۶-۹۴ ۸۶۸ روپیہ (برائے کار ہائے بیڈ نرسری)

۲۴ لاکھ روپیہ کا کوئی چیک جاری نہیں ہوا۔ نرسری لگانے کے لیے ناظم جنگلات سرگودھا

سرکل نے بذریعہ چٹھی نمبری P&D/11-5-506-11 مورخہ 19 مئی 1994ء رقم الاٹ کی جس سے مندرجہ ذیل کام کروائے گئے

نمبر شمار	تفصیل کام	تخمینہ ہدف کام	موقع پر جتنا کام ہوا۔
1۔	بیڈ نرسری لگوائی	122 ایکڑ	122 ایکڑ
2۔	پودہ جات نرسری (نئے)	890000 عدد	1215000 عدد
3۔	نگہداشت بیڈ نرسری 93-1992	2-1 ایکڑ	2-1 ایکڑ
4۔	نگہداشت پودہ جات 93-1992	3,76,950 عدد	3,76,950 عدد

(پائنڈ)

مندرجہ بالا کار ہائے جولائی 1993ء تا جون 1994ء کے عرصہ میں مکمل ہونے اور ماہ جون 1994ء میں 298064 روپے کی ادائیگی کی گئی۔رقم تاخیر سے موصول ہونے کی وجہ سے خرچ میں سے بچت شدہ رقم سے 265000 پودہ جات ہدف سے زیادہ اگانے گئے نیز مندرجہ ذیل اضافی کار ہائے اسی رقم کی بچت سے مکمل کیے گئے۔

1۔ تنصیب ٹیوب ویل برائے نرسری خوشاب۔ مظفر گڑھ روڈ 25-26 کلومیٹر 22850 روپیہ

2۔ موٹر پنکھا موجودہ ٹیوب ویل چک نمبر 47-این بی نرسری 18705"

3۔ خرید زائد پولیتھین بیگ 685 کلو گرام 41100"

(ب) یہ درست نہ ہے۔جز الف میں دیئے گئے تمام کار ہائے نرسری ماہ جولائی 1993ء تا ماہ جون 1994ء تکمیل پذیر ہوئے۔ پودہ جات بہ ترتیب ذیل اگائے گئے۔

مہینہ	جولائی 1993ء	اگست	ستمبر	اکتوبر	اپریل 1994ء	مئی 1994ء	جون 1994ء	میزان
تعداد	62500	15000	10300	29600	24000	262500	39250	1215000 عدد

پودا جات

(ج) جز ہائے بالا کا جواب نفی میں ہے۔ تمام کام حسب ضابطہ تخمینہ سے نہایت کم خرچ پر تکمیل کرائے گئے ہیں۔ اس لیے کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے مزید یہ کہ متعلقہ ضلع کے کسی منتخب ممبر یا دوسرے شخص نے کسی کام کے خلاف ضابطہ ہونے کی شکایت نہ کی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

رکن کا ھاؤس سے باھر چلے جانے کے بارے میں چیئر کا حکم ماننے سے انکار

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی، سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب !

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب سپیکر ! آپ کی صدارت میں آج جو اس ایوان میں حالات پیدا ہوئے ہیں وہ پھر سے اس ہاؤس کی کارروائی کو وہاں لے جا رہے ہیں جس سے آپ بھی بچنا چاہتے ہیں اور اس ایوان کا ہر شریف رکن احتیاط کرنا چاہتا ہے اور بچنا چاہتا ہے۔ اتفاق سے میں عصر کی نماز کے لیے نیچے مسجد میں گیا تھا تو پیچھے ہاؤس میں ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی ۔واپس آ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا اور حالات سے آگاہی حاصل کی ۔ تو پتا چلا کہ جو علماء حضرات کے خلاف اسی ایوان کے ایک رکن وصی ظفر صاحب نے ریمارکس پاس کیے تھے ' ان کی تذلیل ہو کی تھی اس کے جواب میں اپوزیشن بنچوں سے انعام اللہ خان نیازی صاحب نے عین پارلیمانی آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کچھ باتیں کہیں جو حقیقت ہے ۔ جسے کوئی شخص نہیں ٹھکرا سکتا کہ ایک مولوی کے بغیر کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اسے کوئی غیر پارلیمانی نہیں کہہ سکتا۔ اسے کوئی گالی کے معنی میں نہیں کہہ سکتا ۔ اس کے جواب میں جو وصی ظفر صاحب نے ننگی گالی بلکہ میری تصحیح کر دی گئی ہے کہ گالیاں اس ہاؤس میں استعمال کی ہیں وہ ہم سب کے لیے شرمناک ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اسی ایوان میں گزشتہ اجلاس کے دوران اپوزیشن کے ممبر کے خلاف سپیکر نے یہ رولنگ دی تھی کہ آپ اجلاس سے باہر چلے جائیں اور وہ بلا چون وچرا اجلاس سے باہر چلے گئے تھے اور سپیکر کی رولنگ کے عین مطابق انہوں نے ہاؤس میں معذرت بھی کی تھی ۔آج جو منظر ہمارے سامنے آیا ہے وہ افسوس ناک ہے۔ ایک طرف یہ جماعت جمہوریت کی بالادستی کی بات کرتی ہے اور جمہوریت کے چیمپئن ہونے کا دعویٰ کرتی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میرے خیال میں آپ ذرا ---

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب والا ! حقیقت سے باتیں کر رہا ہوں۔ میں کسی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کسی individual کے act سے پارٹی کو as a whole ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میں اسی طرف آ رہا ہوں کہ سپیکر کرسی صدارت پر بیٹھے ہوئے ایک رولنگ دیتے ہیں اور جب سپیکر صاحب رولنگ دیتے ہیں تو ظاہر ہے کہ انہوں نے تمام حالات کا جائزہ لے کر رولنگ دی اور سارجنٹ ایٹ آرمز اپنے فرائض انجام دینے کے لیے سپیکر کے حکم کے تابع اس رکن کو ہاؤس سے باہر لے جانے کے لیے جس کے بارے میں سپیکر صاحب نے رولنگ دی آگے بڑھتے ہیں اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ وزراء کی ایک ٹیم سارجنٹ ایٹ آرمز کے سامنے آجاتی ہے اور اسے اپنے فرائض نبھانے سے روکتی ہے اور اسی طرح وزراء کی ایک ٹیم جناب سپیکر پر آ کر گھراؤ کرلیتی ہے اور سپیکر کیا کرتا جب گورنمنٹ کی ٹیم ' وزراء کی ٹیمیں سپیکر کا گھراؤ کر رہی ہیں اور سارجنٹ ایٹ آرمز کو اپنی ڈیوٹی سے روک رہی ہیں تو سپیکر صاحب مجبوراً اجلاس کو پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کر کے کرسی صدارت چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ جمہوریت نہیں ہے۔ ہم اس بات کا اصرار کرتے ہیں کہ جس طرح سابقہ اسی قسم کے ایک واقعہ میں جب ایک معزز رکن کو ہاؤس سے باہر جانے کے لیے کہا گیا اور وہ چلے گئے اور انہوں نے سپیکر کی رولنگ کے مطابق ایوان سے معافی بھی مانگی۔ آج بھی بعینہ وہی واقعہ ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جناب سپیکر! ہم اصرار کرتے ہیں کہ آپ کی رولنگ پر ہر طرح سے عمل کیا جائے اور وہ رکن جس نے اس ہاؤس کے اندر اتنی غلیظ زبان استعمال کی ہے وہ ہاؤس سے معافی مانگے تاکہ اس کارروائی کو ہم آگے چلنے دیں ورنہ یہ ممکن ہی نہیں۔ کل بھی جناب سپیکر رامے صاحب فرما رہے تھے کہ آپ کی ترجیحات آپ کے اختیار میں ہیں۔ جی ہاں! بالکل ہماری ترجیحات واضح ہیں ۔ قائد اعظم کی عظمت کا دفاع کرنا یہ ہماری ترجیحات میں سے ہے ۔ اس ایوان میں ادب آداب اور شرافت کو بحال رکھنا ہماری ترجیحات میں ہے ۔ اور ہم باقی ہر کارروائی کو چھوڑ سکتے ہیں اگر اس کارروائی کو اس طرح سے آگے چلانے کی کوشش کی گئی ۔ آپ سے میں استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس رکن کو باقی ماندہ ایام اجلاس میں شراکت سے روک دیں ۔ اور ہاؤس میں ان کو معذرت کرنے کا حکم صادر فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : لاء منسٹر صاحب ! جناب دریشک صاحب (کھوسہ صاحب) نے جو بات کی ہے اس کے جواب میں آپ نے کچھ فرمانا ہے ؟ Sorry (قطع کلامیاں)۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب سپیکر ! آپ میری توہین نہ کریں میں لوٹا نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ معاف کرنا ۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب اور دریشک صاحب چونکہ دونوں ایک ہی علاقہ سے ہیں اور میرے خیال میں' میں دونوں کو ہمیشہ اسمبلی میں دیکھتا رہا ہوں۔ آج وہ نہیں ہیں اور یہ آج بھی ہیں۔ جی وزیر قانون صاحب !

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر! ایوان کا تقدس اور احترام سب ارکان پر لازم ہے۔ کوئی رکن اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہو یا حکومت سے تعلق رکھتا ہو ایوان کے آداب سب کے لیے یکساں ہیں اور سپیکر کی رولنگ بہرحال اس ایوان کے اندر افضل ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی لحاظ سے سپیکر کی رولنگ پر ایوان کے اندر کوئی رکن تمیز کرے اور جہاں سپیکر کی رولنگ پر عمل کرنا اپوزیشن کے لیے لازم ہے وہاں حکومت کے لیے اس کی رولنگ پر عمل کرنا اسی انداز میں لازم ہے بلکہ حکومت پر' حکومتی اراکین پر یہ ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے کہ وہ اس ایوان کے تقدس اور احترام کو بحال رکھنے کے لیے سپیکر کی رولنگ پر عمل کریں اور جہاں کہیں کسی رکن اسمبلی کے دلائل 'علم' خواہش یا اس کی سوچ اور فکر کے مطابق اگر سپیکر کی رولنگ نہیں بھی ہے تو تب بھی اراکین اسمبلی پر لازم ہے کہ وہ اپنی سوچ' فکر' علم اور دلائل کو ایک طرف رکھ دیں اور سپیکر کی رولنگ پر عمل کریں۔ اسمبلی میں جو واقعہ رونما ہوا میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اسمبلی کے وقار اور احترام کے مطابق نہیں ہے۔ اسمبلی کے اندر گالی گلوچ کی قطعی طور پر حمایت نہیں کی جا سکتی۔ بہرحال آپ نے صورتحال کو مناسب طریقے سے' اچھے طریقے سے tackle کرتے ہوئے اپنی رولنگ پر عمل کروانے کے لیے جو بھی طریقہ اختیار کیا' میں بے شک ایوان میں موجود نہیں تھا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے ایوان کے تقدس اور احترام کو سامنے رکھا ہے' ملحوظ خاطر رکھا ہے اور اب چونکہ آپ نے جو رولنگ دی تھی اس پر عمل ہو چکا ہے۔ اس صورتحال میں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی آگے چلنی چاہیے ۔ البتہ جناب سپیکر ! اگر آپ کہیں محسوس کرتے ہیں کہ آپ کی رولنگ پر عمل کے سلسلے میں ابھی کوئی سلسلہ باقی ہے تو وہ آپ بہتر سمجھتے ہیں لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ سپیکر کی رولنگ افضل ہے اور سپیکر کی رولنگ کا احترام بھی کرنا چاہیے اور اس پر ہمیں عمل بھی کرنا چاہیے ۔ جہاں تک میرے نوٹس میں اس وقت تک بات آئی ہے آپ کی رولنگ پر عمل ہو چکا ہے۔ البتہ میں نے اپنا نقطہ نظر پیش کرنا تھا وہ میں نے پیش کیا ہے۔ آپ کی جس طرح رولنگ ہے اسی طرح آپ کی

observation کے لیے' اسے سننے کے لیے' اس پر عمل کے لیے ہم حاضر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! صدقے جاؤں میں تیری ادا پہ جناب لاء منسٹر اور ان کے بھول پن پر۔ اس واقعہ کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں تو یہ سمجھا تھا کہ گو یہ حرکت ٹریژری بنچز کے ایک رکن نے کی ہے مگر یقین جانیں یہ تمام ہاؤس کی بالعموم اور بالخصوص میں اپنی ذات کی حد تک بات کر رہا ہوں۔ شرم سے میں مر نہیں گیا' باقی کوئی کسر نہیں رہ گئی۔ جناب سپیکر! اتنے بڑے مسئلے کو' اتنی اہم بات کو محترم لاء منسٹر صاحب نے اتنی آسانی سے یہ بھی کہہ دیا کہ آپ کے حکم پر عملدرآمد بھی ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے معزز رکن نے دوران اجلاس' میں ابھی اس طرف نہیں آتا اور اس معزز رکن کو میں معزز اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں مجبور ہوں کہ ۲۴۸ اراکین جن کو پنجاب کے لوگوں نے' پنجاب کی ماؤں بہنوں نے اور اس کی اپنی ماں بہن نے اعتماد کا ووٹ دے کر بھیجا ہے کہ جاؤ پنجاب کی اسمبلی میں جا کر پنجاب کے عوام کا' پنجاب کے لوگوں کا' پنجاب کی ماؤں بہنوں کی جا کر تم نمائندگی کرو۔ اس رکن سے' مجھ سے یا کسی رکن سے بھی یہ حرکت ہو اور پہلے بھی ہم بڑا تماشا بن چکے ہیں اور اسی معزز رکن کی پولیٹیکل پارٹی کی مرکزی حکومت کی کیبنٹ نے ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا لاء بنانے کی یہ سفارش پیش کی کہ ہم اسمبلی کے اندر ہونے والے واقعات کے بارے میں ممبران کو ذمہ انتظامی کرنے کے لیے قانون بنانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! افسوس ہے کہ وہ law knowing ممبر' منتخب ممبر اپنی حکومتی جماعت کی کس طرح نمائندگی کر رہا ہے اور آج میں آپ سے یہ بھی استدعا کروں گا کہ آج کی اس شام کے اجلاس کی کارروائی کی ٹیپ بمعہ اس پروسیڈنگ کے' اس کی نقل محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو' صدر پاکستان کو بھیجی جائے کہ لاء پاس کرنے سے پہلے آپ اپنے اراکین اسمبلی کے آداب' ان کے اطوار اور ان کی حرکات کو ملاحظہ فرمائیں۔

جناب سپیکر! یہ اتنی چھوٹی بات نہیں کہ اس کو درگزر کر دیا جائے۔ ہم کوئی اس بات پر exploit نہیں کر رہے۔ اس طریقے سے ایوان آگے نہیں چل سکے گا۔ پھر ابھی میں نے تحریری طور پر بھی اس کے اوپر تحریک استحقاق پیش کی ہے اور ابھی آپ کو بھی میں یہ موقع دیتا ہوں۔ ممکن ہے کہ ہماری یہ بات سننے کے بعد' ہمارے پوائنٹ آف آرڈر سننے کے بعد آپ یہ سمجھیں یا ٹریژری بنچز

یہ سمجھیں کہ آپ کی رائے جو ہے وہ باعث تنقید ہے۔ چونکہ آپ کی ایک رولنگ آئی ہے ۔ اس کو کوئی شخص مانتا ہے یا نہیں مانتا۔ تو میں تو یہ بھی کہوں گا کہ بیشک آپ دو منٹ کے لیے ہاؤس کو مزید بریک کر دیں اور بڑے سپیکر صاحب کو لے آئیں تاکہ معاملہ اور بہتر طریقے سے سدھر سکے۔ کہیں وہ ممبر یا ٹریژری بنچز والے یہ نہ کہیں کہ یہ سپیکر چونکہ خود اسمبلی پر تھا اور اس کی اپنی رولنگ تھی اور اس کا defy ہوا ہے۔ اس لیے لاء منسٹر صاحب کو بیشک اس بات کی بھی آزادی ہے کہ سپیکر صاحب کو لے آئیں۔

جناب سپیکر! جس طرح لیڈر آف دی اپوزیشن صاحب نے ابھی فرمایا ہے۔ یہاں پر harsh بات ہوتی ہے۔ اسمبلی کے اندر کے معاملات کو constitution کی protection ہے ۔ لیکن کس بات کو؟ پروسیڈنگز کو ' احتجاج کو ' الفاظ کو ۔ اگر آج سپیکر کی پگڑی کو ' سپیکر کے گریبان کو اس طرح پھاڑا جائے گا تو کل ہم ممبران بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ یہ تو روزانہ احتجاج ہوتے ہیں۔ احتجاج اپنی جگہ پر ہر ممبر کو حق حاصل ہے کہ وہ احتجاج کرے لیکن احتجاج سے تجاوز کر کے اگر کوئی ممبر چاہے وہ اس طرف سے ہے یا اس طرف سے ہے کسی ممبر کی پگڑی یا اس کی ماں بہن یا گریبان تک کوئی ہاتھ جاتا ہے تو وہ پھر فوج داری کے مقدمے میں داخل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ وہیں پر وسیڈنگ کا حصہ نہیں ہو گا اور آج جس ڈھٹائی سے آپ کے حکم اور میں سمجھتا ہوں کہ اتنا prompt action اتنا democratic action ' اور یہ رولز میں اسی لیے باتیں کی گئی ہیں۔ سارجنٹ ایٹ آرمز کو اسی لیے تنخواہ دی جاتی ہے۔ اسی لیے رولز میں لکھا گیا ہے کہ کبھی میرے جیسا کوئی گستاخ ' بدتمیز رکن اسمبلی اگر بدتمیزی کرتا ہے ' لاء کی توہین کرتا ہے ' رولز کی توہین کرتا ہے ' سپیکر کی توہین کرتا ہے ' پروسیڈنگ کی توہین کرتا ہے ' تو اس کو سارجنٹ ایٹ آرمز باہر لے جائے۔ یہ رولز ویسے ہی نہیں بنے۔ یہ اسی لیے بنے ہیں کہ وصی ظفر جیسا پڑھا لکھا یا کوئی بھی رکن ایسا کرے تو وہ اسے باہر لے جائے۔ آج جس ڈھٹائی سے اور میں ٹریژری بنچز کو معذرت سے کہوں گا۔ مجھے افسوس ہے اگر آج لیڈر آف دی ہاؤس ہوتے تو اسے بتاتے کہ آپ کی کیبنٹ کے اراکین نے بھی وہ بھی 'معزز رکن ہیں ' اسے اس طریقے سے protection دی اور سپیکر کی رولنگ کی دھجیاں اڑائیں۔ اس کی منت کی جا سکتی تھی کہ رکن صاحب آپ باہر تشریف لے جائیں۔ اس سے پہلے حزب اختلاف کے ایک رکن خواجہ ریاض محمود صاحب کا اسی اسمبلی کا واقعہ ہے اور غالباً اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو جناب کی زیر صدارت ہی یہ واقعہ ہوا تھا۔ لیکن اس رکن اسمبلی نے آپ کے حکم کی 'سپیکر کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے

ایوان چھوڑ دیا تھا۔

جناب سپیکر ! اس معاملے کو ہم ایسے نہیں جانے دیں گے۔ یہ صرف ڈیمو کریٹک پروسیس کا سوال ہی نہیں ہے۔ ہماری عزتوں کا بھی سوال ہے۔ میں وائنڈ اپ کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں اب نماز کا وقت ہو رہا ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، آپ بریک کر دیں تو اس کے بعد ہم پھر بول لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ بات حزب اختلاف نے بھی کی ہے ۔ لاء منسٹر نے بھی اپنا موقف بیان کیا ہے۔ فاضل رکن بھی بیان کر رہے تھے۔ کیونکہ نماز مغرب کا وقت ہونے والا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کم از کم میرا مقصد یہ ہے کہ ہم ہاؤس کو چلانے کے لیے صبر سے ، تحمل سے ، برداشت سے کام لیں۔ اگر کوئی رکن کوئی ایسی بات کر جاتا ہے تو سپیکر کا فرض ہے کہ وہ قواعد و ضوابط کے مطابق عمل کرے۔ میرے سامنے ایک صورتحال پیدا ہوئی۔ میں نے قواعد و ضوابط کے مطابق اس پر عمل کیا۔ اگر ایک فاضل رکن نے اس میں کوتاہی کی تو یہاں پر یہ جو بات کی گئی ہے کہ میرے ارد گرد وزراء آ گئے۔ انھوں نے میرا گھیراؤ کیا۔ قطعاً انھوں نے مجھے کوئی ایسی بات نہیں کہی کہ جس سے رولز کی خلاف ورزی ہوتی ہو اور میں نے بھی جو سارجنٹ ایٹ آرمز کو کہا تھا۔ تو وزراء کا مقصد میرے خیال میں یہ قطعاً نہیں تھا کہ وہ اس حکم کے درمیان آنا چاہتے تھے۔ ان کا مقصد یہی تھا کہ فاضل رکن کو وہ بھی سمجھا رہے تھے کہ آپ باہر چلے جائیں۔ ایسی صورت حال پیدا نہ ہو۔

حزب اختلاف ، حزب اقتدار ، میں ایمان کی حد تک کہتا ہوں کہ ان میں چند ایک دوستوں کو چھوڑ کر باقی سب کے سب فروغ جمہوریت کے لیے اس کارروائی کو ، اس ہاؤس کو اچھے انداز سے چلانا چاہتے ہیں۔ یہ سب کی تمنا ہے۔ یہ سب کی دعائیں ہیں۔ لیکن اگر ایک فاضل رکن سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی ہے۔ میں نے اپنا فرض پورا ادا کیا ہے اور اس پر جس طرح لاءمنسٹر نے کہا ہے کہ عمل ہو رہا ہے۔ عمل ہوا۔

سید ظفر علی شاہ ، میں نے اس پر ابھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مطلب یہ ہے ۔ میری بات سنیں ۔ میں نے ان کو آج کی پروسیڈنگ کے لیے اس ہاؤس سے مطل کیا تھا۔ ان کا بیٹھنا میں نے آج کی پروسیڈنگ کے لیے مطل کیا تھا۔ آج کی پروسیڈنگ جاری ہے۔ وہ اس وقت یہاں پر حاضر نہیں ہیں۔ انھوں نے اس پر عمل شروع کر دیا ہے

اور اس لیے آپ بھی اس بات کو مان لیں۔۔۔

SYED ZAFAR ALI SHAH:- No Sorry for interruption.Sorry for interruption.

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف تو رکھیں۔ مقصد یہ ہے کہ اگر ہم کسی بات کو بھی ' کسی واقعہ کو بھی اس انداز میں شروع کر دیں کہ جس کی انتہا ہی نہ ہو اور بات بڑھتی چلی جائے تو وہ بھی اچھی بات نہیں ہے۔ تو میں آپ سے بھی یہی درخواست کروں گا کیونکہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف اس ہاؤس کے دونوں برابر کے حصے ہیں۔ ایک ہی گاڑی کے پہیے ہیں۔ دونوں سے یہ کارواں ' یہ ہاؤس چلتا بہتر نظر آتا ہے۔ اگر اپوزیشن نہ ہو اور صرف اقتدار والے ہوں تو میرے نزدیک وہ ہاؤس ' ہاؤس نہیں ہوتا۔ وہ کارروائی ' کارروائی نہیں ہوتی ۔ اس لیے آپ کا تعاون ' آپ کی شمولیت ہم ہر حالت میں چاہتے ہیں۔ اس لیے میرے خیال میں آج کی جو پروسیڈنگ ہے اس پر عمل ہو گیا ہے۔ عمل ہو رہا ہے اور ان کی رکنیت کو جو میں نے معطل کیا تھا کہ آج کے دن کے لیے آپ اس کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتے گو انہوں نے یہاں پر کچھ ایسی باتیں کیں جو قابل اعتراض تھیں' جن کا میں نے نوٹس لیا لیکن اب اس بات کو ہمیں مزید نہیں بڑھانا چاہیے ۔ اب چونکہ نماز کا وقت ہے۔ میں ہاؤس کو بیس منٹ کے لئے نماز مغرب کے لئے ملتوی کرتا ہوں

(ایوان کی کارروائی ۵ بجکر ۲۰ منٹ پر وقفہ برائے نماز مغرب بیس منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد 7.23 پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید ظفر علی شاہ ،پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا ' آپ کی اجازت سے پوائنٹ آف آرڈر پہ اس معزز ایوان کو اپنے خیالات بتانے اور جس پوائنٹ آف آرڈر پر میں اٹھا تھا۔ میں نے آپ کی اور معزز لاء منسٹر صاحب کی observation بھی سنی گو وہ آپ کا کوئی final decision نہیں ہے۔ وہ آپ کی اس رولنگ پر observation ہے جو 4 بج کر کچھ منٹ پر آپ نے دی تھی کہ معزز رکن وصی ظفر صاحب جنھوں نے ایک دوسرے معزز رکن کو اس ایوان کے اندر ننگی گالیاں دیں جو کہ ریکارڈ پر ہیں ۔ الیکٹرانک ریکارڈ پر بھی اور -----

وزیر برائے امور پرورش حیوانات (سردار محمد عارف نکئی)، پوائنٹ آف آرڈر ۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں سمجھتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ ، جی آپ انھیں بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سردار صاحب شاہ صاحب کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

سید ظفر علی شاہ ، تو جناب والا! میں جس بات کا ذکر کر رہا ہوں وہ الیکٹرانک ریکارڈ پر بھی اور ہمارے جو ترجمان ہیں جو ریکارڈ کو محفوظ رکھتے ہیں ان کے پاس بھی محفوظ ہے۔ اس اجلاس کا آخری لمحہ یہ تھا کہ وہ معزز رکن بار بار چیخ چیخ کر آپ کو یہ کہہ رہا تھا ' سپیکر کو یہ کہہ رہا تھا کہ سپیکر صاحب میں آپ کی رولنگ نہیں مانتا۔ میں باہر نہیں جاتا اور نہ صرف یہ کہ نہ اس نے رولنگ مانی نہ وہ اجلاس سے باہر گیا اور اس کے ساتھ سارجنٹ ایٹ آرمز نے بھی آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لیت و لعل کی ۔جس پر سپیکر اسمبلی نے مجبوراً اجلاس ملتوی کر دیا۔ جناب والا! میں ذکر کر رہا تھا اور روزانہ یہاں پر ذکر کرتے ہیں اور آج گھر میں مسئلہ آ گیا ہے---

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہ نواز چیمہ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں سنوں گا ۔ ان معزز وزراء کو ethic سمجھا دیں۔ ان کو رولز سمجھا دیں۔ ان کو سمجھا دیں کہ یہ موچی دروازے پر نہیں کھڑے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے ظفر علی شاہ صاحب کو floor دیا ہے کوئی بات نہیں۔ شاہ صاحب! آپ ذرا دو تین منٹ میں sum-up کیجیے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میری بات مکمل ہو گی تو sum-up ہو گی۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آج اس ایوان کا یہ ٹیسٹ ہے ۔ ممبران قومی اسمبلی اور ممبران صوبائی اسمبلی کی کار پر لکھا ہوتا ہے کہ ایم پی اے ' ایم این اے ۔ ہم روزانہ ریگل چوک کراس کرتے ہیں۔ ہم اشارے کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ایک مجبور سپاہی ہمیں روکتا ہے۔ چالان نہیں کر سکتا بلکہ ہمیں منت کر کے کہتا ہے اور سلوٹ بھی مارتا ہے کہ شاہ صاحب' خان صاحب' آپ ایم پی اے ہیں اور آپ نے اشارے کی خلاف ورزی کی ہے' آئندہ احتیاط کریں۔ لیکن ہم پھر بھی اپنی چودھراہٹ میں یہاں آ کر تحریک استحقاق پیش کر دیتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔جناب سپیکر! آج تمام ممبران کا ٹیسٹ ہے۔ آج ٹیسٹ ہے آئین کا۔ آج ٹیسٹ ہے لاء کا۔ آج ٹیسٹ ہے رولز کا اور آج ٹیسٹ ہے سپیکر کی رولنگ کا۔ جناب والا! کیا اس طریقے سے اس معزز ایوان کا استحاق مجروح نہیں ہوتا؟ اور اگر آج آپ روایت رکھنا چاہتے ہیں کہ نہیں ہوتا تو کل ایک اور ممبر' ایک اور ممبر کی ماں بہن کو ادھر ادھر کر کے چلا جائے گا۔ آپ رولنگ دے دیں گے' وہ کہے گا کہ میں نہیں مانتا' میں نہیں مانتا۔ جب آپ قانون بنائیں گے تو دیکھا جائے گا اور آپ کو مجبوراً اجلاس ملتوی کر کے جانا ہو گا جناب والا! آج کے واقعات کے دو حصے ہیں جو میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ ان دونوں حصوں میں ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مجروح نہیں ہوا قتل ہوا ہے۔ بری طرح زخمی ہوا ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جس حصے کے متعلق "from horse's mouth" رولنگ آ چکی ہے کہ ایک معزز رکن نے دوسرے معزز رکن کو گالیاں دی ہیں جس پر سپیکر صاحب کو prompt action لینا پڑا اور انھوں نے کہا کہ وصی ظفر صاحب نے گالی نکالی ہے اس لیے اجلاس سے باہر چلے جائیں' یہ ایک حصہ ہے۔ گالی دینے والا اور استحقاق مجروح کرنے والا ایک portion ہے۔ دوسرا portion وہ ہے کہ جب سپیکر صاحب جو کہ اس ہاؤس کے custodian ہیں وہ اپنی رولنگ دیتے ہیں اور اپنا حکم دیتے ہیں کہ آپ باہر جائیں۔ پھر اپنے حکم کو دہراتے ہیں کہ معزز رکن باہر چلا جائے' پھر دہراتے ہیں کہ باہر چلا جائے اور معزز رکن نہیں جاتا' وہ نہ صرف defy کرتا ہے بلکہ چیلنج کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نہیں مانتا' میں نہیں جاتا۔ سپیکر صاحب پھر سارجنٹ ایٹ آرمز کو repeat کرتے ہیں کہ آپ جائیں اور معزز ممبر کو ہاؤس سے نکالیں۔ سارجنٹ ایٹ آرمز سلوٹ مارتا ہے جو کہ ممبران کو نکالنے کا مہذب طریقہ ہے۔ وہ سلوٹ مارتا ہے۔ اس سلوٹ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ معزز رکن ہیں مجھے مجبور نہ کریں کہ میں اٹھا کر لے جاؤں اور آپ باہر تشریف لے جائیں لیکن پھر بھی وہ نہیں جاتے تو سارجنٹ ایٹ آرمز اپنی ذمہ داری نبھاتا ہے۔ لیکن وصی ظفر صاحب پھر بھی نہیں جاتے اور سارجنٹ ایٹ آرمز اپنی ذمہ داری نہیں نبھاتے اور سپیکر صاحب اجلاس ملتوی کر کے چلے جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ آج اس بات کا ٹیسٹ ہے اور آج ہم ڈیمانڈ کرتے ہیں۔ دو پورشن ہیں ایک انعام اللہ خان نیازی صاحب کی ذات کا مسئلہ ہے' ذات کے مسئلے پر ممکن ہے انعام اللہ خان نیازی بھی ان کو معاف کر دے' ذات کے مسئلے پر ممکن ہے منظور مولی صاحب نے بھی معاف کر دیا ہو۔ جس طرح مجھے آپ کی observation سے بھی یہ پتا چلا ہے۔ منظور مولی کی حیثیت سے آپ اس کو معاف کریں یا نہ

کریں لیکن مسئلہ ایوان کا ہے' مسئلہ سپیکر کا ہے۔ جناب سپیکر! اگر آج اس کا نوٹس نہ لیا گیا تو ہم لوگوں کو کیا جواب دیں گے؟ میں اس ٹریفک کے سپاہی کے آگے سے کیسے گزروں گا؟ خود وصی ظفر صاحب کی تحریک استحقاق ریکارڈ پر ہے کہ سی ڈی اے کا ایک کلرک اٹھ کر ان کو نہیں ملا یا اس نے فائل نہیں دکھائی تو وصی ظفر صاحب نے اس ہاؤس میں آ کر کہا کہ میرا استحقاق مجروح ہو گیا ہے اور آپ نے ان کی تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ اس معزز ایوان کا بھی استحقاق ہے' پارلیمانی استحقاق ہے اور اگر آج ہم اس طرح سے دھجیاں اڑاتے رہے اور اس کا نوٹس نہ لیا تو ایک غلط روایت قائم ہو جائے گی۔ میری آپ سے استدعا ہے اور دست بدستہ استدعا ہے اور اس میں نہ صرف آپ سے استدعا ہے میں اس معزز رکن سے بھی عرض کروں گا اگر وہ میری آواز سن رہے ہیں تو ان سے بھی میری یہ درخواست ہے' قائد ایوان' وزیر قانون سے بھی میری درخواست ہے کہ خدا را آپ ہماری اس معاملے میں مدد کریں۔ جناب سپیکر! اپنے اس اجلاس کو anti status quo پر لے جائیں اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ یہ اجلاس smoothly چلے ' اگر وہ چاہتے ہیں کہ ڈیمو کریٹک سسٹم صحیح طرح سے چلے تو محترم وصی ظفر صاحب کو دوبارہ سیٹ پر لائیں اور پھر آپ اپنی رولنگ کو repeat کریں اور ان کو کہیں کہ وہ رولنگ کو obey کرتے ہوئے اجلاس سے باہر چلے جائیں۔ جناب سپیکر! یہ بات اگر آج نہیں ہوتی ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کیا ہوگا؟ لیکن اپوزیشن پھر فیصلہ کرے گی' قائد حزب اختلاف فیصلہ کرے گا کہ کون لوگ ہیں جو جمہوریت کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں۔ کون لوگ ہیں جو آئین اور قانون کو اپنے گھر کی لونڈی سمجھتے ہیں۔ پھر ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور اس کا فیصلہ ہمارے قائد حزب اختلاف کریں گے ۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

وزیر برائے امور پرورش حیوانات (سردار محمد عارف نکئی): پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر! ابھی شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ وصی ظفر صاحب نے گالیاں دی ہیں ۔ کیا نیازی صاحب نے گالیاں نہیں دیں؟ (قطع کلامیاں) اب آپ میری بات سنیں اور بات سننے کا حوصلہ رکھیں اور اگر آپ نے گالی نہیں دی تو آپ قرآن پر حلف لے کر کہہ دیں کہ ہم نے گالی نہیں دی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دونوں نے گالیاں دی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ' آپ تشریف رکھیں۔ جب میں ہاؤس میں آیا تھا تو اس وقت بھی یہاں پر

قائم مقام قائد حزب اختلاف سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے اپنا موقف بیان کیا' وزیر قانون نے بھی اپنی بات کی' میں نے بھی اپنی بات کی' سید ظفر علی شاہ نے بھی اپنی نصف گفتگو کی' اب انہوں نے اپنی بات مکمل کی ہے۔ وزیر قانون صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس سلسلے میں کوئی اور بات کرنی ہے؟

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! میری اس سلسلے میں ایک تحریک بھی آئی ہے

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! ایوان میں جو واقعہ ہوا وہ افسوس ناک ہے۔ میں نے پہلے بھی اس پر اظہار خیال کیا تھا کہ گالی گلوچ ایوان کے احترام کا باعث نہیں ہے بلکہ ایوان کے وقار اور تقدس کو مجروح کرنے والی بات ہے اور اراکین اسمبلی کو ایوان کے اندر ایوان کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اس ایوان کے اندر گالی گلوچ نہیں ہونی چاہیے اور یہ جو بات کہی جا رہی ہے کہ اس صورت حال کا نوٹس لیا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس کا نوٹس لیا ہے۔ آپ نے مذکورہ رکن اسمبلی کے خلاف ایکشن لیتے ہوئے انہیں ایوان سے باہر جانے کے لیے کہا اور اس پر جو صورت حال پیدا ہوئی اس کے بارے میں نماز مغرب کے وقفے سے پہلے گفتگو ہوئی اور اس میں' میں نے وضاحت کی اور اس وقت تک میں ابھی فاضل رکن اسمبلی سے نہیں ملا تھا اور ایوان میں جس وقت یہ واقعہ ہوا تھا میں ایوان میں موجود نہیں تھا۔ لیکن اس وقت میں نے اپنے علم کے مطابق' صورت حال کے مطابق یہ دیکھتے ہوئے کہ جس رکن اسمبلی کو آپ نے ایوان سے باہر جانے کے لیے کہا تھا وہ ایوان کے اندر موجود نہیں ہیں اس حوالے سے میں نے یہ بات کی کہ آپ کی رولنگ پر عمل ہو چکا ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ فاضل رکن اسمبلی جب ایوان میں موجود نہیں ہیں تو آپ کے حکم کی تعمیل ہے۔ اس پر میں نے یہ بات کہی تھی کہ جناب سپیکر! آپ کی رولنگ افضل ہے' ایوان کے اندر کوئی دلیل کوئی سوچ کوئی فکر جو ہماری طرف سے پیش ہوتی ہے اگر آپ اسے مسترد کرتے ہیں' آپ اسے رد کرتے ہیں تو ہماری دلیل صحیح ہے یا غلط ہے لیکن بحیثیت سپیکر آپ کی رولنگ افضل ہے اور اس پر عمل ہونا چاہیے۔ اگر آپ کی ایسی observation ہے کہ جس کے مطابق آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کی رولنگ پر عمل نہیں ہو رہا تو اس صورت میں آپ کی رولنگ کے مطابق ہم مزید قدم اٹھانے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن جناب سپیکر جب آپ نے فرمایا کہ آپ کی رولنگ پر عمل ہو رہا ہے تو اب اتنی کارروائی جو اس دوران ہوئی ہے' اس ساری کارروائی کو ایک طرف کیسے رکھ دیا

جائے۔ اس ساری کارروائی کو ایک طرف رکھ کر یہ مطالبہ کرنا dictation کے مترادف ہے کہ سپیکر اپنی رولنگ بدلے اور ابھی سپیکر چیمبرز میں جب ہمارے درمیان گفتگو ہوئی' بے شک جناب سپیکر! یہ ایوان کے اندر گفتگو نہیں ہوئی لیکن مذکورہ رکن اسمبلی نے یہ بات کہی کہ وہ آپ کی رولنگ پر عمل کرتے ہوئے ایوان سے باہر ہیں' جب آپ نے انہیں ایوان سے باہر نکالا ہے ---

SYED ZAFAR ALI SHAH: point of objection

جناب ڈپٹی سپیکر : رولز میں objection کا کوئی پوائنٹ نہیں ہے' کوئی پرویژن نہیں ہے یا تو آپ پوائنٹ آف آرڈر کہیں---

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! یہ رولز کی بات کرتے ہیں کہ رولز کی supermacy ہونی چاہیے---

سید ظفر علی شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر کہیں تو میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ اگر آپ کہیں کہ point of objection تو پھر objection تو ہر وقت ہر لمحے ہر شخص کو ہو سکتا ہے---

سید ظفر علی شاہ : میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ اب آپ بات کریں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی حالانکہ جو میں بات کرنا چاہتا ہوں اس کا پوائنٹ آف آرڈر سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اس پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے صرف چونکہ آپ نے پوچھا ہے میں پہلے بھی ایک دفعہ آپ کو بتا چکا ہوں رول 172 میں اس کا ذکر ہے۔ کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر صرف رول اور آئین کے بارے میں ہے۔ point of objection اس لیے ہے' as word اس میں objection نہیں لکھا ہوا۔ میرا objection یہ ہے کہ میرے فاضل دوست ایک اور گفتگو کا ذکر کر رہے ہیں جس کا میں نے ذکر نہیں کیا' کیونکہ وہ privileged talk ہے اگر اس پر وہ بات کریں گے تو پھر میں بھی بات کروں گا کہ وہاں پر اندر کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا۔ میں نے تو اس بات کو touch نہیں کیا۔ وہ باہر پریس کانفرنس میں جا کر بات کر لیں ہم بھی کر لیں گے---

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، لیکن اگر انہوں نے اس کو touch کیا تو پھر میں بھی بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! جو بات ہمارے درمیان یا اپوزیشن کے درمیان ہوئی---

جناب ریاض حشمت جنجوعہ ، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! میرا نکتہ اعتراض قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے حوالے سے ہے ۔ محترم سید ظفر علی شاہ جن کا میں بے حد احترام کرتا ہوں، خصوصاً آمریت کے تاریک دور میں جب وہ جھنگ جیل میں میرے ساتھ نظر بند تھے اور ہم سازے چار ماہ تک جھنگ جیل کے ننگے فرش پر سوتے رہے۔ ان کی قانون دانی پر بھی مجھے کوئی شبہ نہیں ہے، انہیں قواعد انضباط کار پر بھی عبور حاصل ہے لیکن میں نے یہ مسلسل محسوس کیا ہے کہ قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی کی رو سے ان پر لازم ہے کہ جب سپیکر بات کر رہے ہوں تو انہیں فوراً اپنی نشست پر تشریف رکھنا چاہیے اور جب سپیکر بات کر رہے ہوں تو انہیں سپیکر کو interrupt نہیں کرنا چاہیے لیکن شاہ صاحب مسلسل سپیکر کو interrupt کرتے ہیں اور جب سپیکر صاحب بات کر رہے ہوں تو ....

SYED ZAFAR ALI SHAH: I am sorry for that.

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا نکتہ اعتراض جائز ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! جو بھی استحقاق کی بات ہمارے اور اپوزیشن اراکین کے درمیان ہوئی۔ میں اس کو نہ زیر بحث لا رہا ہوں اور نہ ہی میں اس کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ جس وقت میں آپ سے سپیکر چیمبر میں ملا ہوں اور وصی ظفر کو وہاں بلایا گیا میں صرف اس وقت کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے اپنی clarification کے لیے بھی اور آپ کی رولنگ کے حوالے سے بھی صورت حال واضح کرنے کے لیے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ اب چونکہ اجلاس دوبارہ شروع ہوا۔ سپیکر نے مجھے باہر نکالا تھا۔ اس لیے میں سپیکر کی رولنگ کے احترام میں ایوان کے اندر نہیں جا رہا۔ جو رولنگ آپ نے انہیں ایوان سے باہر نکالنے کے لیے دی۔ جناب والا! یہ ایسے واقعہ پر رولنگ تھی کہ اگر غیر پارلیمانی اور قابل اعتراض گفتگو کرنے پر خواجہ ریاض محمود جو کہ اپوزیشن کے رکن ہیں ، اگر انہیں ایوان سے باہر نکالا جا سکتا ہے تو آج اگر ایوان کے اندر حکومتی رکن نے ایسی قابل اعتراض گفتگو کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسی صورت حال پر یقیناً آپ کو نوٹس لینا چاہئیے تھا۔ جو آپ نے رولنگ دی حکومتی

اراکین میں سے کسی کو اس رولنگ پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے ماضی کی روایت کو دیکھتے ہوئے درست فیصلہ کیا۔ آپ نے ایک اچھی رولنگ اس ایوان کے وقار کے اضافے کے لیے دی اور مذکورہ رکن نے جب اس رولنگ پر عمل کر لیا۔ اب وہ باہر ہیں ایوان کے اندر وہ دوبارہ نہیں آسکتے۔ اگر وہ ایوان کے اندر آتے ہیں تو رولز کے مطابق جو آپ کی رولنگ ہے اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ آپ نے انہیں آج کے دن کے لیے اور آج کی sitting کے لیے ایوان سے باہر نکالا ہے۔ کسی صورت میں کسی dictation کے تحت، کسی رائے اور کسی دلیل کے تحت، میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ رولز ملاحظہ فرمائیں، جب سپیکر کسی رکن کو ایک sitting کے لیے باہر نکالتا ہے اس کے بعد وہ ایوان کے اندر نہیں آسکتا۔ اگر وہ ایوان کے اندر آتا ہے تو یہ سپیکر کی رولنگ کی خلاف ورزی ہے اور اگر وہ دوبارہ ایسے behave کرے۔ پھر سپیکر اس کو اس سے بھی لمبی سزا دے سکتا ہے۔ جناب سپیکر! آج کی sitting کے لیے کسی dictation کسی رائے کے تحت مذکورہ رکن اگر ادھر آئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایوان کے وقار کے خلاف ہے۔ یہ سپیکر کی رولنگ کے خلاف ہے۔ یہ سپیکر کی چیئر کے خلاف ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی رولنگ پر عمل ہو رہا ہے۔ ہمارے موقف پر اگر آپ مناسب سمجھیں تو ضرور observation دیں، آپ کی observation پر ہم عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اگر آپ کی رولنگ کی خلاف ورزی ہے تو آپ حکم دیں، آپ رولنگ دیں، جو آپ کی رولنگ ہو گی، جو آپ کا حکم ہو گا اس پر حکومتی بنچز عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ پارلیمانی نظام کے لیے ہم عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہم ایوانوں کا قتل نہیں چاہتے، ہم افہام و تفہیم چاہتے ہیں، ہم اس بات کو بڑھانا نہیں چاہتے۔ ہم کالی کلوچ کی فضا کو جمہوریت کا قتل سمجھتے ہیں اور ہمیں اس فضا کو ختم کرنا چاہیے۔ ہمیں پارلیمانی نظام کو آگے چلانے کے لیے business کو آگے لے کر چلنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، تابش الوری صاحب--- میرے خیال میں اب اس کے بعد پھر میں چودھری اقبال صاحب سے ہی کہوں گا۔ پہلے آپ بات کرلیں۔ اس پر اب زیادہ لمبی بحث اچھی نہیں ہے۔ جی--

سید تابش الوری: جناب والا! میں آپ کی توجہ قواعد و ضوابط کے قاعدہ نمبر ۱۷۶ کی طرف مبذول کرواتا ہوں۔ جس کے ذیل سیکشن (و) میں کہا گیا ہے کہ ایسے کوئی الفاظ کوئی ممبر زبان سے نہیں

نکالے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سا رول ہے؟

سید تابش الوری: رول نمبر 176۔

سید تابش الوری: اس میں کہا گیا ہے کہ "کوئی رکن تقریر کرتے ہوئے ایسے کوئی الفاظ زبان سے نہیں نکالے گا جو غدارانہ یا توہین آمیز یا غیر پارلیمانی ہوں یا نہ دل آزار کلمات ہی استعمال کرے گا"۔

جناب والا! قواعد و ضوابط بناتے وقت انہوں نے یہ تصور کیا تھا کہ گالی اور دشنام کا تو اراکین اسمبلی کے ساتھ کوئی تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے انہوں نے یہاں گالی یا دشنام کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ قواعد و ضوابط بنانے والوں نے دل آزار کلمے کو بھی' توہین آمیز لہجے کو بھی قاعدے کے خلاف قرار دیا ہے۔ چونکہ وہ تصور نہیں کر سکتے تھے کہ یہ ایوان اس سطح پر بھی آ سکتا ہے کہ یہاں کوئی رکن گالی یا دشنام پر اتر آئے۔ پھر میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر ۱۸۵ کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ جس میں نظم و ضبط کی برقراری کے لیے سپیکر کے اختیارات کا دائرہ تجویز کیا گیا ہے۔ اس کے نمبر ۲ میں کہا گیا ہے کہ وہ کسی رکن جس کا طرز عمل اس کی رائے میں حد درجہ خلاف ضابطہ ہو اسمبلی سے فوراً باہر نکل جانے کا حکم دینے کا مجاز ہوگا۔ اور کوئی رکن جس کو نکل جانے کا حکم دیا گیا ہو فی الفور ایسا کرے گا۔ اور اس دن کی نشست کے باقی ماندہ وقت کے لیے غیر حاضر رہے گا۔ پھر نمبر ۵ میں کہا گیا ہے کہ کوئی رکن جسے سپیکر نے اسمبلی سے باہر نکل جانے کا حکم دیا ہو' ایسا کرنے سے وہ انکار کر دے تو سارجنٹ ایٹ آرمز بذات خود یا ایسے دیگر افسران جو قواعد کے تحت مقرر کیے گئے ہوں کی مدد سے ایسے احکام بجا لائے گا جو اسے سپیکر کی جانب سے موصول ہوں۔ جناب والا! آپ نے ایوان کے تقدس کی حفاظت کے لیے' قواعد و ضوابط کی پابندی کے لیے اور پارلیمانی روایت کے احترام کو برقرار رکھنے کے لیے ایک رکن اسمبلی کو حکم دیا کہ وہ اجلاس سے نکل جائیں انہوں نے دو جرائم کا ارتکاب کیا۔ ایک تو قواعد کے خلاف زبان استعمال کی۔ اور ایک معزز رکن کو گالی دی۔ اور دوسرا جرم انہوں نے اسی قاعدے کے تحت یہ کیا کہ وہ فی الفور نہیں نکلے۔ انہوں نے سپیکر کا حکم ماننے سے انکار کیا بلکہ سپیکر کی اتھارٹی کو چیلنج کر کے بڑ بڑاتے رہے اور آپ کو سارجنٹ ایٹ آرمز کو حکم دینا پڑا۔ سارجنٹ ایٹ آرمز نے بھی آپ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ اس ایوان کے لیے ایک بڑا سنگین مسئلہ ہے۔ آپ نے اس ہاؤس کے تقدس کی خاطر ایک صحیح فیصلہ کیا ہے لیکن اس کو اپنے منطقی

انجام تک پہنچنا چاہیے۔ یاد رکھیے کہ سپیکر قومی اسمبلی نے بھی رولنگ دی تھی۔ جب اس کی رولنگ نہیں مانی گئی تھی تو انہوں نے انکار کر دیا تھا کہ جب تک میری رولنگ پر عمل درآمد نہیں ہو گا میں اجلاس کی صدارت نہیں کروں گا۔ یہ حالیہ واقعہ ہے جناب والا! آپ نے جو روایت قائم کی ہے اسے منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی اس رولنگ پر عمل درآمد کروائیں۔ جناب والا! آپ کی صدارت کے دوران وزراء کا آپ کے کان میں کانا پھوسی کرنا یہ بھی خلاف قاعدہ ہے، یہ بھی ایوان کی توہین ہے، یہ بھی روایت کے خلاف ہے۔ اس لیے میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ایک رکن کو اس بات کی اجازت نہ دی جائے کہ وہ پورے ہاؤس کا تقدس مجروح کرے۔ پورے پارلیمانی نظام کو رسوائی میں لے آئے اور خود اپنی ہی نہیں بلکہ اپنی پوری پارٹی کو رسوائی کا اشتہار بنا دے۔ سیاست دان اور اسمبلیاں پہلے ہی بدنام ہو چکی ہیں۔ آپ کے لیے وقت آ گیا ہے کہ اس معاملے میں ایک سخت اقدام کریں تاکہ اس کا کوئی ممبر اس ایوان کی آبرو سے نہ کھیل سکے اور کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ اس ایوان اور اس ایوان کی روایات کو تہہ و بالا کر سکے۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی رولنگ پر عمل درآمد کے لیے حکم دیں اور چونکہ انہوں نے آپ کی حکم عدولی کی ہے اس لیے انہیں باقی اجلاس کے لیے اسمبلی سے غیر حاضر رہنے کا حکم دیا جائے اور انہیں کہا جائے کہ وہ جب ایوان میں آئیں تو پہلے معافی مانگیں۔ جیسے خواجہ ریاض محمود نے یہاں آنے کے بعد معافی مانگی تھی۔ اس ہاؤس کے تقدس کو بحال کرنے کے لیے آپ کا فیصلہ ہمارے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے اسے منطقی انجام تک نہ پہنچایا تو یہ فیصلہ غیر مؤثر ہو گا، بے معنی ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی، شکریہ۔ چودھری محمد اقبال صاحب! ان کے بعد خواجہ ریاض صاحب۔ لیکن اب چودھری محمد اقبال صاحب۔

وزیر صنعت، ہر دو منٹ بعد ان کی بے عزتی کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزراء کرام سے میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے جب بولنا ہو تو کھڑے ہوں، سپیکر سے اجازت لیں۔ ایسے نہیں ہے کہ بیٹھے بیٹھے بات کر جائیں۔ یہاں سب ممبر برابر ہیں۔ وزیر بھی برابر ہیں، ممبر بھی برابر ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، حکومت کا موقف ہمیں معلوم ہو گیا۔ میں پہلے جناب سے اجازت لے کر کھڑا ہوا

ہوں۔ میں ان سے پہلے کھڑا ہوا ہوں۔ اگر کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

سردار سکندر حیات خان، جی' پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ہمیں حکومت کے موقف کا علم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار سکندر حیات خان صاحب! میں نے floor ان کو دے دیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، سردار صاحب کو بٹھا دیں۔ یہ کافی perturbed ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو فلور نہیں دے رہا۔ وہ بھی تو پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ میں آپ کو floor دوں گا لیکن پہلے ان کی بات سنوں گا۔

سردار سکندر حیات خان، آپ نے پہلے چودھری اقبال صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کیا کرتے ہیں؛ پھر کہتے ہیں کہ میں وزیروں اور ایڈوائزروں کو لتاڑتا ہوں۔ جی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں مختصراً عرض کرتا ہوں۔ میں جناب کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ ہمیں حکومت کے موقف کا علم ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے بھی ہمیں حکومت کے موقف کا علم تھا۔ یہ وہی حساب ہے' بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ یہ قومی اسمبلی کے سپیکر کے ساتھ بھی اس طرح کر چکے ہیں۔ یہ سینٹ کے چیئرمین کے ساتھ بھی اس طرح کر چکے ہیں اور آج صوبائی اسمبلی کے سپیکر کی اتھارٹی کو بھی یہ چیلنج کر رہے ہیں۔ میں اپنی طرف سے جناب کھوسہ صاحب کی اجازت سے اپنے تمام ممبران حزب اختلاف کی اجازت سے آپ کی خدمت میں یہ استدعا کر رہا ہوں کہ اگر آج اس بات کا نوٹس نہ لیا گیا' اگر آج آپ نے اپنی رولنگ پر عمل درآمد in letter and spirit نہ کرایا اور اس واقعے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد نہ کیا' میں مشروط بات کر رہا ہوں تو اپوزیشن آج کے اجلاس کا اور پورے سیشن کا بائیکاٹ کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ آپ دھمکی دے رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل اراکین کا in letter and spirit آپ کی رولنگ پر عمل درآمد کا مطالبہ کرنا ان کا حق ہے اور یقیناً in letter and spirit اس پر عمل ہونا چاہیے۔ لیکن جن قواعد کا

حوالہ دیا گیا ہے انھیں پڑھا گیا ہے' قاعدہ ۱۸۵ (۲) ذرا پڑھیے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ظفر علی شاہ صاحب! آپ سپیکر ہیں یا میں ہوں؟ میں نے آپ کے چار آدمی بولنے دیے ہیں۔ آپ مجھے dictate نہیں کرا سکتے۔ میں نے آپ کے تین چار آدمیوں کا موقف سنا ہے۔ وہ لاء منسٹر ہیں۔ اگر میں ان کی بات سنوں تو ایسی بات نہیں ہے۔ میں آپ کی بات بھی سنوں گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! اسی کے مطابق ایک پوائنٹ آف آرڈر کا میں جواب دے رہا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: یہ تو پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر کو جواب دینے دیجیے۔ مجھے کچھ پتا تو چلے کہ بات کیا ہے۔ جی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں پڑھتا ہوں۔

Rule 185 (2) He may direct any member whose conduct is in his opinion, grossly disorderly to withdraw immediately from the Assembly, and any member so ordered to withdraw shall do so forth with and shall absent himself during the remainder of the day's sitting. If any member is orderd to withdraw a second or subsequent time in the same session, the Speaker may direct the member to absent himself from the meetings of the Assembly for any period not longer than fifteen days and the member so directed shall absent himself accordingly

جناب سپیکر! تابش الوری صاحب نے فرمایا کہ فاضل رکن نے آپ کی رولنگ پر عمل نہیں کیا۔ اس لیے انھیں آئندہ مکمل سیشن کے لیے باہر کر دیا جائے اور ایوان سے انھیں معطل کیا جائے۔

(قطع کلامیاں)

میاں عمران مسعود، ہاؤس کا وقت ختم ہونے والا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ میں ہاؤس کا ٹائم بڑھا دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! مذکورہ رکن آپ کی رولنگ کے مطابق ایوان سے باہر ہے۔ آپ نے جب اسے ایوان سے باہر جانے کے لیے کہا اور اس کے بعد آپ نے سارجنٹ ایٹ آرمز کو بھی وہاں بھیجا اس وقت فاضل منسٹر صاحبان بھی اس رکن کے پاس گئے اور انھوں نے اسے کہا کہ آپ کو سپیکر کی رولنگ کے مطابق عمل کرنا پڑے گا آپ کو باہر جانا پڑے گا۔ in the meanwhile جناب سپیکر! آپ نے ہاؤس ملتوی کیا اور فاضل رکن ایوان سے باہر چلے گئے۔ اس کے بعد دوبارہ sitting شروع ہوئی۔ اس رکن نے آپ کی رولنگ پر عمل کرتے ہوئے اپنے آپ کو in letter and spirit ایوان سے باہر رکھا۔ ایوان کے اندر وہ موجود نہیں ہیں اور انھوں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دوبارہ ویسے behaviour کا کوئی ایسا مظاہرہ بھی نہیں کیا۔(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو وقت دوں گا۔ وہ وزیر قانون ہیں۔ وہ اس وقت لیڈر آف دی ہاؤس ہیں۔

وزیر قانون، فاضل رکن نے دوبارہ کوئی قابل اعتراض نہ گفتگو کی ہے' نہ کسی conduct کا مظاہرہ کیا ہے کہ اسے پورے سیشن کے لیے نکال دیا جائے۔ آپ نے رولنگ پورے سیشن کے لیے نہیں دی تھی۔ آپ نے آج کی sitting کے لیے رولنگ دی تھی۔ اور اس وقت فاضل اراکین احتجاج کر کے اسی رکن کی سزا میں اضافہ نہیں کر سکتے۔ سپیکر نے رولنگ دی۔ اگر سپیکر کی سزا کے بعد جب اس میں اضافے کا یہ مطالبہ کرتے ہیں تو یہ in letter and spirit عمل درآمد کا مطالبہ نہیں ہے۔ بلکہ سپیکر کے حوالے سے جب قومی اسمبلی کے سپیکر اور قومی اسمبلی کے معاملات اور وفاقی حکومت کا یہاپر تذکرہ کیا جاتا ہے تو یہ اس reference سے بات کرتے ہیں کہ پنجاب میں ماحول پرسکون ہے۔ پنجاب میں اگر سپیکر ایوان کی کارروائی مناسب طریقے سے چلانا چاہتے ہیں تو یہ references دے کر کس بات کی غمازی کرنا چاہتے ہیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو رولنگ دی اس پر in letter and spirit عمل ہو رہا ہے اور اس وقت ایک رولنگ آنے کے بعد جب تک مذکورہ رکن دوبارہ اسمبلی میں نہیں آتے اور کوئی ایسی غیر پارلیمانی قابل اعتراض کارروائی نہیں کی' ان کی سزا میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہی in letter and spirit کا مطالبہ ہے۔ یہی مقصد ہے۔ یہی مطلب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ (قطع کلامیاں) اب مجھ سے زیادہ کس کو پتا ہے؟ میرے سامنے ساری پروسیڈنگ ہوئی ہے یا تو میں غیر حاضر ہوتا۔ اب چودھری اقبال صاحب کو موقع دیں۔ میں ہاؤس کا ٹائم پندرہ منٹ کے لیے بڑھاتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! صرف ایک فقرہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب! آپ تو دس دفعہ بول چکے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں باہر جا رہا ہوں۔ صرف ایک فقرہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہہ دیں کہ جس وقت آپ نے رولنگ دی' اجلاس کو adjourn کیا محترم وصی ظفر صاحب اجلاس کے اندر تھے یا باہر تھے؟ That is all.

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر ! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بھی ٹائم دیا۔ بڑے ہی افسوس کے ساتھ میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ اگر اسی کو رولنگ implement ہونا کہتے ہیں کہ آپ کے سارجنٹ ایٹ آرمز اور پورا یہ معزز ایوان اور یہ یہاں پر سارے معزز دوست بیٹھے ہوئے ہیں یہ سارے اس بات کے گواہ ہیں کہ ایسے بازو نکال کر وصی ظفر صاحب نے کہا کہ جاؤ اپنے سپیکر کو جا کر بتا دو کہ میں ان کی رولنگ نہیں مانتا۔ یہ سارے ہاؤس نے سنا ہے۔ اگر اسی کو رولنگ implement ہونا کہتے ہیں تو پھر اس ہاؤس کا اللہ ہی حافظ ہے۔ میں صرف آپ سے اتنی ہی بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ میرے خیال میں غلام عباس صاحب کافی عرصہ سے بولنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جی غلام عباس صاحب!

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر ! آج کے اس مہذب ایوان میں جو گالی گلوچ کا واقعہ ہوا ہے یہ انتہائی قابل افسوس بات ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام اراکین اسمبلی کے لیے کسی بھی لحاظ سے نہ تو باعث عزت ہے اور نہ ہی باعث فخر ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر ، افضل سندھو صاحب آپ ابھی تشریف رکھیں میں نے آپ کے خیالات بھی

سنئے ہیں۔

جناب غلام عباس : جناب والا ! اس واقعہ کے اوپر آپ نے جو رولنگ دی ' وصی ظفر صاحب اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے احکامات پر عمل ہورہا ہے۔ (قطع کلامیاں) ہمیں آپ کی رولنگ کا احترام ہے۔ یہ آپ کے احکامات پر عمل کی بات ہے کہ وصی ظفر صاحب ہاؤس میں نہیں ہیں ۔ مگر جناب والا! ابھی فاضل ممبر چودھری اقبال صاحب نے اشارہ کیا ہے کہ وصی ظفر صاحب نے کہہ دکھا کے یہ کہا کہ میں نہیں مانتا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ پچھلے چار مہینے دو مہینے ' چھ مہینے ' ایک سال کی ٹیپ نکال لیجیے کہ اپوزیشن کے ممبران نے اس سے بڑھ کر سپیکر کے ساتھ کتنی بار گستاخی کی ہے' زیادتیاں کی ہیں اور کہا ہے کہ ہم آپ کی کوئی بات نہیں مانتے۔ آپ غلط کر رہے ہیں۔ آپ جانبدار ہیں۔ کئی بار ہوا۔ چونکہ ہاؤس میں یہ ایک وتیرہ بن چکا ہے اور اس کی جو روایت ہے وہ اپوزیشن نے ڈالی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ آج اس ہاؤس کے اندر ہمیں یہ بھی فیصلہ کرنا چاہیے' consensus کرناچاہیے کہ آئندہ نہ اپوزیشن کی طرف سے کوئی سپیکر کے ساتھ اس طریقے سے مخاطب ہو اور نہ حکومتی بنچوں کی طرف سے سپیکر کے ساتھ کوئی ایسے مخاطب ہو۔ اس کے اوپر ہمیں ایک consensus develop کرنا چاہیے ۔ اور جہاں تک یہ بات ہے کہ گالی نکالی ہے تو اس کا انتہائی دکھ ہے مگر جو بات ہمارے ہاؤس کے معزز رکن' بزرگ رکن جناب عارف نکئی صاحب نے فرمائی ہے کہ گالی انعام اللہ خان صاحب نے بھی نکالی ہے تو جناب ! اس کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرمائیے۔ اگر وصی ظفر صاحب نے گالی نکالی ہے تو اسے نکال دیا گیا ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا ہے۔ اگر گالی خان صاحب نے نکالی ہے تو ان کے خلاف بھی ایکشن لیں۔ ون وے ٹریفک نہ چلائی جائے۔ آپ کی بہت مہربانی ' بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ ! میرے خیال میں اس طرح پھر پندرہ منٹ بھی گزر جائیں گے ۔ اب میں صرف افضل سندھو صاحب کو سننا چاہتا ہوں کہ وہ اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں۔ اس کے بعد خواجہ صاحب اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

آوازیں : پہلے خواجہ صاحب کو سن لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی خواجہ صاحب ! آپ کو پہلا نمبر دے دیا ہے۔

خواجہ ریاض محمود : جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ یہاں تشریف فرما تھے اور ہم بھی یہاں تشریف

رکھتے تھے اور ہمارے بھائی یہاں تشریف رکھتے تھے۔ ہم کھلی آنکھوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور تماشا دیکھ رہے تھے کہ کس طرح جمہوری ادارے کے وقار کو تار تار کیا جا رہا ہے۔ میں لمبی چوڑی بات نہیں کروں گا۔ میں مختصراً عرض کروں گا کہ جس طرح پوری بات کرنے کے بعد وزیر قانون صاحب یہ بات کہہ رہے ہیں کہ وصی ظفر صاحب تو چلے گئے ہیں۔ وہ نہیں گئے۔ اجلاس کو برخاست کیا گیا اور وہ اس اجلاس کی برخاستگی کے ساتھ گئے ہیں۔ آپ کے حکم پر نہیں گئے۔ میں یہاں بیٹھا ہوا تھا جب آپ کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے سپیکر جناب حنیف رامے صاحب نے کہا کہ ٹیپ چلائی جائے۔ مجرم حاضر ہے۔ مجرم بیٹھا ہوا ہے۔ ٹیپ چلائی جائے۔ ٹیپ چلائی گئی۔ مجھے انہوں نے گنہگار ثابت کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو ہاؤس سے باہر نکالا جاتا ہے اور آپ ہاؤس کی بقیہ کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتے۔ ایک لمحہ بھی میں نے اس بات کو انا کا مسئلہ نہیں بنایا تھا۔ میرے جیسے مسافر تو آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس ادارے نے باوقار طور پر قیامت کی آخری رات تک قائم رہنا ہے۔ میں نے اپنی عزت کو کچھ نہ سمجھا۔ میں اس ادارے کی عزت کو بحال رکھتے ہوئے ایک لمحہ کے لیے بھی نہ رکا اور چلا گیا۔ دوسرے دن جب آیا تو پھر جناب رامے صاحب میری طرف دیکھتے رہے اور کہا کہ آپ یہاں اس وقت تک نہیں بیٹھ سکتے جب تک آپ پورے ہاؤس سے غیر مشروط طور پر معافی نہ مانگیں۔ میں اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا کہ خواجہ ریاض تیری اس ہاؤس کے تقدس کے مقابلے میں کوئی عزت نہیں ہے۔ یہ ہاؤس بچنا چاہیے۔ اس کی عزت بچنی چاہیے۔ میں نے اسی وقت جو انہوں نے فرمایا اس کی ادائیگی کر دی اور میں نے معذرت کر لی اور بس۔ اب جناب وزیر قانون صاحب جو بات کرتے ہیں اور جس طرح موز مزتے ہیں اور جس طرح میں سمجھتا ہوں کہ یہاں وزراء کرام نے اس کو پکڑا۔ جس طرح اس کا منہ چومتے رہے میں یہیں جگر کا شعر بولوں گا ----

کر کر کے منتیں تیری علالت بگاڑ دی
خدا اب ہم نے تم کو ستم گر بنا دیا

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی افضل سندھو صاحب!

جناب محمد افضل سندھو۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر کی کوئی بات نہیں ہے۔ اب تو ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔ میں نے ٹائم ایڈیشنل بڑھایا ہے۔ (قطع کلامیاں) جی امان اللہ بابر صاحب آپ بتائیں۔

جناب امان اللہ خان بابر: جناب والا! میرا آپ سے ایک ڈائریکٹ سوال ہے کہ اگر آپ کی رولنگ پر عملدرآمد ہو گیا تھا تو یہ پندرہ منٹ کا وقفہ کیوں کیا تھا؟ جناب والا! یہ جواب آپ نے دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کونسا وقفہ؟

جناب امان اللہ خان بابر: جناب والا! پہلے جو وقفہ کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا پہلے جو وقفہ کیا گیا تھا۔ ٹھیک ہے۔

جناب امان اللہ خان بابر: جناب والا! یہ آپ نے جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ! جی جناب افضل سندھو صاحب!

جناب محمد افضل سندھو: جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ دونوں طرف سے معزز اراکین نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ یقینی طور پر ایک جیسا ہے۔ اس ایوان میں یہ جو واقعہ پیش آیا ہے اس کی دونوں طرف سے کسی نے بھی ایسی بات نہیں کی کہ اس کو کسی طور پر قابل معافی سمجھا جائے۔ میں ذاتی طور پر بھی یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی یقینی طور پر طرف داری کی جا سکتی ہے نہ اسے قابل معافی قرار دیا جا سکتا ہے' جس کے لیے ہم سب کے سب دوست' ہم سب کے سب اراکین یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایک واقعہ ایسا رونما ہوا ہے جو ہمارے لیے باعث شرمندگی ہے۔ یہ جذبات اپوزیشن کی طرف سے بھی ہیں اور یہی جذبات حکومتی دوستوں کی طرف سے بھی ہیں۔ اس واقعہ سے متعلق لاء منسٹر صاحب نے اور ٹریژری بنچوں سے کسی شخص نے کسی قسم کا کوئی بہانہ یا جواز پیش نہیں کیا۔ کسی دوست نے کوئی کسی کی توجیح پیش نہیں کی۔ اس واقعہ کے متعلق جس طریقے سے بھی' جس انداز میں بھی بات ہوئی ہے وہ اسی انداز میں ہے۔ بعینہ سب اسے اسی طریقے سے محسوس کرتے ہیں۔ میں صرف بڑے مختصر الفاظ میں ایک قانونی نکتہ کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جس سے میرا خیال ہے کہ میں اسے دو منٹ سے پہلے ہی ختم کردوں گا۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ رول ۱۸۵ کا جو پیرا نمبر ۲ ہے وہ بڑا واضح ہے کہ سپیکر کسی ممبر کو اس کے غلط رویے کی بنیاد پر سزا دے سکتا ہے اور وہ سزا بڑی واضح ہے کہ وہ پہلی دفعہ صرف ایک دن کے لیے ہو سکتی ہے۔ ایک یہ بات بڑی واضح ہے جو کہ کوئی بھی چاہے ایک دفعہ اس

کو پڑھے' چاہے سو دفعہ اس کو پڑھے' اس میں کسی قسم کی کوئی اور توجیح نہیں نکل سکتی ہے۔ اب آپ نے ایک سزا دے دی ہے۔ اس میں تنازع اس بات کا ہے کہ اس کے اوپر عمل ہوا ہے یا نہیں ہوا؟ اس کی بڑی سیدھی سی ایک بات یہ ہے کہ اس کے اوپر ایسے جیسے آپ کا حکم تھا' عمل نہیں ہوا۔ لیکن جہاں تک اس کے عملدرآمد کی بات ہے تو اس فیصلے پر متواتر عمل ہو رہا ہے اور معزز رکن اس وقت بھی ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ اس کے اوپر عملدرآمد ہو رہا ہے اور یہ دوستو کے علم میں ہے۔ اس کے بعد جو بات میں آپ کی خدمت میں اور ہاؤس کی خدمت میں پیش کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ جو اس وقت عمل ہو رہا ہے' فاضل ممبر کے ہاؤس میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے میری بڑی عاجزانہ رائے یہ ہے کہ عمل ہو رہا ہے۔

جناب والا! اگر آپ میرے فاضل دوست ظفر علی شاہ صاحب کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے' انھوں نے آپ کو جو ایک لائحہ عمل دیا ہے' اگر آپ فاضل ممبر کو اندر طلب کریں گے تو ان کے اندر آنے کے بعد آپ کے حکم کے بعد' آپ ۱۸۵ (۲) کے مطابق اس ممبر کے خلاف کسی قسم کا کوئی دوسرا حکم نہیں دے سکتے۔ by implication you are stopped by that ۔ آپ اگر فاضل ممبر کو بلائیں گے۔ اگر فاضل ممبر خود اندر آتا ہے۔ تو آپ اس کو دوبارہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کو باہر لے جاؤ۔ لیکن اگر آپ اپنے حکم سے اس کو بلائیں گے۔ تو آپ اپنے حکم کو واپس لے چکے ہیں جس سے آپ نے اس کو باہر بھیجا ہے اور آپ دوبارہ ۱۸۵ کے تابع اس کو سزا نہیں دے سکتے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب by implication جس طریقے سے اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور جہاں تک واقعہ کا تعلق ہے تو اس میں ہم سب بھائی برابر کے شریک ہیں۔ ہمارے جذبات ایک جیسے ہیں۔ اگر جیسا کہ الفاظ استعمال کئے جا رہے ہیں کہ جمہوریت کی خاطر' اس ہاؤس کے تقدس کی خاطر' اس کو چلانے کی خاطر' تو پھر میری آخر میں یہ التجاء ہو گی کہ اس پر by implication عملدرآمد ہو رہا ہے اور اس بحث کو اب ہمیں ختم کرنا چاہیے۔ مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میں اب اس پر رولنگ دیتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر ----

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ذوالفقار علی کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! اگر پہلے نام بڑھا دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں۔ ٹائم ہم دس منٹ بڑھا دیتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! آپ نے ٹریژری بنچز سے وزیر قانون کو بھی بلاتمیز وقت دیا۔ ان کے دوسرے وزراء کی بھی آپ نے رائے لی ہے اور آپ کا شکریہ کہ آپ نے ہمارے ساتھیوں کو بھی ٹائم دیا ہے۔ ایک بات پر consensus ہے کہ گالی گلوچ وہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ وصی ظفر صاحب نے دی ہے۔ اس پر وزیر قانون نے بھی اعتراف کیا اور جناب افضل سندھو صاحب نے بھی اعتراف کیا ہے۔ اب فرق رہ گیا کہ وزیر قانون صاحب بھی اور افضل سندھو صاحب بھی فرما رہے ہیں کہ آپ کی رولنگ پر عمل ہو چکا ہے۔ اس کی بڑی سادی سی دلیل آپ کے سامنے سید ظفر علی شاہ صاحب نے پیش کر دی ہے۔ آپ نے ان کو آپ کی رولنگ کے بعد اور سارجنٹ ایٹ آرمز کو وہاں بھیجنے کے بعد دیکھا کہ وہ ہاؤس کو چھوڑ کر چلے گئے تھے یا آپ نے ہاؤس adjourn کیا اور پھر سارے کے سارے ممبران ہاؤس سے باہر گئے ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ جی وہ اس وقت ہاؤس میں نہیں ہیں۔ لہٰذا آپ کی رولنگ پر by implication عمل ہو رہا ہے۔

جناب والا! اس وقت تو میرے خیال میں ٹریژری بنچز کے بائیس یا پچیس آدمی بیٹھے ہیں۔ باقی سارے گئے ہوئے ہیں۔ تو آپ نے ساروں کو تو نہیں ہاؤس سے بھگا دیا۔ وہ تو ویسے ہی اکثر غیر حاضر رہتے ہیں۔ آتے ہیں شوشہ چھوڑ جاتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ آپ یہ ان کا عمل دیکھ لیں اور پھر ہمیں یہ کہنا۔ ہمارے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ریکارڈ چلا کر دیکھ لیں۔ ہم سپیکر کا حکم نہیں مانتے۔ سپیکر کی ہدایات نہیں مانتے۔ ایک مثال دے دیں کہ سپیکر نے رولنگ دی ہو اور اپوزیشن کے بنچز کے کسی ممبر نے اس رولنگ سے انکار کیا ہو۔ ہم احتجاج کریں تو یہ ہمارا جمہوری حق ہے۔ یہ بھی اپوزیشن میں بیٹھے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ کل بھی انھیں اپوزیشن میں بیٹھنا پڑے۔ آپ کے سامنے زندہ مثال ہے کہ خواجہ ریاض محمود صاحب نے سپیکر کی رولنگ کا جو بتایا ہے۔

جناب سپیکر! اب ہم اس بحث میں کیوں الجھ رہے ہیں؟ ایک وزیر نے وہاں سے خود مان لیا کہ اس وقت عمل نہیں ہوا۔ تو پھر اب بحث کیا ہے؟ اب اگر وہ ہاؤس سے غیر حاضر ہیں۔ تو ٹھیک ہے وہ ہاؤس سے غیر حاضر ہیں۔ لیکن آپ کی رولنگ کے وقت اس نے ہاؤس کو نہیں چھوڑا اور آپ کی رولنگ کو defy کیا۔ بات یہاں ختم ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ میں اب اپنی رولنگ دیتا ہوں۔ میری رولنگ اس بارے میں یہ ہے کہ

جس طرح دونوں طرف سے اظہار خیال کیا گیا ہے۔ میں بھی یہاں موجود تھا۔ جیسا کہ میں نے رولنگ دیتے وقت کہا تھا کہ میں نے ان کی گالیاں خود سنیں۔ لیکن نیازی صاحب کی گالی میں نے نہیں سنی۔ اگر میں نے ان کی گالی سنی ہوتی تو میں لازماً ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتا جو میں نے ان کے ساتھ کیا۔ بات یہ ہے کہ ظفر علی شاہ صاحب نے مجھے جاتے ہوئے یہ کہا۔ اب وہ آ گئے ہیں کہ بھئی آپ حلف پر اور قرآن سر پر رکھ کر بات کریں اور کہہ دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب میں اس کرسی پر بیٹھ کر بات کرتا ہوں تو میں ہر وقت سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف میرے سر پر ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہر وقت میں یہی سمجھتا ہوں۔ لہٰذا سپیکر کو یہ بات کہنا کہ آپ قسماً، حلفاً یا اس طرح بات کریں۔ تو میرے خیال میں یہ بات بھی وقار کے خلاف ہے۔ سپیکر کے عہدے کے خلاف ہے۔

سید ظفر علی شاہ: میں withdraw کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دوسری بات۔ اب میں نے prompt action لیا۔ جو کہ رول نمبر ۱۸۵ مجھے اجازت دیتا ہے، جو میری competency تھی، جو میرے اختیارات تھے، میں نے ان سے تجاوز نہیں کیا۔ انہی اختیارات کے اندر رہتے ہوئے میں نے ان کو فوراً یہی کہا کہ وہ آج کے سیشن سے ہاؤس سے چلے جائیں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ انھوں نے اس بات پر عمل نہیں کیا۔ جب انھوں نے resist کیا تو اگلا لمحہ جو میرے لیے تھا وہ سارجنٹ ایٹ آرمز کا تھا۔ میں نے وہ ان کی طرف بھیجا۔ تو انھوں نے اس پر بھی عمل نہیں کیا۔ اس حد تک میری رولنگ پر عمل نہیں ہوا۔ اس کے بعد جب صورتحال میں نے دیکھی کہ ممبر بضد ہے تو خدانخواستہ کوئی اور ناگوار حادثہ پیش نہ آ جائے۔ تو میں نے ہاؤس کو adjourn کر دیا۔ اس کے بعد جب ہم یہاں دوبارہ meet کرنے آئے ہیں تو وہاں پر طے ہو گیا۔ اس نے میرے سامنے تسلیم کر لیا۔ میں یہ آپ کو بالکل حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ میں آپ کی رولنگ پر عمل کرتا ہوں۔ ہاؤس کے اندر نہیں جاؤں گا۔

سید ظفر علی شاہ: آپ کو سڑک پر باہر کہا

معزز ممبران حزب اقتدار: یہ بولنے سے باز نہیں آتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سن لیں ناں۔ لہٰذا جب میں واپس یہاں آیا تو واقعی وہ ہاؤس کے اندر نہیں آئے۔ لا منسٹر نے حکومت کی طرف سے کہا کہ اس پر عمل ہو گیا ہے۔ میں نے اپنی

observation میں یہی کہا کہ عمل ہو گیا ہے اور ہو رہا ہے ۔ کیونکہ شام تک یہ اجلاس چلنا تھا۔ اگر کسی لمحے وہ آ جاتے تو میری یہ بات کہنا کہ عمل ہو گیا ہے وہ غلط ثابت ہوتی۔ اس لیے میں نے کہا تھا کہ میری رولنگ پر عمل ہو رہا ہے۔ لہٰذا آپ بھی سمجھتے ہیں۔ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں۔ وصی ظفر صاحب کو سمجھتے ہیں۔ ان کی عادات کو سمجھتے ہیں۔ ان کی خصلت کو سمجھتے ہیں۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں۔ لہٰذا سپیکر کو فراخدلی کا بھی مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ تو میری رولنگ پر عمل ہو رہا ہے۔ اب آپ اس بات پر نہ جائیں۔ حکومت سنٹر پر عمل نہیں کر رہی' وہاں عمل نہیں کر رہی۔ میرے خیال میں حکومت کی طرف سے سپیکر پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ہے۔ وہ اپنی آزاد مرضی سے فیصلہ کرتا ہے اور اس فیصلے پر عمل بھی ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو میری رولنگ یہی ہے کہ میں نے جو آج رولنگ دی تھی' جو ناخوشگوار واقعہ ہوا ہے اس پر عمل ہو رہا ہے اور وہ عمل آپ کے سامنے ہے۔ اب میں ہاؤس کو کل 3-00 بجے تک کے لیے adjourn کرتا ہوں۔

(ہاؤس کی کارروائی مورخہ 11۔ جنوری 1995ء تین بجے تک کے لیے ملتوی ہوئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا سولھواں اجلاس)

بدھ' 11 - جنوری 1995ء

(چہار شنبہ' 9- شعبان المعظم' 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَمَا كَانَ النَّاسُ
إِلَّا أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ
رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٩﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ إِنَّمَا
الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ إِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٢٠﴾
وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ
فِيْ اٰيَاتِنَا ۚ قُلِ اللّٰهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾

سورہ یونس آیات 19 تا 21

اور (سب) لوگ (پہلے) ایک ہی امت (یعنی ایک ہی ملت پر) تھے۔ پھر جدا جدا ہو گئے اور اگر ایک بات جو تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہو چکی ہے نہ ہوتی تو جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اور کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوئی؟ کہہ دو کہ غیب (کا علم) تو خدا ہی کو ہے سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ اور جب ہم لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد (اپنی) رحمت (سے آسائش) کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیتوں میں حیلے کرنے لگتے ہیں کہہ دو کہ اللہ بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے اور جو حیلے تم کرتے ہو ہمارے فرشتے ان کو لکھتے جاتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ ٥

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے سوالات کے دوران سید تابش الوری صاحب کا سوال نمبر 472 جس کے ایک ضمنی سوال پر میں نے دو دن کی مہلت مانگی تھی اس کی تمام تفصیلات ڈویژن وار ضلع وار ہم نے منگوالی ہیں اور ایوان کی میز پر رکھ دی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ چودھری محمد وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ کل ادھر جو واقعہ پیش آیا میں اس کے بارے میں جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، مجھے جناب نے جب حکم دیا کہ نکل جائیں تو جو میرا اعتراض تھا وہ یہ تھا اور legal jurisprudence کی بنیاد ہے کہ No one can be be condemend unheard اور یہی principle of natural justice ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی قیامت کے دن سب کچھ معلوم ہونا ہے لیکن اس نے بندے سے پوچھنا ہے کہ اے بندے بتا کہ تو نے یہ کیا تھا۔ اس لیے کسی کو بھی سزا جزا دینے سے پہلے پوچھنا لازمی ہے اور یہی میرا اعتراض تھا اور اس کے بعد He should abstain from تو میں نے تو abstain کیا۔ جناب والا! میں علماء کے بارے میں کوئی گستاخانہ بات نہیں کر رہا تھا۔ یہ بھی سب کو پتا ہے کہ علماء حق بھی ہیں اور علماء سو بھی ہیں میں تو ایک جنرل بات کر رہا تھا۔ یک دم ایک فاضل رکن اٹھے اور وہ میری ماں بہن تک پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے نکاح کس نے پڑھائے تھے، میں کبھی کسی کے گھر تک نہیں پہنچا۔ اس پر پھر جو تلخی ہوئی وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس کے بعد آگے میں جو بات کرنے لگا ہوں یہ تمام کچھ دیکھ کر مجھے جو افسوس آیا وہ مجھے اپنے وزراء پر آیا جو میں آپ کو بہت صحیح طرح سے آپ کو بات بتاتا ہوں کہ ہمارے وزراء میں سے ایک تہائی one third corrupt ہیں سب کو پتا ہے کہ یہ *** کرتے ہیں اور یہ پھر اپوزیشن سے دبتے ہیں اس کرپشن کی وجہ سے، انہوں نے ان کو ناجائز طور پر سر پر چڑھا رکھا ہے اور یہ پھر مائیں بہنیں بٹواتے ہیں اور پھر یہ negotiations بھی اسی طرح کی کرتے ہیں کہ یہ اپنا سٹینڈ بھی نہیں لے سکتے اور یہ اوپر تک وزیراعظم صاحبہ تک کو misguide کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو بندہ وزیر نہیں بنا وہ ایسی باتیں کرتا ہے، مگر ایسا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب دیکھیں کہ تمام وزراء کے بارے میں ایسے بات نہ کہیں .....

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں میں نے one third کہا ہے اور میں وہ گنوا بھی دوں گا مجھے کسی

*** بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا۔

کا کوئی لحاظ نہیں ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ جو وزراء کے بارے میں الفاظ استعمال کیے گئے ہیں کہ وہ *** کرتے ہیں وہ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا one third کرتے ہیں اور سب کو پتا ہے جناب کو بھی پتا ہے آپ کہتے ہیں کہ میں کرسی پر بیٹھتا ہوں تو قرآن اٹھا کر بیٹھتا ہوں آپ خود قرآن پر بتا دیں کہ میں نے غلط کہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ایسی بات نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ کہتے ہیں کہ میں جب کرسی پر ہوتا ہوں قران میرے سر پر ہوتا ہے' میں نے one third کی بات کی ہے' آپ کے سر پر اگر واقعی قرآن ہے تو آپ بتائیں کہ میں نے صحیح کہا ہے؟ آپ اپنے قرآن کی رو سے کہہ دیں میں نے غلط کہا ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں آپ میری بات سنیں ....

چودھری محمد وصی ظفر، اور انہوں نے انہیں ناجائز سر پر چڑھایا ہوا ہے ....

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے پاس کوئی ایسی براہ راست شہادت نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ کے علم میں بھی نہیں ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ایک rumour ہے' الزامات ہیں .....

چودھری محمد وصی ظفر، آپ کے علم میں بھی نہیں ہے ....

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے علم میں قطعاً ایسی بات نہیں ہے کہ کون کیا کرتا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، آپ کو کبھی کسی نے آ کر نہیں کہا کہ .....

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اب ہم اس کو بند کریں....

چودھری محمد وصی ظفر، دیکھیں آپ میری بات سنیں جو میرا grievance ہے وہ اسی طرح ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ اس معاملے پر اوپر جا کر یہ کہہ دینا کہ جناب والا! جو بندے وزیر نہیں بنے وہ کرتے ہیں۔ میں نے تو کبھی اس کی خواہش ہی نہیں کی یہ تو اوپر والوں کو بھی پتا ہے اور نہ میں کروں گا۔ ان کو بھی یہ misguide کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بچانے کے لیے ایسے کرتے ہیں کہ

*** بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا۔

جی یہ تو یہ معاملہ ہے آج تک انہوں نے کبھی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ وزیر اعظم کے ساتھ نہیں ہونے دی ' صرف انہی وجوہات کی بناء پر .....

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (سردار محمد عارف نکئی) ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میں اس پر احتجاج کرتا ہوں معزز رکن نے one third کا جو لفظ استعمال کیا ہے تو one third میں تو میں بھی آتا ہوں یہ بھی آتے ہیں یہ نام لیں جو وزراء *** کرتے ہیں لیکن ہر ایک کے متعلق اس طرح سے کہہ دینا کہ .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں میں نے تو وہ الفاظ ہی کارروائی سے حذف کروا دیے ہیں ...

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! اس طرح سے ہر ایک کو مورد الزام ٹھہرانا درست نہیں اس پر ہم احتجاج کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عارف نکئی صاحب میں نے تو وہ part جو انہوں نے کہا ہے میں نے کارروائی سے expunge کر دیا ہے۔ وہ اس کارروائی کا حصہ ہی نہیں ہے۔ مہربانی۔ تو جناب وصی ظفر صاحب...

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! جو جو وزیر صاحب پوچھتے جائیں گے ' جو جو کھڑا ہوتا جائے گا میں منہ پر بتاتا جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، اور اگر یہ کہتے ہیں کہ میں نام لے دوں تو میں پھر وہ لے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی شکریہ آپ کی وضاحت ہو گئی ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ میں سب سے پہلے دو پوائنٹ آف آرڈرز پر اپنی رولنگ دینا چاہوں گا جو اجلاس کے دوران raise ہوئے تھے ایک کا سپیکر جناب محمد حنیف رامے صاحب نے فیصلہ دیا ہے جو کہ ایس اے حمید صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا تو میں پہلے اسے پڑھتا ہوں اس کا فیصلہ ہو گیا ہے..

ایوان میں پڑھنے کی اجازت دیے بغیر تحریک استحقاق کو نامنظور کرنے کے بارے میں جناب سپیکر کی رولنگ

MR. DEPUTY SPEAKER: This order will dispose of the point of order

---

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

raised by Mr. S.A. Hameed, MPA, in respect of privilege motion Nos. 6 and 7

Privilege Motion No. 5 was moved by Syed Zafar Ali Shah, MPA, and Mian Usman Ibrahim, MPA, on the question that Chaudhri Pervez Elahi, Acting Leader of the Opposition, had been illegally declared proclaimed offender to restrain him from attending the session After hearing the movers and the Law Minister, the said motion had been out of order as the act of declaring Chaudhri Pervez Elahi as Proclaimed offender was act of judicial proceedings and did not involve any breach of the privilege of any member.

Since the subject matter of privilege motion No. 6 from Mr. S.A. Hameed and Syed Tabish Alwari, MPAs, and privilege motion No 7 from Mian Imran Masood was substantially identical, I ruled them out because I could not have come to a different conclusion even though these had been moved.

Mr. S A. Hameed, MPA, has objected on the ground that the motion could not be ruled out without allowing the member an opportunity to move them and to substantiate them through short statements.

This contention is not supported by the rules. According to rule 53 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973, a member may raise a question of privilege with the consent of the Speaker Under rule 168 of the said rules, a motion shall not raise a question substantially identical with one on which a decision has already been given in the same session. Since I had ruled out of order privilege motion No 5, the identical privilege motion Nos. 6 & 7 could not be allowed to be moved The point of order is thus without substance and is answered accordingly.

کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے نشست کے تعطل کے دوران جناب سپیکر کے ارشادات کی قانونی حیثیت اور قواعد میں مقرر کردہ اوقات کار کے علاوہ کسی دیگر وقت تک اجلاس ملتوی کرنے کے بارے میں جناب سپیکر کی رولنگ

Next point of order had been raised by Syed Zafar Ali Shah, MPA and I had said that prima facie I accept it partly but I will give my ruling on this point of order, in detail, later on. Therefore, now I am giving this ruling.

With regard to the proceedings held in the last moments of the sitting of the Assembly on 8th January, 1995, Syed Zafar Ali Shah, on 9th January, 1995, raised a point of order to the effect that -

i. the observations made by the Speaker at the time when the Assembly was not in quorum could not be deemed to be part of the proceedings of the Assembly; and

ii. the decision of the Speaker to adjourn the sitting till 3.00 P.M on 9th January, 1955, was not according to the law because under rule 182 he was bound to have adjourned the proceedings to 9.00 a.m.

So far as the first point is concerned, Mr. Speaker, vide his order dated 10.1.1995 has since directed that the observations made by him at the time when the Assembly was not in quorum would not be part of the record. this being so, no further ruling on the point is required.

With regard to the second point, the worthy Member has emphasized that under rule 182(2) of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1973, the Speaker could adjourn the Assembly till at 9.00 a.m. on the next working day.

Rule 182(2) simply talks about adjourning the Assembly "till the next working day or sine-die". This rule itself does not prescribe the time at which the adjourned sitting must be held. Thus, rule 20 of the said rules does apply to the matter in hand under that rule, during winter "the Assembly shall meet from 9.00 a m to 2 00 p.m " however, this provision is controlled by the opening words of rule 20; viz; "unless the Speaker otherwise directs" It means that ordinarily the sitting must be held at 9 00 a.m. but, the speaker may fix any other time Pursuant to the powers vesting in him, the Speaker validly adjourned the Assembly to meet on 9th January, 1995 at 3.00 p.m. There has been no breach of any rule. The point of order is accordingly answered.

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب سیف اللہ چیمہ : پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر : جی میجر صاحب۔

جناب سیف اللہ چیمہ : شکریہ جناب والا! گزشتہ روز یہاں پنجاب اسمبلی کے اندر جو واقعہ ہوا ہے۔ آج صبح کے اخبارات پڑھ کے مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ میں اپنے بچوں کو کس طرح face کروں۔ جناب والا! یہ وتیرہ بن گیا ہے ہاؤس کے اندر یہ جو اس طرح کی زبان استعمال ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے تھے کہ ہاؤس میں جو لوگ جاتے ہیں میں کسی فاضل رکن کی طرف اشارہ نہیں کروں گا کیونکہ جو کل ہوا۔ میں یہاں فل ٹائم موجود تھا اور جس طرح یہ شروع ہوا' اس کا تدارک نہیں کیا گیا۔ جناب والا! سب سے پہلے میں گزارش کروں گا کہ یہ جو رولز پنجاب اسمبلی کو چلانے کے لیے بنائے گئے ہیں یہ انسانوں نے بنانے ہیں' ہم جیسے لوگوں نے بنائے تھے۔ ان رولز میں ترامیم ہونی چاہییں کہ اس طرح کے واقعات کبھی نہ ہونے پائیں اور اگر کوئی آدمی اس کا مرتکب ہوتا ہے تو He has no right to sit in House۔ جناب والا! کل جو ہوا اس میں جہاں سے بات شروع ہوئی' فیصد ایک رکن کے خلاف ہوا' حالانکہ میں فل ٹائم یہاں موجود تھا' جو اس سائڈ سے ہوا وہ بہت برا ہوا۔ میں سمجھتا

ہوں کہ اس کو سارے ہاؤس نے condemn کیا ہے اور rightly condemn کیا ہے لیکن جہاں سے بات شروع ہوئی۔ self defence کس کو کہتے ہیں؟ right of self defence اگر ان کو چھوڑا گیا ہے اس ساڈے کے فاضل رکن کو تو self defence زبان پر کوئی اختیار قانون کے اندر نہیں دیا گیا۔ self defence میں آپ اگلے آدمی کو مار بھی دیں تو عدالت میں بچ جاتے ہیں کہ جی defence ہے لیکن زبان کا کسی قانون میں نہیں ہے کہ آپ self defence میں کسی کو گالی دے سکتے ہیں۔ اگر اس طرف سے گالی آئی تھی تو گالیاں وہاں سے بھی آئی تھیں۔ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ آپ ٹیپ چلا کے دیکھ لیں جو باتیں شروع میں ہوئیں' یہ کہہ دینا کہ جی انہوں نے صرف زبان درازی کی تھی' کسی کی ماں بہن یا آباؤ اجداد تک پہنچ جانا بھی گالی ہے' میں تو اس کو گالی سمجھتا ہوں۔ اگر کچھ لوگ یا فاضل رکن سمجھتے ہیں کہ یہ گالی نہیں ہے تو یہ ان کی سوچ ہے لیکن میں تو اس کو گالی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ جو اچھے لوگ ہوتے ہیں ان کو تو صرف اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ شروع وہاں سے ہوا تھا پھر یہ بات بڑھی اور equal status پر رہے' جو آپ نے سزا دی۔ آپ نے شاید نہیں سنا ان کی طرف سے تو ایک طرف کو سزا ملی' جس سے بعد میں یہ سارا سلسلہ خراب ہوا۔ اگر اس وقت دونوں کو both had no right to sit in this House after that time دونوں کو باہر نکلنا چاہیے تھا اور دونوں کو ہی پورے ہاؤس سے معافی مانگنی چاہیے تھی۔ تب یہ نظام چل سکتا تھا لیکن ابھی وہ باہر ہیں' ہمارا فاضل رکن اندر ہے اس کا بھی دل صاف نہیں ہے کیونکہ اس کو بھی انہیں لفظوں میں یاد کیا گیا ہے تو جناب والا! اس کے لیے میری گزارش ہے کہ میں حکومت سے بھی' آپ سے بھی اور اسمبلی سے بھی اور اپنے دوستوں سے بھی یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے لیے کسی قانون کا بل move کیا جائے کہ ایسے واقعات جو move کرنے والے ہیں یہ جرأت نہ کر سکیں کہ کبھی اسمبلی کے اندر اس طرح کی زبان استعمال کریں۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔۔۔میرے خیال میں کل اس پر سارا دن بات ہوئی ہے۔ وہ matter resolve ہو گیا ہے اب ہمیں اس issue پر بات نہیں کرنی چاہیے۔ مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔

چودھری محمد وصی ظفر: مسئلہ resolve قطعاً نہیں ہوا۔ اپوزیشن اس وقت بائیکاٹ پہ ہے اور اسی وجہ سے ہے۔ یہ matter resolve نہیں ہوا اور نہ ہی یہ اس طرح سے ہو گا۔ جناب والا! معاملہ یہ ہے میری عرض سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ وہ آپ کی بات پر بائیکاٹ پہ نہیں ہیں۔ انہوں نے میری رولنگ پہ بائیکاٹ کیا ہے۔ میں نے رولنگ یہ دی تھی کہ مسئلہ یہ ہے کہ اس رولنگ پر عمل ہو رہا ہے۔ وہ اس بات کی علامت ہے کہ فاضل رکن ہاؤس میں نہیں ہیں۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ وہ دوبارہ آئیں اس پنڈورہ باکس کو دوبارہ کھولیں' وہ یہاں آ کر پھر جائیں' پھر معافی مانگیں۔ یہ ان کی خواہش تھی لیکن میں نے ان کی بات کو تسلیم نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ میری رولنگ پہ عمل ہو گیا ہے۔ اب اس کے ردعمل میں انہوں نے احتجاج اور واک آؤٹ کیا ہے۔ اس لیے میں وصی ظفر صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ برائے مہربانی اب ہمیں آگے چلنا چاہیے۔ ہمیں اس matter کو یہاں پر ہی ختم کرنا چاہیے چونکہ یہ کل dispose of ہو گیا ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ جناب محمد بشارت راجہ صاحب not present' جناب محمد بشارت راجہ صاحب not present' جناب ایس اے حمید not present' پیر شجاعت حسنین قریشی not present' میاں شیخ محمد چوہان not present' جناب انعام اللہ خان نیازی not present, no one on his behalf also' ملک مختار احمد اعوان not present' وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات قانون و پارلیمانی امور اور امداد باہمی)

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے۔)

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*25 **جناب محمد بشارت راجہ:** کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

18 مئی 1993ء سے 15۔ اکتوبر 1993ء تک محکمہ قانون و پارلیمانی امور اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک کے کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا بھرتی کا طریق کار کیا تھا اگر میرٹ پر بھرتی کی گئی تو میرٹ لسٹ تیار کرنے والے محکمہ کے افسران کے

نام اور عہدے کیا ہیں کتنے آدمیوں نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں اور ان کے نام بھی فراہم کیے جائیں انٹرویو کے لیے کتنے امیدواروں کو کال کیا گیا جن افراد کو ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا ان افراد کے نام' پتہ اور دیگر کوائف فراہم کیے جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری محمد فاروق)۔

محکمہ قانون و پارلیمانی امور اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ پندرہ (15) تک کے ملازمین کی بھرتی جو 18 مئی 1993ء تا 15۔ اکتوبر 1993ء کے عرصہ میں عمل میں لائی گئی اس کی مکمل تفصیل حسب ذیل ہے۔

-1	محکمہ قانون و پارلیمانی امور حکومت پنجاب لاہور	"الف تتمہ"
-2	سالیسٹر حکومت پنجاب لاہور	"ب تتمہ"
-3	ایڈووکیٹ جنرل پنجاب لاہور	"ج تتمہ"
-4	ایڈمنسٹریٹر جنرل و آفیشل ٹرسٹی	"د تتمہ"

تتمہ "الف' ب' ج' د" ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

ملازمین کے تبادلوں کی تفصیل

*38-جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ قانون و پارلیمانی امور اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ 20 تک کے کتنے ملازمین کا تبادلہ کیا گیا تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کا ہر اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی کتنا تھا ہر ملازم کا نام عہدہ اور جگہ تعیناتی الگ الگ بیان کی جائے اور ہر ملازم نے ٹرانسفر کے سلسلے میں کتنا ٹی اے' ڈی اے وصول کیا اور محکمہ کو دیگر کتنے متفرق اخراجات برداشت کرنا پڑے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری محمد فاروق)۔

محکمہ قانون و پارلیمانی امور اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ بیس (20) تک کے ملازمین جن کا تبادلہ 18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء کے عرصہ میں عمل میں آیا۔ ان کی مکمل تفصیل تبادلہ حسب ذیل ہے۔

-1 محکمہ قانون و پارلیمانی امور حکومت پنجاب لاہور "الف تتمہ"

2- سالیسٹر حکومت پنجاب لاہور "ب تتمہ"

3- ایڈووکیٹ جنرل پنجاب لاہور "ج تتمہ"

4- ایڈمنسٹریٹر جنرل و آفیشل ٹرسٹی "د تتمہ"

تتمہ "الف' ب' ج' د" ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

ملازمین کی بھرتی

*648-جناب ایس اے حمید ، کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ امداد باہمی نے گریڈ ایک سے 20 تک کتنے ملازمین کو بھرتی کیا۔ ان کی تفصیل گریڈ وار دی جائے۔

(ب) کتنے افراد نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں ان کے نام کیا ہیں۔ جن افراد کو بھرتی کر کے ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا ان کے نام پتہ اور دیگر کوائف مہیا کیے جائیں ؟

وزیر امداد باہمی (جناب غلام سرور خان) ،

محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن حکومت پنجاب نے بذریعہ سرکلر نمبر ایس۔او۔آر۔ III۔ 93/56-2 مورخہ 10-اگست 1993ء گریڈ ایک سے 15 تک کی اسامیوں کی بھرتی پر عائد پابندی اٹھنے کی اطلاع جاری کی یہ چٹھی دفتر میں موصول ہونے کے بعد بھرتی کے لیے مجاز افسران سے محکمہ میں موجود خالی اسامیوں کی تفصیل طلب کی گئی۔ حکومت سے موصول ہونے والی چٹھی نمبری ای اینڈ اے (کو آپ) 91/329 مورخہ 13 ستمبر 1993ء کے مطابق بھرتی کی کارروائی 30 ستمبر 1993ء تک مکمل کی جانی تھی۔ لہٰذا محکمہ ہذا نے موجود اسامیوں کے لیے ایک اشتہار روزنامہ "توائے وقت" کی اشاعت مورخہ 17 ستمبر 1993ء میں شائع کرایا گیا اور ہدایات کی روشنی میں کارروائی مکمل کرتے وقت مذکورہ تاریخ تک بھرتی کی کارروائی مکمل کر لی گئی۔

محکمہ امداد باہمی میں 18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک کل 26 افراد کو بھرتی کیا گیا جن کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد
-1	سب انسپکٹر	6	5
-2	جونیئر کلرک	5	10

-3	ملبر	1	1
-4	نائب قاصد	1	5
-5	چوکیدار	1	3
-6	خاکروب	1	1
-7	بیرا	1	1
		میزان	26

جن افراد نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں

-1	جائنٹ رجسٹرار کوآپریٹوز	108	فہرست لف ہے (الف)
-2	کوآپریٹو ٹریننگ کالج فیصل آباد	3	فہرست لف ہے (ب)
-3	ڈپٹی رجسٹرار سرگودھا	19	فہرست لف ہے (ج)
-4	ڈپٹی رجسٹرار ڈیرہ غازی خان	17	فہرست لف ہے (د)
-5	ڈپٹی رجسٹرار راولپنڈی	26	فہرست لف ہے (ر)
-6	ڈپٹی رجسٹرار بہاولپور	7	فہرست لف ہے (س)
-7	پراجیکٹ ڈائریکٹر چک 5 فیض ملتان	2	فہرست لف ہے (ک)

1- رجسٹرار کوآپریٹوز، پنجاب، لاہور

نام	پتہ	عہدہ
عبدالشکور	اندرون موری گیٹ کھجور والی گلی 844، لاہور	جونیئر کلرک
ارشد صفوان	کوارٹر نمبر 748 بلاک نمبر 5 سیکٹر ڈی گرین ٹاؤن، لاہور	جونیئر کلرک
کامران بیگ	144 بی، پونچھ ہاؤس کالونی، لاہور	جونیئر کلرک

2- پرنسپل کوآپریٹو ٹریننگ کالج فیصل آباد

محمد یعقوب	چک 120 ج ب علی ٹاؤن، فیصل آباد	ملبر

3- ڈپٹی رجسٹرار، سرگودھا

ریاض حسین	نور پور تھل ضلع خوشاب	نائب قاصد

4- ڈپٹی رجسٹرار' ڈیرہ غازی خان

وزیر عباس	ڈیرہ شاہ تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان	جونیئر کلرک
محمد نذیر	بستی گوائے' تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان	جونیئر کلرک
عبدالعزیز	بستی کالا' تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان	جونیئر کلرک
محمد صدیق شاہد	بلاک نمبر 48 شہر ڈیرہ غازی خان	جونیئر کلرک
حبیب اللہ	موضع بھگی گاج ڈیرہ غازی خان	سب انسپکٹر
عبدالناصر	بی ایم پی پوسٹ کھر فورٹ نرو ڈیرہ غازی خان	سب انسپکٹر

5- ڈپٹی رجسٹرار' راولپنڈی

طارق محمود	ڈھوک غربی ضلع جہلم	جونیئر کلرک
حامد حسین	قطبال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک	جونیئر کلرک
زاہد محی الدین	مکان نمبر 11/77 محلہ راجگان تحصیل گوجر خان	جونیئر کلرک
خلیل الرحمان	جنڈ ضلع اٹک	سب انسپکٹر
محمد سرفراز	غریب وال پنڈی گھیب ضلع اٹک	سب انسپکٹر
عظمت علی	کاؤں سالار تحصیل و ضلع اٹک	سب انسپکٹر
شوکت اسلام	کاؤں مرزا تحصیل و ضلع اٹک	نائب قاصد
ذوالفقار علی	مکان نمبر 1۔ ایف 3/ بی کاؤں قطبال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک	"
رفعت حیات	جوہڑ ہریال راولپنڈی	"
تنویر حسین شاہ	کاؤں صاحب خان تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک	"
محمد حسین	653- بی پی عید گاہ روڈ راولپنڈی	چوکیدار
ممتاز خان	ڈھوک سیلو تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک	چوکیدار

6- ڈپٹی رجسٹرار' بہاولپور

برکت علی	مکان نمبر 110۔اے گلبرگ روڈ بہاولپور	نائب قاصد

7- پراجیکٹ ڈائریکٹر چک 5 فیض ملتان

اللہ دتہ	چک 5 فیض ملتان	خاکروب
طاہر بشیر	چک 5 فیض ملتان	بیرا

دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز پنجاب لاہور

جزو (الف) فہرست درخواست گزاران اور ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	درخواست دہندہ کا نام	نمبر شمار	درخواست دہندہ کا نام	نمبر شمار	درخواست دہندہ کا نام
-1	آصف حسین	-2	ارشد صفوان	-3	اظہر اقبال
-4	علی احسان	-5	آفتاب حیدر	-6	وکالت علی
-7	عبدالشکور	-8	عبدالرؤف	-9	عبدالستار
-10	محمد یونس	-11	عاطف علی	-12	الطاف حسین
-13	امجد علی	-14	علیم اصغر	-15	بابر خورشید
-16	فضل محمود	-17	غلام صمدانی	-18	غلام مصطفے
-19	حافظ محمد مبشر	-20	حافظ عمران پاشا	-21	عمران علی
-22	جاوید اقبال	-23	جاوید اقبال	-24	کامران بیگ
-25	خالد جاوید رانا	-26	مرزا ندیم بیگ	-27	محمد نعمان بھٹی
-28	محمد ندیم بٹ	-29	محمد وسیم بٹ	-30	محمد ارشد ناصر
-31	محمد افضل خان	-32	محمد علی	-33	منظور حسین
-34	محسن علی	-35	محمد الیاس	-36	محمد منیر
-37	محمد حنیف	-38	محمد ندیم	-39	محمد ریحان قریشی
-40	محمد شمشاد	-41	مدثر حسین	-42	محمد یونس
-43	محمد امجد	-44	محمد جمیل بھٹی	-45	عاشق علی
-46	محمد افضل	-47	محمد اکرم	-48	مقدس حسین بخاری

49- محمود احمد	50- محمد سعید	51- محمد ندیم
52- محمد وارث	53- محمد انور	54- محمد مسعود
55- محمد ندیم	56- محمد ممتاز	57- مختار احمد
58- محمد نوید	59- مظہر الحق	60- مدثر ریاض
61- مظفر جمیل احمد	62- محمد بوٹا	63- محمد اکبر خلیل
64- محمد صغیر	65- محمد عبداللہ	66- محمد ریاض بشیر افضل
67- محمد ارشد رفیق	68- محمد ارشد خان	69- محمد علی
70- ندیم الرحمان	71- نعیم احمد	72- نجم تحسین
73- نور محمد	74- خلیل احمد	75- نصیر یوسف
76- قمر السلام فاروقی	77- سید ساجد حسن شاہ	78- سید شاہد علی
79- سید مبارک علی	80- مہر علی رضا	81- شاہد عزیز
82- شوکت علی	83- ستار احمد	84- صداقت علی طاہر
85- ثاقب سلیم	86- شیخ محمد رشید	87- شاہد محمود
88- غلام احمد	89- شہباز حسین	90- شاہد محمود
91- شاہد محمود خان	92- شہزاد ندیم	93- سید مظہر حسین
94- سلیم اختر	95- شبیر احمد	96- صلاح الدین
97- سہیل احمد	98- طارق محمود	99- تنویر احمد
100- سید طاہر حسین	101- طارق محمود ملک	102- عثمان علی
103- تصور حسین	104- زاہد منیر	105- ذوالفقار علی
106- ظہیر احمد	107- طارق محبوب	108- صباحت ریحان ہمدانی

کوآپریٹو ٹریننگ کالج فیصل آباد

جزو (ب)

1- غزن اختر	2- محمد خالد	3- محمد یعقوب

ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز، سرگودھا

جزو (ج)

-1	محمد ریاض	-2	محمد ناصر	-3	محمد فتح اللہ
-4	امان اللہ	-5	سعید احمد	-6	غلام حسین
-7	جاوید احمد	-8	ریٹائرڈ حوالدار حافظ نذیر احمد وزیر علی		
-9	تصور حسین حیدر	-10	ریاض حسین	-11	ہارون
-12	اظہر زمان	-13	غلام عباس	-14	محمد حفیظ خان
-15	محمد ممتاز	-16	عنصر حسین	-17	حبیب اللہ
-18	محمد اصغر	-19	کوثر حسین شاہ	-20	ریاض حسین

ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز ڈیرہ غازی خان

جزو (د)

-1	وزیر عباس	-2	عبدالعزیز	-3	محمد ندیم
-4	احسان الرحمٰن	-5	محمد نذیر	-6	عاشق حسین
-7	محمد امین	-8	عبدالعزیز	-9	محمد یونس
-10	عمران حیدر	-11	عبدالعزیز	-12	آفتاب احمد
-13	ایم صدیق شاہد	-14	صبا محمد	-15	عبدالستار
-16	محمد شریف	-17	حبیب الرحمٰن۔		

ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز، راولپنڈی

جزو (ر)

-1	خلیل الرحمٰن	-2	محمد سرفراز	-3	عصمت علی
-4	سید محسن رضا شاہ	-5	عزیز اللہ خان	-6	طارق محمود
-7	حامد حسین	-8	افتخار حسین	-9	حبیب الرحمٰن

-10	محمد مبارک	-11	زاہد محی الدین	-12	محمد اکرم
-13	غلام قدیر	-14	سعید احمد	-15	نور خان
-16	شوکت اسلام	-17	اعتیاز آصف	-18	ملک محمد قیوم
-19	ذوالفقار	-20	محمد نواز	-21	رفعت حیات
-22	نذیر احمد	-23	تنویر حسین	-24	محمد حسین
-25	مختار خان	-26	ریاست خان		

ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز بہاولپور

جزو (س)

-1	محمد حفیظ	-2	برکت علی	-3	ندیم ارشد
-4	محمد اعجاز قاسم	-5	محمد ریاض	-6	شاہد حسین
-7	زمرد حسین				

پراجیکٹ ڈائریکٹر پاک جرمن انسٹیٹوٹ چک 5- فیض ملتان

جزو (ک)

-1	طاہر بشیر	-2	اللہ دتہ		

کاشت کاروں کے قرضہ جات مؤخر کرنے کے لیے اقدامات

*667- پیر شجاعت حسنین قریشی ، کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

کیا یہ درست ہے کہ امسال کپاس کی فصل پر وائرس اور APHID تیلے نے شدید حملہ کیا جس کی وجہ سے ضلع خانیوال کے علاقہ میں کپاس کی فصل کی پیداوار نہ ہونے کے برابر ہے اگر ہاں تو آیا حکومت اس ضلع کے کاشت کاروں کو دیے گئے قرضہ جات معاف کرنے یا انہیں مؤخر کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (جناب غلام سرور خان)۔

ضلع خانیوال کے علاقہ میں کپاس کی فصل پر وائرس اور APHID تیلے کے شدید حملہ کے

متعلق ریلیف ڈیپارٹمنٹ بورڈ آف ریونیو نے اب تک کوئی نوٹیفکیشن جاری نہ کیا ہے اور نہ ہی ضلع خانیوال کا علاقہ آفت زدہ قرار دیا ہے۔ لہذا کپاس کی فصل خریف 1993ء کا قرضہ معاف کرنے یا موخر کرنے کا کوئی جواز نہ ہے۔

ملازمت میں توسیع کی تفصیلات

*981- میاں شیخ محمد چوہان: کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

انہوں نے اپنے محکمہ میں پیرانہ سالی کی عمر کو پہنچنے والے کتنے افسران کی ملازمت میں توسیع یا انہیں کنٹریکٹ کی بنیاد پر دوبارہ ملازمت دی۔ ان کے نام۔ عہدہ جات۔ ڈومیسائل اور کنٹریکٹ یا ملازمت میں توسیع کا عرصہ بھی بتایا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری محمد فاروق):

محکمہ قانون و پارلیمانی امور اور اس کے ذیلی محکموں میں پیرانہ سالی کی عمر کو پہنچنے والے افسران کی ملازمت توسیع یا انہیں کنٹریکٹ کی بنیاد پر دوبارہ ملازمت دینے کے بارے میں تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

محکمہ قانون و پارلیمانی امور

-1 جہاں تک محکمہ قانون و پارلیمانی امور کا تعلق ہے اس محکمہ میں افسران کی توسیع یا کنٹریکٹ پر ملازمت محکمہ امور و ملازمت عمومی انتظام و اطلاعات کرتا ہے اور محکمہ قانون بذات خود کوئی ایسی توسیع یا کنٹریکٹ کی بنیاد پر ملازمت میں اضافہ نہیں کرتا تاہم اس محکمہ میں محمد بشیر ولد میاں معراج دین نائب قاصد کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر محکمہ امور ملازمت عمومی انتظام و اطلاعات نے بنیادی سکیل نمبر 1 میں دوبارہ ملازمت دی ہے۔

ذیلی محکمے

-2 جہاں تک محکمہ قانون کے متعلقہ محکمہ جات سالیسٹر ڈیپارٹمنٹ دفتر ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اور ایڈمنسٹریٹر آفیشل ٹرسٹی پنجاب لاہور کا تعلق ہے ان محکمہ جات میں پیرانہ سالی کی عمر کو پہنچنے والے افسران کی ملازمت میں توسیع کی گئی ہے اور نہ ہی کنٹریکٹ کی بنیاد پر دوبارہ ملازمت دی گئی ہے۔

سروسز انٹرنیشنل ہوٹل لاہور کی فروختگی

*1131- جناب انعام اللہ خان نیازی، کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سروسز انٹرنیشنل ہوٹل لاہور کو فروخت کر کے کوآپریٹو متاثرین کی رقوم ادا کرنے کے لیے پروگرام بنایا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے مذکورہ ہوٹل کی نیلامی کے لیے قومی اخبارات میں مختلف تاریخوں میں اشتہارات بھی شائع کرائے تھے۔ اگر ہاں تو ان اشتہارات پر کتنا خرچ ہوا موجودہ وقت میں متذکرہ ہوٹل کی پوزیشن کیا ہے اور اس کا مالک کون ہے۔

(ج) متذکرہ ہوٹل جب سروسز کوآپریٹو کی ملکیت تھا تو اس وقت اس ہوٹل کی آمدنی اور اخراجات ماہوار کیا تھے اور جب سے اس کا انتظام و انصرام کوآپریٹو کے پاس ہے اس کی آمدنی اور اخراجات ماہوار کیا ہیں۔

(د) جب سے متذکرہ ہوٹل کوآپریٹو کے پاس آیا ہے اس کی تزئین و آرائش پر کتنا خرچ ہوا ہے۔ تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر امداد باہمی (جناب غلام سرور خان)۔

(الف) پنجاب کوآپریٹو بورڈ برائے لیکوڈیشن نے سوسائٹی کے متاثرین کی رقوم ادا کرنے کے لیے جناب کوآپریٹو جج صاحب کی منظوری سے سروسز انٹرنیشنل ہوٹل دوبارہ نیلام کرنے کی کوشش کی تاہم پہلی نیلامی کو جناب کوآپریٹو جج صاحب نے منظور نہ فرمایا اور دوسری نیلامی سے بولی دہندہ خود منحرف ہو گیا۔ مذکورہ بولی دہندہ کا زر ضمانت مبلغ 20 لاکھ روپیہ بورڈ نے ضبط کر لیا ہے۔

(ب) لیکوڈیشن بورڈ نے ہوٹل کی نیلامی کے لیے اشتہارات پر تقریباً 3 لاکھ روپے خرچ کیے اس رقم میں سے مبلغ 2 لاکھ روپے سوسائٹی کے سابقہ چیف ایگزیکٹو نے جناب کوآپریٹو جج صاحب کے حکم سے اپنی جیب سے ادا کیے جناب کوآپریٹو جج صاحب کے حکم کے مطابق لیکوڈیشن بورڈ کو سروسز کوآپریٹو کریڈٹ کارپوریشن کا بطور لیکوڈیٹر مقرر کیے جانے کے بعد اس کی تمام جائیدادوں بشمول سروسز انٹرنیشنل ہوٹل کے حقوق اب لیکوڈیشن بورڈ کو

منتقل ہو چکے ہیں۔

(ج) متذکرہ ہوٹل کے لیکوڈیشن بورڈ کی تحویل میں آنے سے قبل اوسطاً 0.161 ملین روپے نقصان تھا جبکہ بورڈ کے پاس آنے کے بعد اوسطاً ماہانہ آمدنی مبلغ 0.367 ملین روپے ہے۔

(د) متذکرہ ہوٹل کے لیکوڈیشن بورڈ کی تحویل میں آنے کے بعد بڑے بڑے اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(i)	فرنیچر و فکچر (کارپٹنگ)	مبلغ	5,61,000/- روپے
(ii)	اشیائے کچن	مبلغ	36,200/- روپے
(iii)	اشیائے آڈیو ویڈیو	مبلغ	61,800/- روپے
(iv)	وہیکل	مبلغ	1,21,500/- روپے
(v)	بلڈنگ کی مرمت	مبلغ	2,85,200/- روپے
(vi)	کراکری و کٹلری وغیرہ	مبلغ	8,76,000/- روپے
		میزان	**20,14,700/-** روپے

غبن شدہ رقم کی واپسی کے اقدامات

*1266- **ملک مختیار احمد اعوان**، کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عبدالحمید خان سابق ممبر پنجاب سروسز ٹریبونل و صدر گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی اور اس کے بیٹے عرفان حمید نے سوسائٹی مذکورہ میں 13 کروڑ 13 لاکھ روپے کا غبن کیا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت اب تک ان سے کتنی رقم واپس لینے میں کامیاب ہوئی ہے اور مزید وصولی کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے نیز حکومت غریب ملازمین کی رقوم کے تحفظ اور سوسائٹی کی ترقی و بقاء کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر امداد باہمی (جناب غلام سرور خان)،

(الف) یہ معاملہ آڈیٹرز کی رپورٹ کے مدنظر کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 25 کی دفعہ 50 الف کے تحت ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور ڈویژن لاہور کے زیر سماعت ہے جنہوں نے مقدمہ کی

ساعت مکمل کر لی ہے مگر سوسائٹی کی سابقہ انتظامیہ کمیٹی کی رٹ پٹیشن پر عدالت عالیہ کے بحکم کے تحت انہوں نے اس مقدمے کا فیصلہ ابھی تک نہیں سنایا کیونکہ عدالت عالیہ نے رٹ پٹیشن نمبر 11839/92 میں فیصلہ نہ سنانے کا حکم دے رکھا ہے۔ مذکورہ رٹ پٹیشن کی ساعت ابھی تک نہ ہوئی اس صورت حال کے تحت سوال کے اس جز کے بارے میں کسی قسم کی رائے زنی کرنا مناسب نہ ہے۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کے مدنظر اس جزو کا جواب نفی میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ نمبر 1 میاں معراج دین صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔ وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! جو جناب نے کل حکم صادر فرمایا تھا' اس میں "abstain" کا لفظ ہے۔ going out, turning out کے کوئی الفاظ نہیں۔ تو I abstained myself اس رولنگ میں غلط کیا ہے؟ اس میں ہے، The member shall abstain

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ abstain ہو گئے۔ تو بس ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، باہر آ کے' اندر جا کے' میں کوئی گائے تو نہیں تھی کہ باہر آنا ہے اندر جانا ہے۔ یا میں کوئی ریموٹ کنٹرول تھا کہ جب مجھے کہنا باہر چلے جاؤ' پھر مجھے کہنا اندر آ جاؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم تو کوئی نکتہ نہیں اٹھا رہے کہ آپ نے کل عمل کر دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں نے تو نکتہ اٹھایا ہے ناں جناب۔ رولنگ پہ عمل بھی ہو گیا تو پھر وہ کیوں بائیکاٹ پہ ہیں؟ میں یہ پوچھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب

وزیر قانون، جناب سپیکر! اصل میں وصی ظفر صاحب دوبارہ پھر یہی وضاحت کر رہے ہیں کہ آپ کی رولنگ پر عمل درآمد کرتے ہوئے انہوں نے اپنے آپ کو abstain کیا۔ لہٰذا انہوں نے آپ کی رولنگ پر عمل کیا۔ سو اپوزیشن کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات ان کی جائز ہے۔ اگر وہ اب مصر ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے abstain نہیں کیا۔ میری رولنگ کو وہ کہہ رہے ہیں کہ غلط رولنگ دی ہے۔ تو اب ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ اب ہم اس مرحلے پر کیا کر سکتے ہیں؟

وزیر قانون، بہرحال جب وصی ظفر صاحب نے ایوان میں آنے کے بعد دوبارہ اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ انھوں نے آپ کی رولنگ پر عمل درآمد کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں' ان کی بڑی مہربانی شکریہ۔ یہ ان کی عظمت کی دلیل ہے۔

جی' میاں معراج دین صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ میرے خیال میں یہ پڑھی جا چکی ہے۔ غالباً لاء منسٹر صاحب نے یہ پینڈنگ کروائی تھی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! انھوں نے ابھی پڑھی بھی نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پڑھی بھی نہیں تھی۔ وہ حاضر بھی نہیں ہے۔ اس لیے یہ dispose of تصور ہو گی۔ نمبر 2 جناب امتیاز احمد' یہ بھی move نہیں ہوئی۔ وہ حاضر نہ تھے۔ آج بھی وہ حاضر نہیں ہیں۔ اس لیے یہ dispose of تصور ہو گی۔ نمبر 3 حاجی محمد اقبال گھرکی صاحب کی تھی۔ یہ تو میرا خیال ہے کہ ہو گئی تھی۔

وزیر قانون، یہ ہو چکی ہے اور استحقاق کمیٹی کو جا چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نمبر 4' جناب ولایت شاہ کھگہ۔

وزیر قانون، اس دن یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہ پینڈنگ ہو گی۔ اس کو پینڈنگ کردیں۔ اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ لاء منسٹر صاحب' یہ پینڈنگ اسی سیشن تک ہے یا اگلے سیشن تک بھی ہے۔

وزیر قانون، ولایت شاہ کھگہ والی تحریک استحقاق کے بارے میں یہی طے ہوا ہے کہ یہ اگلے سیشن میں ٹیک اپ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا' یہ اگلے سیشن تک پینڈنگ رہے گی۔

وزیر قانون، جی' پینڈنگ رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' مہربانی۔ نمبر 5 سید ظفر علی شاہ اور میاں عثمان ابراہیم صاحب کی طرف ہے۔ یہ تھا۔ The Law Minister stated that the matter is subjudice. یہ بھی ہو گئی۔

اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ نمبر 1۔ جناب انعام اللہ خان نیازی The mover is not present It should be treated as disposed of۔ نمبر 2 بھی جناب انعام اللہ خان نیازی۔ نمبر 3 ۔ The mover is not present It should be treated as disposed of جناب ایس اے حمید' میاں فضل حق' میاں معراج دین ۔ no one is present It is disposed of۔ نمبر 4' جناب ایس اے حمید' میاں عمران مسعود' جناب محمد منشاء اللہ بٹ' no one is present. It is treated as disposed of۔ نمبر 5' جناب ارشد عمران سلہری۔ not present It should also be treated as disposed of. نمبر 6' جناب ارشد عمران سلہری' میاں فضل حق' میاں عبدالستار۔ no one is present It should be treated as disposed of. جناب عبیداللہ شیخ' میاں معراج دین' شیخ انور سعید ۔ no one is present. It is also treated as disposed of نمبر 8 ۔ میاں معراج دین' Honourable Member is not present It should be treated as disposed of۔ نمبر 9' میاں معراج دین' حاجی عبدالرزاق' جناب ارشد عمران سلہری' no one is present. It should also be treated as disposed of. نمبر 10 میاں فضل حق' جناب ایس اے حمید' جناب ارشد عمران سلہری' no one is present. It should also be treated as disposed of. نمبر 11' سید تابش الوری not present It is also treated as disposed of. نمبر 12' جناب محمد منشاء اللہ بٹ' حاجی غلام صابر انصاری' جناب عبدالرؤف مغل' no one is present. It should be treated as disposed of۔ نمبر 13 جناب انعام اللہ خان نیازی' not present It should also be treated as disposed of۔ نمبر 14 ۔ میاں عبدالستار' یہ بھی disposed of تصور ہو گی۔ نمبر 15' میاں عبدالستار' حاضر نہیں ہیں' اس لیے یہ بھی disposed of تصور ہو گی۔ نمبر 16' میاں عبدالستار' موجود نہیں ہیں' اس لیے اسے بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ نمبر 17' میاں عبدالستار' حاضر نہیں ہیں۔ اسے بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ نمبر 18' میاں عبدالستار' موجود نہیں ہیں۔ اس لیے اسے بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ نمبر 19' میاں

عبدالستار' حاضر نہیں ہیں' اس لیے اسے بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ نمبر 20' میاں معراج دین' موجود نہیں ہیں' اس لیے اسے بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ نمبر 21' جناب ارشد عمران سلہری' میاں فضل حق' حاجی عبدالرزاق' کوئی بھی موجود نہیں ہے' اس لیے اس کو بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ نمبر 22' میاں معراج دین' موجود نہیں ہیں۔ اسے بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ نمبر 23' جناب ایس اے حمید' موجود نہیں ہیں۔ اسے بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ نمبر 24' جناب ایس اے حمید' موجود نہیں ہیں۔ اسے بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ نمبر 25' حاجی احسان الدین قریشی' رانا نور الحسن' جناب سعید احمد انصاری' حافظ محمد اقبال خان خاکوانی' ان فاضل اراکین میں سے بھی کوئی بھی حاضر نہیں ہے۔ اس کو بھی disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ تمام تحریک التوائے کار dispose of کر دی گئی ہیں۔

ایک موشن تھی جو سپیکر صاحب نے ایڈمٹ کی تھی اور اس کے لیے وقت مقرر کیا گیا تھا کہ ہاؤس کی کارروائی کو التوا میں کر کے اس پر دو گھنٹے بحث کی جائے۔ تو میں جناب انعام اللہ خان نیازی سے پوچھتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کرنے کے لیے تیار ہیں؟ فاضل رکن موجود نہیں ہیں۔ کوئی اور ممبر اس پر بولنا چاہتے ہیں؟ کوئی ممبر اس پر بولنا نہیں چاہتے ہیں۔ تو یہ مسئلہ بھی ختم ہوا۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔ سیکرٹری اسمبلی۔

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں عطا محمد مانیکا رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں بوجوہ ذاتی مصروفیات 8 جنوری 1995ء تا اختتام اجلاس کارروائی میں شرکت نہ کر سکوں گا۔ لہٰذا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب منشاء اللہ بٹ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"کہ میاں عبدالحمید صاحب ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں وہ 8 جنوری 1995ء سے شروع ہونے والے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ پورے اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں عثمان ابراہیم رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"میاں شہباز شریف صاحب علاج کی غرض سے ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اور اسمبلی کے اجلاس 8 جنوری 1995ء تا اختتام اجلاس شرکت نہیں کر سکیں گے۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ): جناب والا! شہباز شریف صاحب میرے بھائی ہیں میرے دوست ہیں لیکن میڈیکل سرٹیفکیٹ بھیجیں کہ وہ واقعی بیمار ہیں۔ اس کے بعد منظور کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن قانونی پہلو یہ ہے کہ میڈیکل سرٹیفکیٹ آنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آج تک کسی اسمبلی میں کسی ممبر کی کبھی کوئی درخواست نامنظور نہیں ہوئی۔ تو ہمیں وہ precedent قائم رکھنا چاہیے۔ میرے خیال میں چیمہ صاحب منظور

کر دیں۔

وزیر اوقاف ، ٹھیک ہے جناب !

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب راجہ جاوید اخلاص رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

" کہ راجہ اشفاق سرور ایم پی اے بغرض علاج لندن گئے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اسمبلی کے اجلاس 8 جنوری تا اختتام اجلاس شرکت نہ کر سکیں گے۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے،

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب شفقت عباس ربیرہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

" گزارش ہے میری طبیعت خراب ہے۔ جس کی وجہ سے 8 اور 9 جنوری 1995ء کے اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب سید سجاد حیدر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

" Kindly grant me leave from the Proceedings of the Assembly Seasion on the 11 & 12th January, 1995."

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مجھے ایک اطلاع ملی ہے کہ پریس گیلری سے پریس والے واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ کیا پریس والے بیٹھے ہیں یا واک آؤٹ کر گئے ہیں؟ (قطع کلامیاں) بیٹھے ہیں۔ تو ان کی طرف سے میں گزارش کرتا ہوں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ شعبہ صحافت سے منسلک نہ تو کوئی دفتر اور نہ ہی کوئی دوسرا شخص محفوظ ہے۔ کیونکہ باہر لوگ غنڈہ گردی، دھونس اور دھاندلی اور اسلحہ کے زور پر اپنی مرضی کے مطابق ملک کے اس چوتھے ستون کو گرانے سے بھی گریز نہیں کر رہے۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ دو روز قبل اسلام آباد میں انگریزی روزنامہ "پاکستان آبزرور" اور اخبار کے دفتر پر ایک مذہبی تنظیم کا حملہ 22 ۔ اکتوبر 1994ء کو لاہور میں روزنامہ "خبریں" کے دفتر میں ایک وفاقی سرکاری محکمہ کے اہلکاروں کی غنڈہ گردی، کراچی میں صلاح الدین کا قتل اور ہمیں عدم تحفظ کا احساس دلائے ہوئے ہے۔ اس لیے پریس گیلری سے اخبار نویس احتجاجاً واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ تو میرے خیال میں اگر وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں تو وہ واپس تشریف لے آئیں۔ تو میں اس بارے میں وزیر قانون صاحب سے رائے لینا چاہتا ہوں۔ کہ ان کا اس بارے میں کیا مؤقف ہے؟ واقعی پریس ہمارا چوتھا ستون ہے۔ اس کو جتنا بھی تحفظ دیا جائے وہ بہت ضروری۔ وہ اس ملک کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور ملک کے استحکام کے لیے اپنا ایک جمہوری حق ادا کر رہے ہیں۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کی observation کے مطابق عرض کرتا ہوں لیکن گزارش یہ ہے کہ جناب شاہ نواز چیمہ صاحب اور ان کے ساتھ ایک دو ساتھیوں کو بھجوا دیا جائے تاکہ وہ واپس گیلری میں تشریف لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہاں شاہ نواز چیمہ صاحب اور طارق چیمہ صاحب، دونوں چیمہ برادران صاحبان جائیں اور پریس والوں کو واپس لائیں۔ اصل میں افضل سندھو صاحب نظر نہیں آ رہے ورنہ میں ان کو بھیجتا۔

وزیر قانون ۔ جناب والا! غلام عباس صاحب کو بھیج دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں۔ غلام عباس صاحب! آپ نے تو جانا ہی ہے کیونکہ آپ کی خدمات تو پریس کے لیے بڑی ہیں۔ آپ ضرور جائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! شعبہ صحافت اور اس سے منسلک افراد اور طبقہ انتہائی قابل احترام ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آزادی سے قبل بھی اور پاکستان کے قیام کے بعد بھی ملک کے اندر عوام کی آواز ایوانوں تک پہنچانے کے لیے اور ایوانوں کی آواز عوام تک پہنچانے کے لیے ہمیشہ مثالی کردار ادا کیا ہے۔ اور اخبارات کے ذریعے اور صحافت کے ذریعے عوام نہ صرف ملکی صورت حال کے بارے میں بلکہ اخبارات انہیں بین الاقوامی حالات اور واقعات کے بارے میں بھی آگاہ کرتے ہیں۔ سیاست اور جمہوریت کے اندر تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ صحافت ایک لازمی جزو ہے۔ اور صحافت اور سیاست لازم و ملزوم ہیں۔ چونکہ سیاست کی بھی آواز صحافت کے ذریعے عوام تک پہنچتی ہے۔ آج ملک میں جمہوریت ہے۔ جمہوری حکومت ہے ہماری حکومت ہر قسم کے تشدد کی سرگرمیوں اور دہشت پسندانہ سرگرمیوں کے خلاف واضح اقدامات کر رہی ہے۔ اور ملک کے اندر یا ہمارے صوبے کے اندر جہاں کہیں کوئی ایسے واقعات ہوئے ہیں حکومت نے اپنے تئیں سخت اقدامات کیے ہیں۔ اور ہم تمام عوام کو عدم تحفظ کی صورتحال جس کی اس تحریک کے ذریعے نشاندہی کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! ہم انہیں تحفظ نہ صرف دینا چاہتے ہیں بلکہ اس کے لیے اقدامات کیے گئے ہیں۔ جناب صلاح الدین کے قتل پر اس ایوان کے اندر نہ صرف فاتحہ خوانی کی گئی بلکہ اس افسوس ناک واقعہ کے اوپر افسوس کا اظہار بھی کیا گیا۔ اور بے شک یہ واقعہ سندھ میں ہوا لیکن پنجاب اسمبلی کے ممبران نے بھی جناب صلاح الدین کے قتل پر گہرے رنج اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اسے شعبہ صحافت کے خلاف ایک سازش قرار دیا گیا۔ تو جناب سپیکر اس کے علاوہ روزنامہ "خبریں" "پاکستان آبزرور" اور روزنامہ "الاخبار" کے دفاتر پر جو حملے ہوئے ہیں ان پر بھی ہماری حکومت نے ایسی سرگرمیوں میں حصہ لینے والے لوگوں کے خلاف کارروائی کے لیے ہدایات کر دی ہیں۔ میں پریس گیلری سے تعلق رکھنے والے حضرات کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گی۔ ہم پریس گیلری کے صحافیوں کو بھی اس کے علاوہ صحافت کے پورے طبقے کو اپنے لیے قابل عزت اور قابل احترام سمجھتے ہیں۔ ان کو تحفظ دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ اپنی تجاویز اپنے طور پر سپیکر چیمبر

میں بھی دیں۔ مجھ سے مل کر بھی دیں۔ انشاء اللہ ان کی تجاویز کی روشنی میں ہم مزید لائحہ عمل اختیار کرنے کے لیے بھی حاضر ہیں۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ وہ پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ! میرے خیال میں پریس والے ہمارے بھائی اب پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئیں۔ وزیر قانون نے بڑی تفصیل سے حکومت کا مؤقف بیان کر دیا ہے اور ہم سب ان کے ساتھ ہیں۔ ان کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت کی ہے۔ انشاء اللہ ان کا پورا پورا تحفظ کیا جائے گا۔اب لاء منسٹر صاحب! ہم گورنمنٹ بزنس لیتے ہیں۔ جی وزیر قانون صاحب!

مسودہ قانون (جو ایوان میں پیش کیا گیا)

مسودہ قانون نظر ثانی مشاہرات عوامی نمائندگان پنجاب مصدرہ 1995ء

MINISTER FOR LAW: Mr. Speaker, I introduce the Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill, 1995.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Revision of Emoluments of Public Representatives Bill, 1995 has been introduced which is referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs for report by 10th February 1995

اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ آج ہمارا بزنس Discussion on rising Prices ہے۔ جی وزیر قانون صاحب!

مہنگائی پر بحث

وزیر قانون، جناب سپیکر! گذشتہ جو سیشن ہوا تھا اس میں بلکہ اس سے پہلے سیشن میں بھی price hike جو ہے وہ اسمبلی بزنس میں رکھا گیا اور اپوزیشن اراکین نے اسمبلی کی کارروائی میں دلچسپی نہ لیتے ہوئے price hike پر ڈسکشن نہیں کی تھی۔ اس کے بعد گذشتہ اسمبلی سیشن جو ہوا اس میں پھر price hike ایجنڈے پر رکھی گئی اور اس سیشن کے دوران محترم اراکین اسمبلی نے مہنگائی کے ایشو

پر اپنے جذبات کا' اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اسے بعد ازاں حکومت کی طرف سے مجھے وائنڈ اپ کرنے کا موقع بھی ملا۔ اس طریقے سے مہنگائی کے ایشو پر ہماری اسمبلی میں گذشتہ سیشن میں ڈسکشن ہو چکی ہے۔ لیکن اس دفع پھر اپوزیشن اراکین کی خواہش پر ہم نے مہنگائی کو اسمبلی بزنس میں رکھا کہ یہ ایک اہم ایشو ہے۔ اگر اراکین اسمبلی اس پر حصہ لینا چاہتے ہیں تو وہ آئیں اور اس میں حصہ لیں۔ حکومت اس کے لیے تیار ہے۔ تو یہ حکومت کی طرف سے اپوزیشن اراکین کو موقع فراہم کرنے کے لیے کہ وہ ہماری پالیسی جو ہے اس میں اگر کوئی تجاویز دینا چاہتے ہیں' تنقید کرنا چاہتے ہیں' تعمیری تنقید کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔ لیکن آج پھر وہ ایوان کے اندر موجود نہیں ہیں۔ تو اس صورتحال میں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے اس وقت بھی کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اپوزیشن اراکین ایوان میں آ کر اپنی تجاویز اور تعمیری تنقید سے آگاہ کریں۔ لیکن اگر اپوزیشن اراکین مہنگائی کے ایشو پر کوئی بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو اس صورتحال میں جو ڈسکشن ہے میرے خیال میں شاید وہ آگے نہ بڑھ سکے۔ بہرحال آپ کی آبزرویشن کا انتظار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ ہاں تو کل جب ہمارا ہاؤس جاری تھا تو ایس اے حمید صاحب تقریر کر رہے تھے۔ ایس اے حمید صاحب تقریر کا آغاز کریں۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں جو اپوزیشن کی طرف سے لسٹ موصول ہوئی تھی۔ جن فاضل اراکین نے تقاریر کرنی تھیں۔ ان کے میں نام لیتا ہوں۔

تنائش الوری صاحب۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ شوکت داؤد صاحب۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ چودھری عبدالحمید صاحب۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد اقبال خان صاحب۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر نور محمد خفاری صاحب۔ وہ بھی حاضر نہیں ہیں۔ عبدالرؤف مغل صاحب۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ میاں عمران مسعود صاحب۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ ارشد عمران سلہری صاحب۔ وہ بھی نہیں ہیں۔ صاحبزادہ محمد سعید شرقپوری صاحب۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ انعام اللہ خان نیازی صاحب۔ وہ بھی ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔

تو اب آج کا جو بزنس تھا وہ تو ختم ہوا اور کوئی اگر بزنس ہے تو لاء منسٹر صاحب اس بارے میں بتائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! پریس گیلری کے اراکین کے لیے آپ نے جو دوست بھیجے تھے ان کی وساطت سے ان کی کوششوں سے وہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔ تو انھیں میں واپس تشریف لانے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں بھی ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون، جناب سپیکر! بیشک ان کے آنے سے قبل میں نے اس بارے میں حکومت کی طرف سے یقین دہانی کرائی اور اقدامات کا بھی ذکر کیا۔ لیکن چونکہ آپ نے جو اراکین باہر بھیجے تھے انھوں نے اس بارے میں مجھے مزید کوئی بات کرنے کے لیے کہا ہے جو انھوں نے ان سے وعدہ کیا ہے تو اس پر میں ایوان کی طرف سے یہ اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ یقیناً یہ مخصوص گروہ کی طرف سے جو اسلام آباد میں" پاکستان آبزرور" اور "الاخبار" کے دفاتر پر حملہ ہوا ہے۔ اس کی ہمارا ایوان مذمت کرتا ہے اور جس مذہبی تنظیم نے یہ حملہ کیا ہے اس صورت حال کے واقعات کے مطابق جو اصل ملزم ہیں انھیں گرفتار کرنے کے لیے حکومت پوری کوشش کرے گی اور صحافیوں کی تسلی کے مطابق بھی اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے بھی حکومت اقدامات کرے گی۔ اس سلسلے میں' میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ مزید اگر کوئی تجاویز دینا چاہیں تو سپیکر چیمبر میں اپنی تجاویز بیشک دے دیں۔ مجھے پہنچا دیں۔ ان کی تجاویز کی روشنی میں ملزموں کی گرفتاری کے لیے' انھیں سزا دینے کے لیے انشاء اللہ حکومت موثر اقدامات کرے گی۔ ہم حاضر ہیں اور انھیں یقین دہانی کراتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو کوئی اور بزنس لاء منسٹر صاحب آپ کے پاس ہے؟ کیونکہ آج کا بزنس تو ختم ہوا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! بزنس تو شاید نہیں۔ لیکن آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی نظام کے لیے تمام سیاستدان بات کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتوں کے اندر اختلافات موجود ہیں۔ لیکن ہر کوئی پارلیمانی نظام کو ملک کے لیے اور عوام کے لیے بنیادی ضرورت خیال کرتے ہیں اور اس بات پر اتفاق کرتے ہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ہم صبر اور تحمل سے کام نہیں لیتے۔ اگر کہیں کوئی متنازع بات سامنے آتی ہے تو اس ایشو کو resolve کرنے کی بجائے' حوصلے کے ساتھ اس

کا حل تلاش کرنے کی بجائے ہم اسے ایشو بنا کر مزید متنازع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کل کا جو واقعہ ہے اس پر افسوس کا سب نے اظہار کیا۔ فاضل رکن اسمبلی نے بھی اس پر افسوس کا اظہار کیا۔ آج پھر انھوں نے ایوان کے اندر آ کر اس بات کا اظہار کر دیا کہ انھوں نے آپ کی رولنگ پر عمل کیا اور آپ کی رولنگ پر عمل کرتے ہوئے انھوں نے اپنے آپ کو abstain کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس صورت حال کے بعد اپوزیشن کو ایوان کے اندر آ جانا چاہیے تھا۔ یہ اجلاس بیشک حکومت نے بلایا ہے لیکن پارلیمانی نظام کو مضبوط کرنے کے لیے، سیاسی فضاء کو خوشگوار بنانے کے لیے، عوام کو اس پارلیمانی نظام کے ساتھ صحیح طریقے سے ساتھ لے کر چلنے کے لیے اور اپوزیشن کا مقام بحال کرنے کے لیے ہم نے یہ اجلاس طلب کیا اور عوامی مفادات کے معاملات اور عوام کی ترجمانی کے لیے، اپوزیشن کو حق دینے کے لیے، انھیں موقع دینے کے لیے، یہ اجلاس بلایا۔ اس اجلاس میں بزنس ایجنڈے میں اپوزیشن اراکین کی خواہش کے مطابق ہم نے وقتاً فوقتاً ترامیم بھی کیں، تبدیلی بھی کی اور انھیں مناسب مواقع فراہم کرنے کے لیے، ان کی خواہشات کے مطابق بزنس چلانے کے لیے ہم نے ان کے ساتھ تعاون کیا۔ اگرچہ یہ ہماری ذمہ داری تھی۔ لیکن آج اس صورت حال میں ان کے بائیکاٹ کے جواز کی سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر! کل ہی ان سے جب مذاکرات ہوئے تو اپوزیشن کی قیادت یہ چاہتی تھی کہ اسمبلی اجلاس مزید دو روز تک چلنا چاہیے اور کافی بزنس نہ ہونے کے باوجود ہم نے ان سے تعاون کے جذبات کا آغاز کرتے ہوئے، اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنے کے لیے، ان کے احترام میں کل سپیکر صاحب کی موجودگی میں مزید دو دن اجلاس بلانے کا وعدہ کیا۔ یعنی آج بدھ کے روز بھی اور کل جمعرات کے لیے بھی اجلاس کا وعدہ کیا۔ لیکن ایک طرف اپوزیشن دو دن کے لیے اجلاس کا مطالبہ کرتی ہے اور دوسرے روز پہلے ہی آج یعنی بدھ کے روز بھی وہ ایوان میں نہیں آئے۔ اس صورت حال میں یہ سمجھ نہیں آتی کہ کس طریقے سے آخر ان کی خواہشات کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس ساری صورت حال کے باوجود میں ایک دفع پھر اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ان کے ناز نخرے بھی ہم برداشت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن پارلیمانی نظام کے لیے تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ اگر کہیں کوئی کوتاہی انھیں نظر آتی ہے تو اس پر باہر بیٹھ

کر تنقید کرنے کی بجائے یہ ایوان پارلیمانی نظام کا حصہ ہے انہیں ایوان کے اندر آنا چاہیے۔ احتجاج ان کا حق ہے' روایت ہے' وہ بائیکاٹ کرتے ہیں' یہ بھی ان کا اپنا ایک انداز ہے۔ لیکن اس کے لیے نو کن بائیکاٹ ہو سکتا ہے' نو کن احتجاج ہو سکتا ہے۔ جب وہ عوام کی نمائندگی کرنا چاہتے ہیں۔ اجلاس بلایا جاتا ہے۔ اس پر لاکھوں روپے کے اخراجات ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس طریقے سے باہر چلے جانا چاہیے۔ کسی شخص سے اگر کوئی غلطی ہوتی ہے اور وہ شخص اس غلطی کی تلافی اگر خود نہیں کرتا۔ سپیکر' سپیکر کی حیثیت سے' چیئر پر بیٹھے ہوئے ایک رکن اسمبلی' سپیکر کی حیثیت سے جب کوئی رولنگ دیتا ہے۔ اسے کوئی سزا دیتا ہے اس سزا سنانے کے بعد اور اس سزا پر عمل ہونے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس issue کو ختم کر دینا چاہیے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس کو طوالت دی جائے اس کو طول دیا جائے اس کو لمبا کیا جائے اس طریقے سے ہمارے ایوان میں اضافہ نہیں ہو رہا یہ گالی گلوچ کا معاملہ ہونا بھی ہمارے ان ایوانوں کے لیے نقصان دہ ہے لیکن جو لوگ انہیں طول دینا چاہتے ہیں کہیں اوپر پہنچانا چاہتے ہیں اس سے بھی آگے بڑھانا چاہتے ہیں یہ باتیں جب پھیلتی جائیں گی تو جناب سپیکر! اس سے ایوان کے وقار میں جہاں کمی آئے گی وہاں اس پارلیمانی سسٹم کو مضبوط کرنے میں کوئی مدد نہیں ملے گی بلکہ یہ پارلیمانی سسٹم کمزور ہو گا اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو چاہیے کہ وہ اپنے طریق کار میں کچھ تبدیلی کریں آج وہ اسمبلی میں موجود ہیں اسمبلی premises میں موجود ہیں اپنے chambers میں موجود ہیں اپنے meeting rooms میں موجود ہیں جناب سپیکر! انہیں ایوان کے اندر آنا چاہیے تھا جب وہ اسمبلی تک پہنچے ہیں تو انہیں ایوان کے اندر بھی آ جانا چاہیے تھا اگر مزید کسی صورتحال میں وہ بہتری چاہتے تھے ہمارے نقطۂ نظر میں وہ کوئی تبدیلی لانا چاہتے تھے تو جناب سپیکر نے انہیں اپنے چیمبر میں آنے کی دعوت بھی دی انہیں سپیکر صاحب سے کم از کم بات کر لینی چاہیے تھی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پارلیمانی نظام کو چلانے کے لیے تھوڑا سا حوصلہ تھوڑا سا صبر اور کچھ تھوڑی سی فراخدلی کا مظاہرہ اپوزیشن کو بھی کرنا چاہیے لیکن آج پھر آپ کی وساطت سے آج بزنس ختم ہونے کے ساتھ میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کھلے دل کے ساتھ ہم تمام تر ماحول میں ناخوشگواری کے باوجود ہم انہیں ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں وہ ایوان میں آئیں وہ اسمبلی میں آئیں جس طرح وہ

چاہیں ہم اس طرح اجلاس کو جناب سپیکر پارلیمانی رولز اور ریگولیشنز کے مطابق چلائیں گے لیکن پارلیمانی رولز اور ریگولیشنز سے ہٹ کر نہیں ان روایات کے مطابق اور رولز اور ریگولیشنز کے مطابق ہم ان کے ساتھ تعاون کے لیے حاضر ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ کی کوششوں سے جناب سپیکر کی کوششوں سے انشاء اللہ یہ معاملات کسی طرح حل ہوں گے آپ نے اور جناب سپیکر نے موجودہ سیشن کے دوران صوبے کے اندر ناخوشگوار اور tension کے ماحول کے باوجود ایوان کے ماحول کو بہتر بنانے کے لیے جو اقدامات کیے اور جس طریقے سے آپ نے ایوان کو چلایا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ کو بھی داد دیتا ہوں آپ کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپوزیشن اور حکومت کے اراکین میں کوئی تمیز نہیں کی جہاں آپ نے ایسا محسوس کیا ہے کہ حکومتی اراکین کی طرف سے کوئی ایسا ماحول create کیا گیا ہے کہ وہ پارلیمانی آداب کے مطابق نہیں وہاں آپ نے حکومتی اراکین کے بارے میں بھی ایسا ہی فیصلہ کیا جیسے جناب سپیکر نے اپوزیشن اراکین کے لیے کیا تھا اس لیے اس صورتحال میں آپ کو داد دی جانی چاہیے تھی اور ایوان کی کارروائی کو آگے بڑھانا چاہیے تھا نہ کہ اس کا بائیکاٹ کرنا چاہیے تھا بیشک اپوزیشن نے بائیکاٹ کیا۔ ایک دفعہ میں پھر ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ بائیکاٹ ختم کریں اور وہ ایوان کی طرف آئیں یہی ان کا مقام ہے یہی ان کی ترجمانی کی جگہ ہے یہی عوام کی آواز بلند کرنے کی جگہ ہے انہیں یہیں آنا چاہیے یہی پارلیمانی اصولوں کا تقاضا ہے۔ شکریہ۔ خدا حافظ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ یہ چار روزہ اجلاس جس ماحول میں ہوا ہے وہ آپ سب کے سامنے ہے سپیکر پنجاب اسمبلی جناب محمد حنیف رامے نے اپوزیشن کی ایک تحریک التوائے کار بھی منظور کی تھی جس کے لیے آج دو گھنٹے discussion کا وقت مقرر تھا لیکن فاضل اراکین اپوزیشن کل کے واقعے کی وجہ سے جبکہ رولنگ پر عمل ہو گیا تھا پھر بھی انہوں نے ایک ایسا بہانہ بنایا اور اس کے پیش نظر بائیکاٹ کر دیا میرے نقطۂ نظر میں جس طرح فاضل وزیر قانون نے تفصیل سے بتایا ہے حکومت کی طرف سے سپیکرز کی طرف سے وزراء حضرات کی طرف سے یا فاضل اراکین گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے قطعاً کوئی ایسی سوچ نہیں ہے کہ وہ اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا نہ چاہتے ہوں یا ان سے کوئی ایسا برتاؤ کرنا چاہتے ہوں وہ پریس گیلری نے بھی دیکھا ہے ملک کے عوام نے بھی دیکھا

ہے بڑے صبر اور تحمل سے ہم نے ان کی کارروائی کو جاری رکھنے کی کوشش کی ہے اور اسے برداشت کیا ہے لیکن اگر انسان گھر سے ہی فیصلہ کر کے آئے ایک سکیم کے تابع آئے کہ میں نے یہ کھیل کھیلنا ہی نہیں ہے تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہوتا تو لہذا میں آپ سب بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اجلاس کی کارروائی میں دلچسپی لی یہاں حاضری دی اور آپ نے گورنمنٹ بزنس کو پورا کیا ہے اب میں وزیر قانون صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی کل کے لیے بزنس ہے اور کل اجلاس رکھنا ہے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا کہ اپوزیشن کی خواہش کے مطابق آج اور کل کے لیے سیشن رکھا گیا تھا اور اب اس صورتحال میں کہ جب اپوزیشن کے اراکین موجود نہیں ہیں اور انہوں نے بائیکاٹ کا اظہار کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کارروائی شاید اچھے طریقے سے آگے بڑھتی نظر نہیں آتی اس صورتحال میں آج اگر sine-die یا adjourn کر دیا جائے اور اگر وہ بائیکاٹ ختم کر دیتے ہیں تو کل اجلاس ہو سکتا ہے لیکن اگر وہ اجلاس کا بائیکاٹ ختم نہیں کرتے اس صورتحال میں میں سمجھتا ہوں کہ بزنس نہیں ہے اور آج ابھی تھوڑی دیر تک شاید پتا چل جائے گا کہ وہ اجلاس کا بائیکاٹ ختم کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت کی طرف سے اسمبلی کو نہ تو کوئی کل کا ایجنڈا موصول ہوا ہے نہ اس کے بعد کا ایجنڈا موصول ہے اور نہ ہی ابھی ہمارے پاس prorogation کا حکم گورنر صاحب کی طرف سے آیا ہے اس لیے میں اسمبلی کے اجلاس کو sine-die ملتوی کرتا ہوں۔ مہربانی۔

(اجلاس کی کاروائی چار بج کر آٹھ منٹ پر sine-die کر دی گئی)